
ڈینجر مین
یس قریشی
کی
ن سیریز

جب زندگی تھکا دیتی ہے اور لمحے سست پڑ جاتے ہیں تو ماحول میں گھٹن کا احساس شدید ہو جاتا ہے

اپنی تھکن سے اور بوجھل لمحات کے لیے اکسیر عمران کا ایک قہقہہ بار کارنامہ

عمران سیریز نمبر ۱۷۴

مکمل ناول

ڈینجر مین

مصنف
ایس قریشی

قیمت ———— ۱۵/=
پندرہ روپے

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں :-

نیا ناول ڈینجر مین آپ کے ہاتھوں میں ہے ملاحظہ فرمایئے اس ناول کی کہانی حقیقت سے قریب تر ہے کچھ عرصے پہلے راولپنڈی اور لاہور کے گرد نواح میں کچھ اموات ہوئی تھیں ان اموات میں کانگو نامی وائرس دریافت ہوا تھا اور پھر پتہ چلا تھا کہ ایک امریکی ڈاکٹر جو لاہور کے ایک امریکی ریسرچ سینٹر سے وابستہ تھا وہ اس پر تجربے کر رہا تھا حکومت نے اسکا ویزا بڑھانے سے انکار کر کے اسے ملک سے نکال دیا تھا موجودہ کہانی ایسے ہی خطرناک وائرس کے گرد گھومتی ہے۔

اس میں سنسنی اور سسپنس کے ساتھ ہی ایکشن کی بھی کمی نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

آپ کے آنے والے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ میرے ناول پڑھنے والوں کو یہ شکایت ہے کہ میرے ناول بہت دیر سے شائع ہوتے ہیں۔ آپ کی شکایت ٹھیک ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ ڈاک خرچ اتنا بڑھا ہوا ہے کہ دو کتابیں ہر ماہ چھاپ کر اسے بذریعہ ڈاک ایجنٹوں کو بھیجنا پبلیشرز کے لئے ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چار پانچ کتابوں کا سیٹ بنانا پڑتا ہے اور اسی وجہ سے ناول دیر سے شائع ہوتے ہیں اسے مجبوری سمجھ کر درگزر کریں۔

شکریہ

والسلام ایس قریشی

سنسنی سسپنس تحیر اور ایکشن سے بھرپور

عمران سیریز کے نئے ناول

مصنف :- نغمہ صفی

چوتھا شکار مکمل ناول ۷-۵۰
سی این سی " " ۷-۵۰
بلیک چارلی " " ۷-۵۰
ڈیتھ آف بادل " " ۷-۵۰
پراسرار خودکشی " " ۷-۵۰
آخری فائر " " ۷-۵۰
چور سیفر " " ۷-۵۰
کریمنل آف ڈیزرٹ " " ۷-۵۰
برف کی قبر " " ۷-۵۰
عفریت " " ۱۰-۰۰
برادرز کلب حصہ اول ۶-۵۰
کلب کا ہنگامہ حصہ دوم ۶-۵۰
غنڈہ ٹیکس حصہ اول ۶-۵۰
گینگ لیڈر حصہ دوم ۶-۵۰
قاتل کون مکمل ناول ۷-۵۰
اسمگلر زندہ " ۱۵-۰۰
پراسرار ایڈونچر حصہ اول ۱۰-۰۰
حمق پجاری حصہ دوم ۹-۰۰
انتقام کی آگ حصہ اول ۷-۵۰
اچھتے شعلے حصہ دوم ۷-۵۰

فریبی قاتل مکمل ناول ۱۱-۰۰
گڑیا کا ہنگامہ " " ۱۳-۰۰
زرد پوش شیطان " " ۱۴-۰۰
ہیروئن کا ہنگامہ " " ۱۵-۰۰
دیوانے قاتل حصہ اول ۱۰-۰۰
" " حصہ دوم ۱۰-۰۰

مصنف :- ایم اے راحت :- عمران سیریز

لافنگ ڈیتھ مکمل ناول ۹-۰۰
سیاہ چیتے دوناول حصہ اول ۱۵-۰۰
خوف کے سائے حصہ دوم ۹-۰۰
آخری شکار دوناول حصہ سوم ۱۵-۰۰
رنگین سائے اول دوم ۱۳-۰۰
فولادی شیطان - زیر طبع -

مصنف :- ابن کلیم :- عمران سیریز

آتشی طشتری مکمل ناول ۶-۵۰
سنگرال " ۶-۵۰
پہاڑوں کا مسافر " ۶-۵۰
صحرائی دشمن حصہ اول ۷-۰۰
دشمن صحرا حصہ دوم ۶-۵۰

آج ہی طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی ۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

عمران اور کیپٹن فیاض میں آج کل گاڑھی چھن رہی تھی۔ دونوں ہم نوالہ وہم پیالہ بنے ہوئے تھے۔ انھیں دیکھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ سگے بھائی نہیں ہیں اور اسی بات پر ان سب کو حیرت تھی۔

جولیا سمیت سیکرٹ سروس کے سارے ہی ممبر اس پر حیران تھے کہ بات بات پر ہتھکڑیاں پہنانے کی دھمکی دینے والا کیپٹن فیاض آج کل عمران پر اسقدر مہربان کیوں اور کیسے ہو گیا۔؟ کیا فیاض کی کوئی دکھتی رگ عمران نے دبا رکھی ہے یا معاملہ کچھ اور ہے۔؟

کچھ اور سے مراد کوئی کیس بھی ہو سکتا تھا کہ شاید عمران سے اپنے پاس کسی پھنسے ہوئے کیس میں مدد لینے کے لئے فیاض اس طرح گھل مل کر عمران کے ساتھ تفریحات میں حصّہ لیتا پھر رہا ہے۔

لیکن تحقیقات پر یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ فیاض کے پاس کوئی

کیس نہیں ہے اور اس کا عمران سے تعاون بظاہر پورے خلوص اور محبت پر مبنی ہے اور اسی بات پر وہ سب حیران بھی تھے اور خوش بھی اسلئے تھے کہ چلو فیاض سے عمران کی دوستی تو بڑھی کشیدگی تو ختم ہوئی۔

دوستی تو دونوں ہی کی لازوال تھی مگر اس میں اتار چڑھاؤ آتے ہی رہتے تھے مگر اس بار ایسا لگ رہا تھا کہ یہ خلوص اور محبت اور یگانگت شاید ہی ختم ہو سکے گی اس وقت بھی وہ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں بیٹھے شیطان تازہ کر رہے تھے۔

عورتوں کو دیکھ کر محظوظ ہونے اور ان کے حسن سے نگاہیں گرمانے کو عمران شیطان تازہ کرنا ہی کہا کرتا تھا۔

"وہ دیکھو۔" عمران نے ایک عورت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کون سی۔" فیاض نے چونک کر پوچھا۔ وہ اپنے داہنی سمت بیٹھی ہوئی ایک امریکی لڑکی کو گھور رہا تھا۔

"ارے وہ کاؤنٹر سے تیسری میز پر۔" عمران نے کہا۔

"وہ نیلے ساتے اور سفید بلاؤز والی غیر ملکی عورت۔" فیاض نے کاؤنٹر سے چوتھی میز پر بیٹھی ایک خوبصورت عورت کو دیکھتے ہوتے کہا۔ وہ عورت غیر ملکی تھی اور آج پہلی بار یہاں نظر آ رہی تھی۔

"ارے وہ نہیں" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر کون سی کی بات کر رہے ہو۔؟

"وہ سفید لباس والی ...،، عمران نے کہا اور فیاض نے کاؤنٹر کے آس پاس

کی میزوں پر نگاہ ڈالی اور چونک پڑا۔

جس عورت کی جانب عمران نے اشارہ کیا تھا وہ کسی افریقی ملک کی پیداوار نظر آرہی تھی رنگت کولتار کی طرح سیاہ تھی اور اسنے سفید شلوار سوٹ پہن رکھا تھا جس میں اسکا سیاہ رنگ چمک رہا تھا۔

"لاحول ولا قوۃ" فیاض نے اُسے دیکھکر لاحول پڑھی۔

"کک... کیا مطبل... مم... مطلب" عمران نے چونک کر پوچھا۔ کیا وہ پسند نہیں آئی سوپر۔؟

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنے بدذوق ہو" فیاض بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اے لو" عمران نے دیدے نچاتے ہوئے کہا۔ اس میں بدذوقی کی کیا بات ہے۔؟ وہ تو اچھی خاصی حسین عورت ہے"

"وہ حسین ہے تو پھر" فیاض اسے گھورتے ہوئے بولا۔ بدصورت اور چڑیل کس عورت کو کہیں گے۔؟

"اُسے جو شوہر رکھتے ہوئے بھی دوست بناتی رہتی ہے" عمران نے عالمانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ یہ اور بات ہے کہ اسکے اس انداز میں بھی حماقتیں ہی لہراتی نظر آرہی تھیں۔

"بس بس رہنے دو" فیاض نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم اتنے بدذوق ہو تو کبھی اس موضوع پر بات نہیں کرتا۔ خواہ مخواہ موڈ خراب کر دیا۔

"ارے واہ" عمران ہاتھ نچاتے ہوئے بولا۔ ایک تو حسین افریقن

شہزادی دکھائی اور دیر سے ڈانٹ رہے ہو اچھی دوستی ہے"

"بس اب مت دکھانا کسی افریقی شہزادی کو"

"بھاگ رہے ہو۔؟ عمران نے کہا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ افریقی شہزادی ہی تمہارے گلے کا ہار بن جاتے"

"ایسا ہوا تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر خود کشی کر لونگا"

"خخ... خود کشی۔؟ عمران نے ہکلاتے ہوئے دوہرایا۔ سوپر یہ جرم ہے اور تم جانتے ہو کہ اسکی سزا کیا ہے۔؟

بکواس مت کرو" فیاض نے کہا۔ کافی منگاؤ سارا موڈ غارت کر کے رکھ دیا ہے تم نے سمجھے۔؟

"سمجھ گیا" عمران نے کہا۔ لیکن کافی تم ہی کو منگانی ہوگی سوپر"

"ہاں میں ہی دونگا مروت" فیاض جھلا کر بولا۔ وہ اس وقت سادہ لباس میں تھا عمران کے ساتھ وہ سادہ لباس ہی میں آجکل تفریحی کرتا پھر رہا تھا۔

"پھر تو آرڈر دینے میں کوئی مزائقہ نہیں ہے" عمران نے کہا پھر ویٹر کو بلا کر کافی کے لئے کہا اور فیاض کو گھورنے لگا۔

"پتہ نہیں اُس بیچاری کو تمہاری کیا چیز اچھی لگی ہے جو وہ تمہارے ساتھ اپنی قسمت پھوڑنے کے لئے تیار رہی ہے"

"کون۔؟ عمران چونک کر بولا۔ کس کی بات کر رہے ہو سوپر۔؟

"جولیانا فٹزواٹر کی" فیاض نے کہا۔ وہ حسین ہے دلیر اور ذہین ہے

نجانے کیوں وہ تم پر مرمٹی ہے "۔

"یہ اسی سے پوچھ دیکھنا" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

" مجھے جولیا سے جوتے نہیں کھانے یہ پوچھ کر "۔

"پھر چپ شاہ کا روزہ رکھ لو"

"نہیں میں واقعی حیران ہوں عمران" فیاض نے کہا تم جسقدر لاپرواہ اور احمق ہو اسے دیکھتے ہوئے کوئی جولیا جیسی ذہین اور تعلیمیافتہ لڑکی تم سے شادی کی خواہش نہیں کر سکتی "۔

" اچھا بس " عمران نے کہا۔ لو ایک اور پری آگئی "

"کیا۔ ؟ فیاض چونکا تھا۔

" وہ نیلی ساڑھی اور سبز بلاؤز والی " عمران نے کہا۔

" اوہ " فیاض کے منہ سے نکلا۔ عمران نے جس عورت کی طرف اشارہ کیا تھا وہ اپنی ساتھی کی جانب دیکھ رہی تھی اور اسکا سائیڈ فیس ہی نظر آرہا تھا اور فیاض سوچ رہا تھا کہ عورت خاصی حسین ہے مالدار بھی ہے کیونکہ لباس اور زیور خاصہ قیمتی نظر آرہا تھا۔

پھر جیسے ہی اسنے پورا چہرہ فیاض کی جانب گھمایا اسے ایسا لگا کہ جیسے کسی نے منہ پر تھپڑ دے مارا ہو۔

وہ حسین چہرے والی نہ صرف بھینگی تھی بلکہ اسکی ناک کا ایک حصہ سیاہ رنگ کے مسہرے سے مزین تھا۔ سائیڈ فیس سے وہ جسقدر حسین لگ رہی تھی اب اتنی ہی بدصورت نظر آرہی تھی۔

"تم... سور..." فیاض دانت کچکچا کر بولا۔

"کک... کیا ہوا۔؟" عمران سہم جانے کی اداکاری کرتا ہوا بولا۔

"سمجھ لونگا تم سے۔" فیاض غرایا تھا۔

"اب کیا ہوا سوپر۔؟" عمران بظاہر انجان بن کر بولا۔

"اب یہ بھی میں ہی بتاؤں۔؟"

"تو اور کون بتائے گا۔؟" عمران نے کہا پھر کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا مگر ویٹر کے آجانے کی وجہ سے وہ چپ ہو گیا۔

"کافی بناؤ۔" فیاض غراہٹ بھرے لہجے میں بولا اور عمران بڑی سعادتمندی سے کافی بنانے لگا۔ کافی کا ایک کپ اسنے تیار کر کے فیاض کو دیا اور دوسرا اپنے سامنے رکھتے ہوئے بولا۔

"سوچ رہا ہوں کہ اب تمہاری شادی کرا ہی دوں سوپر۔"

"جب بولو گے تبھی بولو گے۔" فیاض جھلا کر بولا۔

"دوسری شادی سوپر۔" عمران نے کہا۔ اگر تم مال پانی میری مرضی کے مطابق خرچ کرو تو بھابی سے دوسری شادی کی اجازت دلوانا [illegible] کام ہے بس تمہیں ہاں کرنا ہوگی۔"

"عمران کے بچے۔" فیاض جھلا گیا۔

"کبھی نہیں ہونگے۔" عمران بات اچکتے ہوئے بولا۔

"ارے..." یک بیک فیاض کے منہ سے تحیر آمیز آواز نکلی۔

"کیا ہوا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"اپنی افریقن شہزادی کی جانب دیکھو" فیاض نے کہا۔

"کیا ہوا اسے۔؟" کہتے ہوئے عمران سیاہ فام عورت کی طرف مڑا اور حیرت زدہ رہ گیا سیاہ فام عورت کی میز پر ایک مقامی آدمی نظر آ رہا تھا اور یہ آدمی۔؟ وہ دونوں ہی اسے جانتے پہچانتے تھے۔

وہ آدمی شہر کا سب سے مالدار بزنس مین شوکی تھا۔ نام اس کا شکیل تھا مگر وہ شوکی کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔

"یہ" عمران کے منہ سے نکلا۔ شکیل ہے نا۔؟

"ہاں" فیاض نے کہا۔ مگر....."

"مگر کیا۔؟ فیاض کے خاموش ہونے پر عمران نے پوچھا۔

"اس کا اس افریقن عورت سے کیا تعلق۔؟

"دل کا معاملا ہو گا"

"نہیں شوکی اتنا بد ذوق نہیں ہے" فیاض نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے نہیں سنا کہ دل آئے گدھی پر تو پری کیا چیز ہے سوپر" عمران نے شوکی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ دل ول کا معاملا نہیں لگتا"

"پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔ کیا وہ اس سے اسکی سیاہ رنگت کا راز پوچھنے کے لئے گیا ہے سوپر۔؟

"بے تکی مت ہانکا کرو" فیاض نے کہا۔

"تم تک کی بات کر و تو میں بھی...." عمران نے کہنا چاہا۔

"خاموش رہو اور مجھے سوچنے دو" فیاض نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ شوکی کا اس عورت سے ملنا کوئی خاص معنی ضرور رکھتا ہے ورنہ شوکی بیکار وقت ضائع کرنے والوں میں سے نہیں ہے"

"یہ عورت غیر ملکی ہے نا۔؟ عمران نے کہا۔

"ہاں پھر۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"اور امیگریشن کا شعبہ تمہارے ہی پاس ہے"

"سمجھا" فیاض نے کہا۔ تم جاننا چاہتے ہو کہ یہ عورت کون ہے اور کس ملک سے یہاں آئی ہے۔؟

"عقلمند ہوتے جا رہے ہو" عمران نے کہا۔

"اس سلسلے میں میں ابھی آفس کال کر کے معلوم کئے لیتا ہوں"

"نہیں" عمران نے کہا۔ اس کی ضرورت نہیں ہے"

"کیوں۔؟ فیاض نے حیرت سے پوچھا۔

"کیا وہ دونوں کوئی جرم کر رہے ہیں سوپر۔؟ عمران منہ بگاڑ کر بولا۔

"ہونہہ۔؟ فیاض نے ٹھنڈا سانس بھرا عمران کی بات معقول تھی ظاہر ہے اگر وہ کوئی جرم کر رہے ہوتے تب ہی انکے خلاف کاروائی کرنا مناسب تھا جبکہ اس وقت وہ مشکوک افراد کی لسٹ پر بھی نہیں تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے۔؟ عمران نے پوچھا کافی وہ ختم کر چکے تھے اور ویٹر برتن سمیٹ کر لے جا چکا تھا۔

"سارا موڈ چوپٹ ہو گیا ہے" فیاض نے کہا۔

"پھر۔؟ عمران نے پوچھا۔

"بس اب میں گھر جاؤں گا" فیاض نے بیزاری سے کہا۔

"ہونہہ" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔ دفتر نہیں جاؤ گے۔؟

"کیا کروں گا جا کر" فیاض نے کہا۔ سب کچھ ٹھیک ہے ماتحت کام کر رہے ہیں اور میرے پاس کوئی قابل ذکر کیس بھی نہیں ہے"

"کیس آتے دیر نہیں لگتی سوپر"

" لعنت بھیجو کیسوں پر" فیاض نے کہا۔ ہر وقت قتل لاشیں اور مجرموں کے تعاقب میں بھاگتے بھاگتے تھک گیا ہوں"

"پھر۔؟ عمران نے کہا۔ کب استعفیٰ دے رہے ہو۔؟

"میں نے استعفیٰ کے لئے کب کہا ہے۔؟ فیاض اسے گھور کر بولا۔

"تھک جانے کا اور کیا مطلب ہوتا ہے"

"لا حول ولا قوۃ" فیاض نے لاحول پڑھی۔

"یہ دوسری بار لاحول پڑھی ہے تم نے" عمران نے کہا۔ جبکہ جانتے ہو کہ میں رحمان کی اولاد ہوں"

"پھر وہی الٹی سیدھی بکواس کی۔؟

"ارے مگر..." لیکن عمران کا جملہ اس سادہ لباس والے کی آمد سے ادھورا رہ گیا تھا جو فیاض کے پاس آ کھڑا ہوا تھا یقیناً وہ کوئی خاص خبر لے کر آیا تھا۔

"کیا بات ہے۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"سر جعفری صاحب کا انتقال ہو گیا ہے" سادہ لباس والے نے کہا۔

"کون جعفری۔؟" فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"وزارتِ دفاع کے سکریٹری" سادہ لباس والے نے بتایا۔

"پھر۔؟" فیاض نے کہا۔ انکے انتقال سے میرا کیا تعلق۔؟

"سر بڑے صاحب نے حکم دیا ہے کہ آپ جہاں کہیں ہوں یہ خبر آپ تک پہونچا دی جاتے" سادہ لباس والے نے کہا۔

"اوہ" فیاض کے منہ سے نکلا۔

"بڑے صاحب نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ جعفری صاحب کی رہائش گاہ جا کر لاش کا معاینہ کر کے رپورٹ کریں"

"ہونہہ" فیاض نے سر ہلایا پھر بولا۔ اسکواڈ کار میں آتے ہو۔؟

"یس سر" اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم باہر ٹھہرو میں آتا ہوں۔" فیاض نے سادہ لباس والے سے کہا۔

"یس سر" سادہ لباس والے نے کہا اور پلٹ کر ہال سے نکلا، چلا گیا اسکے جانے کے بعد فیاض نے عمران سے کہا۔

"کیا خیال ہے تمہارا۔؟

"کس بارے میں۔؟ عمران نے پوچھا۔

"جعفری کے انتقال کے بارے میں۔؟

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سوپر۔؟ عمران نے کہا۔ اگر انکا مرڈر ہوا ہوتا تو کہنے سننے کی کوئی گنجائش بھی ہوتی۔"

"مجھے وہاں جا کر لاش دیکھنے کا حکم بلا وجہ نہیں دیا گیا ہے"

"ہاں یہ تو ہے" عمران نے سر ہلایا۔

"پھر۔؟ فیاض نے کہا۔ چل رہے ہو میرے ساتھ۔؟"

"ضرور" عمران نے کہا۔ بشرطیکہ بند نہ کرو"

"پاگل سمجھ رکھا ہے کیا۔؟ فیاض منہ بنا کر بولا۔

"نہیں" عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ تم بل دو میں باتھ روم سے ہو کر آتا ہوں تاکہ جعفری کے گھر والوں سے......"

"جاؤ" فیاض بات کاٹ کر بولا اور عمران باتھ روم والی گیلری کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

فیاض نے ویٹر کو بلا کر بل کی ادائیگی کی اور عمران کا انتظار کرنے لگا۔

/

"اٹ از صفدر سعید سر" صفدر نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی آواز سنتے ہی بڑی تیزی سے کہا تھا۔

"فارغ ہو۔؟ ایکسٹو کی آواز آئی۔

"یس سر۔ کوئی حکم سر۔؟"

"ٹپ ٹاپ تک دوڑ لگانی ہے"

"میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں جناب"

"ٹپ ٹاپ نائیٹ کلب میں ایک افریقی عورت اور شہر کا مشہور بزنس مین شوکی موجود ہیں تمہیں افریقی عورت اور شوکی کے مل بیٹھنے کی وجوہات معلوم کرنا ہیں"

"یس سر" صفدر نے کہا۔

"اسکے علاوہ افریقی عورت کے بارے میں جو کچھ معلوم کر سکو۔ مثلاً اسکا نام رہائش گاہ اور کس ملک سے آئی ہے"

"رائیٹ سر" صفدر نے کہا۔

"فوراً روانہ ہو جاؤ"

"میں پانچ منٹ میں روانہ ہو جاتا ہوں جناب عالی"

"وہاں اگر عمران یا فیاض نظر آئیں تو نظر انداز کر دینا"

"اس صورت میں چیف مجھے میک اپ کرنا ہوگا"

"ضرور کرو" ایکسٹو کی آواز آئی۔ "ریڈی میڈ میک اپ بہتر رہے گا"

"یس سر" صفدر نے کہا۔

"روانہ ہو جاؤ" ایکسٹو نے کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا صفدر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا۔

پھر وہ دو منٹ کے اندر وہاں سے روانہ ہو گیا تھا آٹھویں منٹ پر وہ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے پارکنگ میں موٹر سائیکل کھڑی کر رہا تھا پھر وہ گاڑی لاک کر کے ہال کی جانب بڑھنے لگا۔

ہال میں گھستے ہی افریقی عورت پر سب سے پہلے نگاہ پڑی تھی اپنے کالے رنگ کی وجہ سے وہ پورے ہال میں نمایاں تھی۔ اسکی میز پر شوکی موجود تھا صفدر اسے پہچانتا تھا کیونکہ بزنس مین ہونے کی حیثیت سے آتے دن اسکی تصویریں اخبارات میں چھپتی رہتی تھیں۔

صفدر ان کے برابر کی خالی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔ ایک لمحے بعد ہی ویٹر آموجود ہوا تھا۔ صفدر نے شوکی کی میز پر کھانے کا سامان دیکھا تھا اسنے بھی ڈنر کے لئے کچھ ڈشیں نوٹ کروائی تھیں۔

ڈنر کرنے کا مطلب یہی تھا کہ شوکی اور اسکی ساتھی افریقی عورت کا یہاں سے جلد اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ دونوں آپس میں گفتگو کرتے جا رہے تھے صفدر نے انکی طرف توجہ مرکوز کر دی۔

"وہ بہت چالاک ہے مادام" شوکی کہہ رہا تھا۔

"یقیناً ہوگا" مادام نے کہا۔ ہر دولتمند آدمی چالاک ہوتا ہے"

"مگر وہ زیادہ چالاک ہے مادام"

"زیادہ چالاک سے کیا مراد ہے۔؟

"یہی کہ دوسرے بے ایمانی اور دوسرے ناجائز ذرائع سے دولت کماتے ہیں جبکہ .... اس نے ایمانداری سے دولت کمائی ہے اور اس وقت وہ تقریباً پچاس کروڑ کا آدمی ہے"

"تو کیا ایمانداری سے دولت کمانا جرم ہے۔؟ مادام نے پوچھا۔

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھیں مادام"

"وضاحت کرو" مادام نے کہا۔

"ایک آدمی جو ایمانداری سے دولت کماتا ہے وہ ناجائز ذرائع سے دولت کمانے والوں سے زیادہ چالاک ہوتا ہے"

"وہ کیسے۔؟" مادام نے پوچھا۔

"ایمانداری سے دولت کمانا ناجائز ذرائع سے دولت کمانے سے کہیں زیادہ مشکل ہے مادام"

"یہ بات تم نے ٹھیک کہی ہے مسٹر شوکی"

"اسی سے اندازہ کرلیں کہ وہ کتنا چالاک ہے"

"اسکے مشاغل کیا کیا ہیں۔؟"

"صرف اور صرف دولت کمانا"

"یعنی۔؟" مادام نے پوچھا۔

"وہ دن بھر اپنے کاروباری معاملات میں مشغول رہتا ہے" شوکی نے کہا۔ "اور ان سے نمٹ کر کاروباری پارٹیاں اٹینڈ کرتا ہے ورنہ پھر اپنی رہائش گاہ میں ہی رہتا ہے باہر نہیں نکلتا"

"عورت سے اسکی دلچسپی کتنی ہے۔؟"

"ایک فیصد بھی نہیں ہے" شوکی نے کہا۔

"شراب۔؟" مادام نے پوچھا۔

"میں نے اسے آج تک سگریٹ پیتے ہوئے بھی نہیں دیکھا" شوکی نے کہا۔ "شراب تو بہت دور کی چیز ہے مادام"

"شراب وہ نہیں پیتا عورت سے اسے دلچسپی نہیں کیوں ٹھیک ہے نا۔؟ مادام نے کہا اور شوکی سر ہلا کر بولا۔

"جی ہاں بالکل یہی بات ہے"

"اس کا اور کوئی مشغلہ۔؟

"جب وہ رہائش گاہ سے باہر ہی نہیں نکلتا تو مشغلہ کیسا۔؟

"ممکن ہے وہ کاروباری اوقات۔ ہی میں تفریح کر لیتا ہو"

"کیا مطلب۔؟ شوکی نے پوچھا۔

"اسکے دفاتر میں عورتیں تو ملازم ضرور ہونگی۔؟

"ہاں درجنوں ہیں" شوکی نے کہا۔

"ان میں سے کوئی اسکی منظور نظر بھی ہوگی۔؟

"چار سکریٹریاں تو ہیں اسکے پاس مگر منظور نظر کوئی نہیں ہے"

"کیا ایسا ممکن نہیں مسٹر شوکی کہ وہ اپنے آفس روم ہی میں دوران ریسٹ اپنی سکریٹریوں سے دل بہلا لیتا ہو۔؟

"نہیں اسکی آفس رپورٹ بھی بہت صاف ستھری ہے" شوکی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کوئی اسکینڈل نہیں ہے"

"ٹھیک ہے" مادام نے کہا۔ اب یہ بتاؤ کہ گھر پر اسکی کیا مشغولیات ہوتی ہیں کوئی گیم یا کچھ اور۔؟

"صرف ٹی وی دیکھنا" شوکی نے کہا۔ یا پھر ہلکی پھلکی مشرقی موسیقی سے دل بہلانا اور بس"

"اسے پرندوں یا جانوروں سے دلچسپی ہے۔؟
"ہاں" شوکی نے کہا۔ اسے باز بہت پسند ہیں"
"اسنے باز پال بھی رکھے ہونگے کیوں۔؟
"صرف دو باز" شوکی نے کہا۔ اور ان دونوں کو وہ بہت زیادہ عزیز رکھتا ہے اور وہ بھی اس سے مانوس ہیں"
"انکی دیکھ بھال کون کرتا ہے۔؟
"اسنے ایک نوکر اسی مقصد کے لئے رکھا ہوا ہے"
"گڈ" مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"میں سمجھا نہیں۔؟ شوکی نے مادام کے گڈ کہنے پر کہا۔
"جلد ہی سمجھ جاؤ گے" مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"پھر۔؟ شوکی نے پوچھا۔
"سودا مشکل ضرور ہے مگر ہو جائے گا" مادام نے کہا۔
"میں اس سودے کو ہر قیمت پر مکمل کرانا چاہتا ہوں مادام" شوکی نے کہا۔ ہر قیمت پر"
"فکر مت کرو" مادام نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔
"فکر ہی تو ہے" شوکی نے کہا۔
"وہ فکر اب مجھے سونپ دو۔" مادام نے کہا میں تمہارا سودا مکمل کرانے کا وعدہ کرتی ہوں"
"تھینک یو مادام" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"کمیشن یاد ہے نا۔؟ مادام نے کہا۔

"دو فیصدی۔؟ شوکی نے کہا۔

"ہاں" مادام نے سر ہلایا۔

"منظور ہے مادام" شوکی نے کہا۔ اتنے بڑے سودے میں دو فیصد کمیشن بہت معمولی سا ہے لوگ تو پانچ فیصد تک لے لیتے ہیں"

"مجھے دو فیصدی کافی ہے" مادام نے کہا۔

"مجھے دل سے منظور ہے مادام مگر" شوکی نے کہا۔ سودا مکمل ہونے میں کتنے دن لگیں گے یعنی میں کب اسے مکمل ....."

"صرف ایک ہفتہ" مادام شوکی کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ تمہیں سودے کے تکمیل پذیر ہونے کے لئے ایک ہفتہ انتظار کرنا پڑے گا"

"ٹھیک ہے" شوکی نے کہا پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے تھے کھانا ختم کر کے ان لوگوں نے کافی منگائی تھی۔

صفدر نے بھی کھانے کے بعد کافی ہی طلب کی تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ ایکسٹو کو ان لوگوں پر کس بات کا شبہ ہے۔؟ یہ کیوں مشکوک ہیں۔؟ اسے ان دونوں کی گفتگو میں کوئی شک والی بات نظر نہیں آئی تھی مادام شوکی کا کوئی سودا مکمل کروا رہی تھی۔

اور اس میں وہ دو فیصدی کمیشن مانگ رہی تھی یہ ایک کاروباری بات تھی جس میں جرم کا کوئی پہلو نہیں تھا تو پھر۔؟ صفدر نے سوچا ایکسٹو نے مادام کی نگرانی کے لئے کیوں کہا ہے۔؟

وہ سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا کافی آتی اور وہ آہستہ آہستہ اسے حلق سے اتارنے لگا شوگی اور مادام کے درمیان ہونے والی گفتگو اب حالات حاضرہ پر تھی اور اس سے اسکی معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکا تھا۔ کچھ دیر بعد، ویٹر برتن اٹھانے آیا تو صفدر نے اسے روک لیا۔

" جی صاحب۔" اسنے اپنے روکے جانے پر پوچھا۔

" یہ مادام کون ہیں۔" صفدر نے سیاہ فام افریقی عورت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ویٹر سے پوچھا۔

" مادام شلما ہیں" ویٹر نے بتایا۔

" انکے بارے میں اور کیا جانتے ہو۔" صفدر نے پوچھا۔

" یہ تنزانیہ سے یہاں سیر و تفریح کے لئے آئی ہیں صاحب" ویٹر نے بتایا۔ شہر میں انکے بڑے بڑے لوگوں سے تعلقات ہیں"

" اچھا" صفدر نے بظاہر حیرت ظاہر کی۔ یہ ٹھہری ہوئی کہاں ہیں۔"

" اس بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے صاحب"

" اور کچھ۔" صفدر نے پوچھا میرا مطلب ہے کہ انکے بارے میں اور کوئی بات جو تم جانتے ہو بتاؤ"

" اور تو کچھ میں نہیں جانتا صاحب" ویٹر نے کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے" صفدر نے کہا پھر جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر ویٹر کو تھماتے ہوئے بولا۔ بقیہ تمہارے"

" تھینک یو سر" ویٹر نے ادب سے کہا اور برتن سمیٹ کر چلا گیا۔

"ہونہہ" صفدر نے ویٹر کے جانے کے بعد سوچا۔ تو اس کا نام شلما ہے مگر یہ تنزانیہ سے یہاں کیا واقعی سیر و تفریح کے لئے آئی ہے۔؟

وہ سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا ساڑھے گیارہ بجے وہ جانے کے لئے اٹھے تھے صفدر بل دے چکا تھا لہذا وہ ان سے پہلے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پارکنگ میں آکر وہ رک گیا کچھ دیر بعد شلما اور شوکی نظر آئے تھے۔ وہ ساتھ ساتھ پارکنگ تک آئے تھے پھر دونوں الگ الگ گاڑیوں میں سوار ہو گئے۔

شلما کی گاڑی دائیں سمت مڑی تھی جبکہ شوکی بائیں سمت گیا تھا صفدر نے شلما کی گاڑی کے تعاقب میں موٹر سائیکل ڈال دی۔ تعاقب کا سلسلہ ہوٹل ریڈ اسٹار پر ختم ہوا تھا یہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل تھا اور چھ ہندسوں سے کم آمدنی رکھنے والے اندر جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اتنا ہی مہنگا اور اونچے درجے کا ہوٹل تھا یہ۔

شلما ہال کی جانب بڑھ گئی تھی وہ خود ہی گاڑی اسٹیئر کرتی ہوئی یہاں تک آئی تھی اور صفدر نے گاڑی کے نمبر ذہن نشین کر لئے تھے۔ پھر وہ بھی شلما کے عقب میں ہال کی جانب بڑھا تھا۔ شلما اسے کسی میز پہ نظر نہیں آئی تھی۔

چاروں جانب دیکھنے کے بعد وہ اس راہداری کی جانب بڑھتا چلا گیا جس میں اوپر جانے کے لئے زینے اور لفٹیں نظر آرہی تھیں۔ دونوں لفٹیں اوپری منزلوں پر گئی ہوتی تھیں اور رکی ہوتی تھیں اسکا مطلب یہ تھا کہ شلما اوپر نہیں گئی اور اگر گئی ہے تو اس نے لفٹ استعمال نہیں کی۔

کچھ سوچ کر وہ زینوں کی جانب بڑھا پھر پہلی ہی منزل پر پہونچا تھا کہ چونک پڑا اسے شلما نظر آگئی تھی وہ راہداری میں کھڑی دو افراد سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی جن سے باتیں کر رہی تھی وہ دونوں بھی غیر ملکی ہی تھے مگر سفید چمڑی والے۔

صفدر دوسری منزل کے زینوں پر گھوم گیا اور دو تین سیڑھیاں چڑھنے کے بعد رک کر انکی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگا۔ مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ کی آواز اس کے کانوں میں آرہی تھی۔

مگر وہ ایک لفظ نہیں سمجھ سکا تھا لیکن ان آوازوں سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ بائی کی آواز سنتے ہی وہ تیزی سے مگر بے آواز قدموں سے آگے بڑھ کر زینہ چڑھ کر دوسری جانب گھوم کر رک گیا تھا۔

دونوں سفید فام زینے کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھتے چلے گئے تھے اسکا مطلب یہ تھا کہ وہ دونوں بھی اسی فلور پر رہائش پذیر تھے وہ واپس نیچے آیا اور ٹھیک اس لمحے جھانک کر راہداری میں دیکھا کہ جب دونوں غیر ملکی ایک روم میں داخل ہو رہے تھے۔

اُسنے دوسری جانب گھوم کر دیکھا۔ اُس طرف کی راہداری خالی پڑی تھی شلما بھی کسی کمرے میں جا چکی تھی۔ وہ راہداری میں نکل آیا پھر اس کمرے کے پاس پہونچا جہاں رک کر شلما دونوں غیر ملکیوں سے گفتگو کر رہی تھی پھر ایک دروازے کے کی ہول پر جھک گیا۔

اندر کمرہ خالی نظر آرہا تھا۔

وہ دوسرے کمرے کی جانب بڑھا۔ اس بار اسے کامیابی ہوئی تھی شلما اسے دروازے کے سامنے ہی ایک صوفے پر بیٹھی نظر آتی تھی اسکے سامنے ہی ایک غیرملکی بیٹھا ہوا تھا اور دونوں کا انداز خاصہ بے تکلفانہ تھا۔

صفدر سیدھا ہوا اور اس کمرے کی جانب بڑھا جس میں دونوں غیرملکی گئے تھے اس کا نمبر دیکھتا ہوا وہ باتھ روم میں داخل ہو گیا پھر اسنے واچ ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

"ایکسٹو" فوراً ہی ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"اٹ از صفدر سعید سر"

"رپورٹ۔" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"اس کا نام شلما ہے اور تنزانیہ سے تفریحی دورے پر یہاں آئی ہے" صفدر نے بتایا۔

"رہائش گاہ کا پتہ لگا۔"

"یس سر" صفدر نے کہا۔ وہ ریڈ اسٹار کے روم ایک سو دس میں ٹھہری ہوئی ہے اور وہاں ایک سفید فام غیرملکی بھی ہے"

"اس کا شلما سے کیا تعلق۔"

"وہی معلوم کرنے کی کوشش کرونگا جناب عالی" صفدر نے کہا۔ رپورٹ اس لئے دے رہا ہوں کہ مزید ہدایت لے سکوں۔"

"یعنی۔" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"شلما سے دو غیرملکیوں نے اسکے کمرے کے باہر ملاقات کی تھی"

صفدر نے کہا اور تفصیلات بتاتا چلا گیا۔

"ٹھیک ہے ان غیر ملکیوں کے لئے میں نعمانی کو بھیج رہا ہوں تم صرف شلما پر نظر رکھو گے سمجھ گئے۔"

"یس سر" صفدر نے کہا پھر وہ شو کی اور شلما کے درمیان ہونے والے سودے اور کمیشن کے بارے میں بتانے لگا۔

"ٹھیک ہے" ایکسٹو کی آواز آئی تم چوکنے رہ کر شلما کے بارے میں اور اس سے ملنے آنے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور صبح تک اسکے بارے میں تفصیلی رپورٹ دو"

"بہت بہتر جناب عالی"

"ویٹس آل" آواز کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ صفدر نے بھی ٹرانسمیٹر آف کیا اور باتھ روم سے نکل آیا جیسے ہی راہداری میں پہونچا چونک پڑا۔ شلما کے کمرے والا غیر ملکی اسی طرف آرہا تھا وہ بھی صفدر کو دیکھ چکا تھا مگر سرسری انداز میں۔

صفدر زینوں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ زینوں پر پہونچنے سے پہلے اسنے کسی کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی تھی زینوں پر مڑتے ہوتے اس نے کنکھیوں سے غیر ملکی کی سمت دیکھا۔

وہ اسے اسی کمرے میں جاتا نظر آیا تھا کہ جس میں پہلے وہ دونوں غیر ملکی گئے تھے کہ جن سے شلما گفتگو کرتی رہی تھی۔ وہ زینے طے کرنے لگا۔ گراؤنڈ فلور پر پہونچ کر وہ رک گیا۔

غیر ملکی اسے دیکھ چکے تھے لہذا اب وہ اس حلیئے میں دوبارہ انکے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا لہذا وہ ہال سے ہوتا ہوا پارکنگ میں آ گیا موٹر سائیکل اسنے، جہاں پارک کی تھی وہاں اندھیرا تھا۔

شاید اس جگہہ کی لائٹ آف کر دی گئی تھی یا پھر بلب فیوز ہو گیا تھا، وہ موٹر سائیکل کے پاس کھڑے ہو کر سوچنے لگا کہ کیا کرے۔؟ چہرے کا میک اپ بدلا جا سکتا تھا مگر لباس کا وہ کیا کرتا۔؟ اگر کار لایا ہوتا تو لباس کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا۔

کیونکہ وہ گاڑی میں ایک آدھ سوٹ ضرور رکھا کرتا تھا مگر اب۔؟ اسنے سوچا ہی تھا کہ چونک پڑا۔ ہوٹل کے برآمدے کی طرف اچانک ہی اسکی نگاہ اٹھ گئی تھی اور وہاں اسے جو کچھ نظر آیا وہ اسے حیران کر دینے کے لئے کافی سے زیادہ تھا۔

شلما تینوں غیر ملکیوں کے ساتھ برآمدے کی سیڑھیاں طے کر رہی تھی پھر وہ اسی جانب آنے لگے۔ صفدر کے لئے حیران کن بات یہ تھی کہ بارہ بجے رات کو۔ شلما کہیں جا رہی تھی۔

جبکہ اس کا خیال یہی تھا کہ وہ اب اپنے کمرے میں آرام کرے گی اور یہ خیال اسلئے بھی اسکے ذہن میں تھا کہ تیسرا غیر ملکی شلما کے کمرے سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے پاس جا چکا تھا۔

مگر اب۔؟ صفدر نے سوچا اگر یہ کہیں جا رہی ہے تو وہ۔ جگہہ کون سی ہو سکتی ہے۔؟ اور یہ کیوں کہیں جا رہی ہے۔؟

رات کے اس وقت تین غیر ملکیوں کے ساتھ شلما کا کہیں جانا بڑا پراسرار تھا اسکے دیکھتے ہی دیکھتے وہ شلما کی گاڑی میں سوار ہوتے اور گاڑی ہوٹل کی حدود سے نکلتی چلی گئی۔ صفدر نے بھی موٹر سائیکل سنبھال لی تھی وہ انکا تعاقب کیسے چھوڑ دیتا۔

شلما کی گاڑی کی رفتار زیادہ نہیں تھی اور وہ زیادہ تر تاریک سڑکوں سے گزر رہی تھی۔ صفدر نے فاصلہ اتنا رکھا تھا کہ وہ لوگ اسے دیکھ بھی لیں تو یہ شبہ نہ کر سکیں کہ وہ انکا تعاقب کر رہا ہے اور نہ ہی وہ اسے پہچان سکیں۔

دفعتاً شلما کی گاڑی بائیں سمت مڑی اور صفدر چونک پڑا اور اس کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی۔

جعفری کی کوٹھی پر پولیس والے پہلے سے موجود تھے فوٹو گرافر اور فنگر پرنٹس کا عملہ بھی موجود تھا اور انھیں دیکھ کر ہی عمران نے معنی خیز انداز میں پتلیوں کو گردش دیتے ہوئے کہا تھا۔

"معاملا ٹیڑھا نظر آرہا ہے سوپر۔"

"ایسا ہی لگتا ہے۔" فیاض نے برآمدے سے راہداری میں مڑتے

ہوتے کہا۔ یہاں موجود ایک سب انسپکٹر نے اسکی لاش والے کمرے تک رہنمائی کی تھی وہ کمرے میں داخل ہوتے اور رک گئے۔ لاش بستر سے نیچے پڑی ہوئی تھی اور اسکے گرد خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔

گو کہ خون جم گیا تھا مگر اسکی سرخی بتا رہی تھی کہ اسے مرے زیادہ دیر نہیں ہوتی ایک انسپکٹر اور تین کانسٹیبل کمرے میں موجود تھے فنگر پرنٹس کا عملہ نشانات تلاش کر رہا تھا جبکہ فوٹو گرافر مختلف زاویوں سے لاش کی تصاویر اتار رہے تھے فیاض کو دیکھ کر انسپکٹر اسکی طرف بڑھا تھا۔

"قتل ۔؟" فیاض نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"پتہ نہیں جناب ۔" انسپکٹر نے کہا۔

"کیا مطلب ۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"لاش کے ناک اور منہ سے خون بہا ہے اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قتل ہے یا کسی بیماری کے سبب موت واقع ہوئی ہے ۔"

"ہونہہ ۔" فیاض نے سر ہلایا۔

"دماغ کی رگ پھٹنے کے بعد بھی اخراج خون کی وجہ سے موت واقع ہو سکتی ہے سر ۔" انسپکٹر نے پھر کہا اور فیاض نے سر ہلا دیا۔

"کیا ایسی علامات ملی ہیں ۔؟" فیاض نے پوچھا۔ "کہ جن سے یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ دماغ کی کوئی رگ پھٹ گئی ہے ۔؟"

"سر یہ میرا خیال ہے ۔" انسپکٹر نے جلدی سے کہا۔

"اس خیال کی کوئی وجہ تو ہوگی نا ۔؟"

"جی سر" انسپکٹر نے کہا "متوفی کے ناک اور منہ سے جس مقدار میں خون بہا ہے اس سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے سر کہ شاید دماغ کی کوئی رگ پھٹ گئی ہے ورنہ دوسری صورت میں اتنا خون ناک منہ سے نہیں بہتا۔"

"ہونہہ" فیاض نے سر ہلایا۔ گھر والوں کے بیان لئے۔؟

"جی نہیں" انسپکٹر نے نفی میں سر ہلایا۔ "بڑے صاحب کا حکم تھا کہ آپ کے پہونچنے تک صرف ابتدائی کاروائی کی جاتے۔"

بڑے صاحب سے انسپکٹر کی مراد سی آئی بی کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان سے تھی سب ہی انکو بڑا صاحب کہا کرتے تھے۔

"ٹھیک ہے" فیاض نے کہا۔ ضروری کاروائی کر کے لاش اٹھوا دینا۔"

"یس سر" انسپکٹر نے کہا۔ "کیا آپ معائنہ نہیں کریں گے سر۔؟"

"کریں گے بھئی کریں گے" دفعتاً عمران نے دخل دیتے ہوئے کہا اور فیاض بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

عمران نے فیاض کا ہاتھ پکڑا اور لاش کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر لاش کے پاس بیٹھ کر وہ اسکا معائنہ کرنے لگا۔ دفعتاً وہ چونک پڑا۔ لاش کا معائنہ کرتے ہوئے اسے مرنے والے کی مٹھی میں دو تین چھوٹے چھوٹے سبز رنگ کے پر نظر آئے تھے ایسے ہی پر جیسے عموماً چونچ سے کھجاتے ہوئے طوطے وغیرہ کے جسم سے جھڑ جاتے ہیں اور پھر ہوا سے ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں۔

عمران نے سر ہلایا پھر کھڑا ہو گیا۔

"کوئی خاص بات۔؟ فیاض نے پوچھا اسنے بیٹھ کر لاش کا معائنہ کرنے

ہنگامے ہی ہنگامے سسپنس ہی سسپنس

عمران سیریز کا نہ بھولنے والا ناول

ہینڈ آف ڈیتھ

مصنف ــــــــــــــــ ایس قریشی

- اُن خفیہ ہاتھوں کی کہانی جو متوازی حکومت چلا رہے تھے۔ وہ کس کے ہاتھ تھے۔؟
- ایک پورا شہر ان خفیہ ہاتھوں کی زد میں تھا وہ جب چاہتے جہاں چاہتے موت کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ مگر کیوں۔؟
- عمران نے ان ہاتھوں کو ختم کرنے کا بیڑہ اٹھایا تو اس کا فلیٹ تباہ کر دیا گیا۔
- کیا عمران مر گیا۔ ؟ کیا عمران خفیہ ہاتھوں کو بے نقاب کرنے میں کامیاب رہا۔؟

کی ضرورت نہیں سمجھی تھی کھڑے ہی کھڑے جائزہ لے لیا تھا۔

"کیا یہاں پرندے بھی پلے ہوتے ہیں۔؟ عمران نے پوچھا۔

"احمقانہ باتیں مت کرو" فیاض غرایا۔

"جیسی تمہاری مرضی" عمران شانے اچکاتے ہوئے بولا۔

"چلو گھر والوں کے بیانات لے لئے جائیں" فیاض نے کہا اور دروازے کی جانب بڑھنے لگا عمران چپ چاپ اسکے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ منہ سے کچھ نہیں بولا تھا مگر اسکی نگاہیں کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔

گھر والے بڑے کمرے میں جمع تھے۔ فیاض ان کے سامنے ہی ایک صوفے پر بیٹھ گیا وہ شاید جعفری اور اسکی بیوہ کو پہچانتا تھا اسی لئے اسنے ایک عورت کو مخاطب کرتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا تھا۔

"مسز جعفری مجھے اس حادثے پر افسوس ہے بہرحال کیا آپ بتا سکیں گی کہ یہ سب کیسے اور کتنی دیر قبل ہوا ہے۔؟

"جعفری دفتر سے آتے ہی چائے پیتے ہیں پھر کوئی اور کام کرتے ہیں مگر۔" مسز جعفری مگر کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"مگر کیا۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"آج وہ بہت خاموش اور پریشان سے تھے" مسز جعفری نے بتایا۔ انہوں نے معمول کے مطابق چائے بھی نہیں پی تھی"

"آپ نے ان سے اس کا سبب تو پوچھا ہوگا۔؟

"جی ہاں مگر انہوں نے ٹال دیا تھا۔ کہنے لگے دفتری امور کی جانب

سے پریشان ہوں اور کوئی بات نہیں ہے۔"

"پھر۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"اسکے بعد وہ منہ ہاتھ دھوکر برآمدے میں چلے گئے تھے۔"

"وہاں وہ کیا کرتے رہے۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"برآمدے کی دیوار کے پاس وہ کرسی رکھ کر بیٹھ جاتے تھے اور وہاں وہ غیر ملکی اخبارات کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔"

"برآمدے میں کیوں۔؟ فیاض نے پوچھا۔ اسٹڈی میں مطالعہ کیوں نہیں کرتے تھے اسکی کوئی خاص وجہ تھی۔؟

"جی ہاں" مسز جعفری نے کہا۔ برآمدے کے چاروں طرف پھولوں کی کیاریاں ہیں اور برآمدے میں انکی بڑی اچھی اور تیز خوشبو آتی رہتی ہے۔"

"اوہ" فیاض کے منہ سے نکلا۔

"انکا کہنا یہ تھا کہ برآمدے کے معطر ماحول میں بیٹھ کر انکی ساری تھکن دور ہو جاتی ہے اسی لئے وہ وہاں جاکر بیٹھ گئے تھے۔"

"کیا وہ روزانہ وہاں بیٹھا کرتے تھے۔؟

"جی نہیں" مسز جعفری نے کہا۔ وہ جب بہت زیادہ پریشان ہوتے تھے تب وہاں جاکر بیٹھ جایا کرتے تھے۔"

"انکی پریشانی کا دور کب سے شروع ہوا تھا۔؟

"ایک مہینے سے" مسز جعفری نے بتایا۔

"ایک ماہ پہلے وہ نارمل رہا کرتے تھے۔؟

"جی ہاں" مسز جعفری نے کہا۔ بلکہ نارمل سے بھی کچھ زیادہ ہی ہشاش بشاش اور خوش خرم رہتے تھے"

"انکی پریشانی کی بابت آپ کو کچھ معلوم ہے۔؟

"جی نہیں" مسز جعفری نے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی گھر پر اُن سے ملنے آتا تھا۔؟

"جی نہیں" مسز جعفری نے کہا۔ گھر پر سوائے دوستوں اور رشتے داروں کے۔۔ وہ کسی سے بھی نہیں ملتے تھے اور نہ ہی کوئی یہاں آتا تھا"

"فون وغیرہ تو آتے ہونگے۔؟

"نہیں اس قسم کے فون بھی انکے نہیں آتے تھے لیکن۔۔" لیکن کے بعد ہی وہ اس طرح خاموش ہو گئی کہ جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔

"لیکن کیا۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"اس ایک ماہ کے دوران ایک فون روزانہ آتا رہا ہے"

"کس کا فون تھا وہ۔؟

"پتہ نہیں" مسز جعفری نے کہا۔ البتہ وہ روزانہ رات نو بجے آتا تھا اور اس میں کبھی فرق نہیں پڑا"

"آج بھی آیا تھا۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"جی ہاں اور میں نے خود ریسیور اُن کو دیا تھا"

"دوسری جانب سے بات کرنے والا کون تھا۔؟

"ایک مرد" مسز جعفری نے کہا۔

"نام نہیں بتایا تھا اسنے۔؟"

"جی نہیں" مسز جعفری نے کہا صرف یہ کہا تھا کہ میں جعفری صاحب کو بتلا دوں کہ ڈی ایم کا فون آیا ہے۔"

"ڈی۔ایم" فیاض نے دوہرایا۔کیا نام بنا؟

"پتہ نہیں" مسز جعفری نے شانے اچکاتے ہوئے کہا۔

"آج سے پہلے بھی اس ڈی ایم کا فون آپ نے رسیو کیا تھا۔؟"

"دو مرتبہ" مسز جعفری نے کہا۔

"اسکی آواز کیسی تھی۔؟ لہجے سے وہ کیسا آدمی لگ رہا تھا۔؟"

"آواز بھاری تھی اور لہجے سے اچھا شریف آدمی لگ رہا تھا۔"

"آپ نے کبھی ڈی ایم اور جعفری صاحب کی گفتگو سنی تھی۔؟"

"صرف ایک مرتبہ اور وہ بھی اتفاق سے"

"دوہرا دیجئے" فیاض نے کہا۔

"وہ ایک ہی جملہ ہے" مسز جعفری نے کہا۔وہ ماؤتھ پیس میں کہہ رہے تھے کہ آئندہ انھیں فون نہ کیا جاتے اور وہ ایسی بکواس باتوں کو سننا نہ پسند کرتے ہیں اور نہ ہی ان پر گفتگو کرنا۔"

"پھر۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"بس اسکے بعد انہوں نے رسیور کریڈل پر دے مارا تھا"

"ہوں ہہ" عمران نے سر ہلایا اور فیاض اسے گھور کر رہ گیا پھر مسز جعفری کی جانب مڑتے ہوئے بولا۔

"یہ کتنے دن پہلے کی بات ہے۔؟
"چھ سات دن پہلے کی"
"آپ نے اس بارے میں ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی تھی۔؟
"اسی دن کی تھی" مسز جعفری نے کہا۔
"پھر انہوں نے کیا جواب دیا تھا۔؟
"یہی کہ دفتر کا ایک آدمی ہے جو ترقی کے لئے ان پر سفارشوں کا ... دباؤ ڈال رہا ہے اور وہ اسے مان نہیں رہے ہیں"
"ہونہہ" فیاض نے ہنکارہ بھرا۔
"آپ کے ہاں پرندے بھی پلے ہوئے ہیں۔؟ یک بیک عمران نے پوچھا۔ اور فیاض اسے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگا۔
"جی ہاں" مسز جعفری نے کہا۔ ان کے کسی دوست نے ان کو ایک طوطا تحفے میں دیا تھا بس وہی ایک پرندہ ہمارے ہاں ہے"
"کیا جعفری صاحب کو طوطے پسند تھے۔؟
"بہت زیادہ تو نہیں" مسز جعفری نے کہا۔ البتہ یہ طوطا انھیں بے حد پسند تھا اور وہ روزانہ اپنے ہاتھ سے پھل وغیرہ کھلاتے تھے"
"صبح یا شام کو۔؟ عمران نے پھر پوچھا۔ فیاض اندر ہی اندر کھول رہا تھا اسکے دانست میں عمران اس قسم کی باتیں کر کے حماقت کا ثبوت دے رہا تھا اور ایسا محض اُسے پریشان کرنے کے لئے کر رہا تھا۔
"شام کو دفتر سے آنے کے بعد"

"گھر میں کسی اور کو بھی طوطا یا پرندے پسند ہیں۔؟"

"جی نہیں" مسز جعفری نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہونہہ" عمران نے گردن ہلائی اور بولا۔ کیا وہ طوطا آپ منگا سکتی ہیں میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں"

"حماقت مت کرو" فیاض نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا پھر مسز جعفری سے بولا۔ طوطا منگانے کی ضرورت نہیں ہے مادام"

"جیسے آپ کی مرضی" مسز جعفری نے کہا پھر وہ کافی دیر تک دوسرے لوگوں سے پوچھ گچھ کرتے رہے تھے۔ آخر میں وہ پھر مسز جعفری سے مخاطب ہوا تھا جو اب پہلے سے زیادہ رنجیدہ نظر آ رہی تھیں۔

"ایک بات معلوم کرنا میں بھول گیا تھا مادام" فیاض نے کہا۔ کیا جعفری صاحب بلڈ پریشر کے مریض بھی تھے۔؟

"جی ہاں" مسز جعفری نے کہا۔ وہ ہائی بلڈ پریشر کا شکار تھے"

"ہونہہ" فیاض نے سر ہلایا تھا۔

پھر وہ کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ ایک کانسٹیبل نے لاش اٹھاتے جانے کی اطلاع دی اور وہ بھی کھڑے ہو گئے۔ لاش کی روانگی کے بعد لاش والا کمرہ سیل کر دیا گیا تھا پھر وہ وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔

"تم نہ جگہہ دیکھتے ہو نہ وقت بس حماقتوں سے کام رکھتے ہو" فیاض نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"کک... کیا مطلب سوپر" عمران نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ وہاں طوطے اور پرندوں کے بارے میں پوچھنے کی کیا تک تھی۔؟"

"اوہ" عمران کے منہ سے نکلا۔

"بولو" فیاض نے پھر کہا ٹھیک اسی لمحے عمران کی رسٹ واچ کا نچلا حصہ گرم ہونے لگا یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ کسی کی کال آ رہی ہے اس نے گاڑی سے باہر دیکھا وہ ایک نسبتاً سنسان سڑک سے گزر رہے تھے۔

"بس روک دو" عمران نے کہا۔

"کیا۔؟" فیاض چونکا۔ "یہ میرے سوال کا جواب ہے۔؟"

"نہیں جواب آ کر دوں گا تم گاڑی روکو" عمران بے چینی ظاہر کرتے ہوئے بولا اور فیاض نے گاڑی روک دی۔

"کیا حماقت ہے" وہ بڑبڑایا۔ "گاڑی کیوں رکوائی ہے۔؟"

"اس لئے کہ حاجت رفع کرنا ہے" عمران نے کہا اور گاڑی سے اتر کر اس طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک عمارت کے پاس گہری تاریکی نظر آ رہی تھی فیاض برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

"چلو" پانچ منٹ بعد عمران نے واپس آ کر کہا اور فیاض نے ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"ناراض ہو۔؟" فیاض کو خاموش پا کر عمران نے کہا۔

"تم حرکتیں ہی کرتے ہو" فیاض جھلا کر بولا۔

"حرکت ہی میں برکت ہے پیارے" عمران نے کہا۔

"کہاں چھوڑوں تمہیں۔؟" فیاض کا موڈ بگڑا ہی رہا۔

"جہاں دل چاہے" عمران نے بھی لاپرواہی سے کہا۔

"ہونہہ" فیاض نے ہنکارہ بھرا اور گاڑی کی رفتار بڑھاتا چلا گیا عمران سیٹ کی پشتگاہ سے ٹک گیا تھا۔

/

"ہیلو شارق" دفعتاً ایک جوان اور پُرشباب عورت نے میز پر تنہا بیٹھے ہوئے آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہیلو نیشا" شارق نے جوابی مسکراہٹ سے کہا۔

"کیا میں بیٹھ سکتی ہوں۔؟ نیشا نے پوچھا۔

"ضرور" شارق نے کہا۔ اسمیں پوچھنے کی کیا بات ہے۔؟

"ہے" نیشا نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ پچھلی مرتبہ تم ناراض ہو گئے تھے اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں تم مجھ سے ملنا پسند نہ کرو"

"اس دن تم نے بات ہی ایسی کی تھی" شارق نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ تمہارے سوچنے کا انداز ہے شارق" نیشا نے کہا۔ ورنہ میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی تھی کہ جو ناراضگی کا سبب بنتی"

"کیوں" شارق نے کہا۔ کیا ایک نیک آدمی کو غلط راہ پر ڈالنا گناہ اور بری بات نہیں ہے۔؟

"ہے" نیشا نے کہا۔ مگر کسی کی ضرورت پوری کرنا یا کسی کے کام آنا بُرا نہیں ہے اور نہ ہی ہمدردی کرنا بُری بات ہے"

"تم نے مجھ سے ان تینوں میں سے کونسی بات کی تھی۔؟"

"ہمدردی" نیشا نے کہا۔ اور اسی جذبے کے تحت تمہارے کام آنا چاہتی تھی جس پر تم ناراض ہو گئے تھے"

"کیوں کیا جو کام تم کرنے ......"

"دیکھو" نیشا بات کاٹ کر بولی۔ تمہاری بیوی ہسپتال میں تھی اور تم پریشان تھے ایسے میں میں تمہارے کام آنا چاہتی تھی اور تم سے ہمدردی کرتے ہوئے تمہاری پریشانی دور کرنا چاہتی تھی مگر ....."

"مگر میں ناراض ہو گیا یہی کہنا چاہتی ہو نا۔؟"

"ہاں" نیشا نے کہا۔

"مگر جو ہمدردی تم کرنا چاہتی تھیں وہ ہمارے ہاں برائی سمجھی جاتی ہے مس نیشا" شارق نے کہا۔

"ہو گی" نیشا نے کہا۔ مگر میں یا میرے ماحول میں اسے بُرا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے اچھا سمجھا جاتا ہے اور ..." وہ خاموش ہو گئی۔

"مغربی اور مشرقی ماحول میں یہی فرق ہے" شارق نے کہا۔ "مغرب میں جو اچھائی ہے وہ مشرق میں بُرائی سمجھی جاتی ہے اور ۔"

"اور کو چھوڑو" نیشا نے کہا۔ بحث لمبی ہو جائے گی لہذا بہتر یہی ہے کہ تم کافی کا آرڈر دے دو"

"ہونہہ" نیشا کی بات پر شارق نے سر ہلایا اور ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دے دیا اور نیشا کو گھورنے لگا۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔؟ نیشا نے بڑے پیار سے پوچھا۔

"یہی کہ تم کتنے جلد بے تکلف ہو گئی ہو"

"اس میں میرا نہیں تمہارا کمال زیادہ ہے"

"وہ کیسے۔؟ شارق نے پوچھا۔

"تم اتنے خوبصورت اور پرکشش ہو کہ ایک نگاہ تمہیں دیکھتے ہی میرا دل تم سے باتیں کرنے کے لئے بیقرار ہو گیا تھا"

"اچھا" شارق نے کہا لہجے میں طنز تھا جسے یا تو نیشا سمجھ نہیں سکی تھی یا سمجھ کر انجان بن گئی تھی۔

"ہاں" وہ اسی انداز میں بولی۔ بس پھر میں سیدھی تمہاری طرف چلی آئی اور تم سے تعارف حاصل کر لیا"

"ایک پینتیس سالہ آدمی سے ایسی باتیں کرتے ہوئے تمہیں یہ سوچ لینا چاہئے کہ اس عمر میں جھوٹ اور سچ کی تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے" شارق نے نیشا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تم جو بھی کہو" نیشا نے کہا۔ میں نے جو سمجھا تھا وہ کہہ دیا ہے"

"خیر" شارق نے کہا ٹھیک اسی لمحے ویٹر کافی لے آیا تھا۔ نیشا کافی بنانے لگی شارق کچھ سوچ رہا تھا اور اسی سوچ میں وہ یہ نہیں دیکھ سکا کہ نیشا نے اسکے کپ میں ایک چھوٹی سی گولی ڈال دی ہے۔ وہ اپنے ہی خیالوں میں

گم رہا نیشا نے گولی والا کپ شارق کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
"کافی پیئو ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی"
"اوہ ہاں" شارق نے چونک کر کہا اور وہ کافی پینے لگے نیشا اسے
بڑے والہانہ اور جذبات خیز انداز میں دیکھ رہی تھی۔
"کیا خیال ہے۔؟ نیشا نے شارق کا خالی کپ اپنے سامنے کرتے ہوئے
کہا۔ ایک کپ اور دوں بنا کر۔؟
"دے دو" شارق نے کہا۔ مگر کریم زیادہ ڈالنا۔"
"کیوں۔؟ نیشا نے پوچھا۔ کیا ابھی کافی ٹھیک نہیں بنی تھی۔؟
"ٹھیک تو تھی مگر بہت تیز تھی"
"اب کریم زیادہ ڈال دونگی" نیشا نے مسکرا کر کہا اور کافی تیار
کر کے کپ شارق کی طرف بڑھا دیا اس بار بھی ایک گولی کافی میں حل ہو گئی
تھی اور شارق کو اسکا پتہ بھی نہیں لگ سکا تھا۔
"کس سوچ میں ہو۔؟ نیشا نے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے پوچھا۔
"تمہارے ہی بارے میں سوچ رہا ہوں"
"وہ کیا۔؟ نیشا نے پوچھا۔
"یہی کہ تم سے دوستی کس طرح نبھ سکے گی۔؟
"وہ کیوں۔؟ نیشا نے پوچھا۔ نہ نبھنے کی کیا بات ہے۔؟
"یہ کہ تم بے باک ہو اور میں اسے برا سمجھتا ہوں"
"چھوڑو بھی یہ دقیانوسی باتیں" نیشا نے کہا۔ رقص کے بارے

ہیں تمہارا کیا خیال ہے بولو۔؟
"رقص کے لئے تو ہمیں ریکریشن ہال میں چلنا پڑے گا۔" شارق نے کہا۔
"تو چلو پھر۔؟ نیشا نے کہا۔
"نہیں" شارق نے کہا۔ "ہم یہاں ہی ٹھیک ہیں"
"پھر وہی۔؟ نیشا نے شارق کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور شارق کے بدن میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی۔ عجیب سی لذت آمیز سنسنی تھی وہ پھریری لے کر رہ گیا۔
"چلیں نا۔؟ نیشا نے بڑے پیار سے کہا اور اس بار شارق انکار نہیں کر سکا تھا وہ ریکریشن ہال میں پہونچ کر ایک میز پر جا بیٹھے اس وقت جاز کے لئے موسیقی نشر ہو رہی تھی اور رقص کرنے والے جوڑے چوبی فرش پر متحرک رہے تھے۔
کچھ دیر بعد رقص ختم ہو گیا اور آرکسٹرا والز کے لئے موسیقی نشر کرنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے والز کے شوقین جوڑے چوبی فرش پر پہونچنے لگے۔ نیشا... اور شارق بھی انہی میں شامل تھے۔
رقص کرتے ہوئے شارق کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہواؤں میں اڑ رہا ہو یا بادلوں میں تیر رہا ہو۔ عجیب سی انبساط کی کیفیت طاری تھی اس پر۔ رقص ختم ہونے پر وہ اپنی میز پر پلٹ آئے شارق کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔
اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ساری کائنات ایک حسین عورت

میں ڈھل گئی ہو اور وہ عورت نیشا ہو۔ اس پر لمحہ بہ لمحہ نشہ سا چھاتا جا رہا تھا نیشا نے اسے دیکھا اور بولی۔

"میں ذرا ممی کو فون کر لوں۔"

"کیوں۔؟" شارق نے پوچھا۔

"تاکہ انھیں بتا سکوں کہ میں دیر سے آؤنگی۔"

"اوہ۔ اچھا۔" شارق نے اسے مست نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور نیشا اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگی پھر کاؤنٹر کے پاس سے گزر کر وہ اس راہداری میں آگئی جہاں پبلک کال بوتھ تھے۔ وہ ایک بوتھ میں داخل ہوئی اور ریسیور اٹھا کر نمبر ڈآئل کرنے لگی۔

"ہیلو۔" ایک سرد سی آواز اسے ریسیور پر سنائی دی۔

"نیشا بول رہی ہوں۔"

"ہاں کیا بات ہے۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔ تمہیں تو اس وقت شارق کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا۔؟

"اسی کے ساتھ ہوں۔" نیشا نے کہا۔ میں نے اسے نیر وتھری کی دو گولیاں کافی میں ڈال کر پلا دی ہیں۔"

"ویری گڈ ورک۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"گولیاں اس پر اثر کر چکی ہیں اور وہ قابو سے باہر ہوتا جا رہا ہے۔" نیشا نے کہا۔ میں اسے کہاں لاؤں۔؟

"دو نمبر میں۔" سرد آواز نے کہا۔ وہی جگہ مناسب رہے گی۔"

"ٹھیک ہے" نیشا نے کہا۔

"کتنی دیر میں آؤ گی۔؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"شاید آدھا گھنٹہ لگ جائے گا۔"

"بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔ شارق بے حد ذہین اور چالاک انسان ہے۔"

"اب وہ چالاک انسان میرے بس میں ہے۔"

"گڈ" دوسری جانب سے کہا گیا۔ اسے دو نمبر لے جاؤ میں وہاں تمہارے آرام کے بارے میں ہدایت دے دیتا ہوں۔"

"بہت بہتر"... نیشا نے کہا اور اسکے ساتھ ہی دوسری جانب سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

نیشا نے بھی ریسیور رکھا اور بوتھ سے نکل آئی کچھ دیر بعد وہ شارق سے کہہ رہی تھی۔

"کیا خیال ہے تمہارا۔؟"

"کس بارے میں" شارق نے پوچھا۔

"اُس دن والی پیشکش کے بارے میں۔"

"ہونہہ" شارق نے نیشا کو بھوکی نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔ پھر وہی بے باکی نیشا ڈارلنگ۔"

"ہاں۔" نیشا نے کہا۔ تمہیں اعتراض ہے۔؟

"اعتراض۔؟" شارق نے دوہرایا۔

"ہاں اور اگر ہے تو میں واپس لوٹ جاتی ہوں"

"نہیں بیٹھو" شارق نے جلدی سے کہا۔

"کیا فائدہ یہاں بیٹھنے کا"

"پھر۔؟ شارق نے پوچھا۔ کیا چاہتی ہو"

"یہی کہ میری پیشکش قبول کر لو"

"اگر میں ہاں کہہ دوں تو۔؟

"تو پھر میں کہونگی کہ یہاں سے فوراً ہی چل دو"

"کہاں پر۔؟ شارق نے پوچھا۔

"وہاں جہاں پریاں تمہیں لوری دے کر سلا سکیں"

"الف لیلیٰ کی کہانی سنا رہی ہو۔؟ شارق نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں" نیشا نے کہا۔ وہاں واقعی پریاں ہونگی تم چلو تو"

"چلو" شارق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

نیشا نے بل ادا کیا اور شارق کے ساتھ باہر نکل آئی۔ پارکنگ میں شارق کی گاڑی موجود تھی مگر نیشا اسے اپنی گاڑی کی جانب لے گئی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ نیشا کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھا کسی نامعلوم منزل کی جانب بڑھ رہا تھا۔

دس بارہ منٹ بعد یہ سفر ختم ہو گیا اور کار ایک کوٹھی میں داخل ہو کر رک گئی۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی۔

"آؤ۔" نیشا نے شارق کا بازو تھامتے ہوئے کہا۔

اور وہ سحر زدہ انداز میں گاڑی سے اتر کر نیشا کے ساتھ چلنے لگا۔ برآمدے

ہی میں ایک باوردی ملازم موجود تھا۔

"تیسرے ہال میں مادام۔"

ملازم نے نیشا کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور وہ سر ہلا کر آگے

بڑھنے لگی۔

راہداری کے تیسرے کمرے کے دروازے پر وہ رک گئی۔

ملازم نے دروازہ کھولا اور وہ اندر داخل ہو گئے۔ کمرہ کیا تھا،

ایک حسین ترین خوابگاہ تھی۔

بالکل کہانیوں کی شہزادیوں کی خوابگاہ جیسی حسین اور پرآسائش

خوابگاہ۔

"یہ... یہ... تمہاری خوابگاہ ہے۔؟" شارق نے ہکلاتے ہوئے

پوچھا۔ نیشا نے اثبات میں سر ہلایا اور بولی۔

"ہاں کیسی لگی تمہیں۔؟"

"بے حد خوبصورت،" شارق آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں

طرف دیکھتا ہوا بولا۔ اور نیشا مسکرا دی۔

خوابگاہ میں درمیان میں فوم کے گدے والا ڈبل بیڈ بچھا ہوا تھا

اور چاروں طرف خوبصورت طرز کے شیشے لگے ہوئے تھے جن پر مختلف

رنگوں کی روشنیاں پڑ رہی تھیں ساتھ ہی کمرے میں ہلکی ہلکی مسحور کن موسیقی

بھی گونج رہی تھی۔ نیشا نے شارق کو بیڈ پر بٹھایا پھر دروازے پر موجود ملازم سے بولی۔

"پینے کے لئے کچھ لے آؤ۔"

"یس مادام۔" ملازم نے کہا اور کمرے سے نکلا چلا گیا۔

/

شلما کی گاڑی رکی ہوئی تھی اور اسکے سامنے سڑک پر ایک پولیس کار کھڑی ہوئی تھی جس کے قریب ہی دو کانسٹیبل نظر آرہے تھے اسکے سامنے آتے ہی ایک کانسٹیبل نے اسے بھی رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

صفدر نے موٹر سائیکل روک دی اور کانسٹیبلوں کو دیکھنے لگا۔

وہ شاید شلما کی گاڑی کے کاغذات چیک کر رہے تھے۔ پھر شلما کی گاڑی کو آگے جانے کی اجازت مل گئی اور کانسٹیبل اسکی طرف بڑھے۔

"کہاں سے آرہے ہو۔" ان میں سے ایک نے رعبدار مگر اکھڑ لہجے میں صفدر سے پوچھا تھا۔

"ایک پارٹی سے۔" صفدر نے مختصر سا جواب دیا تھا۔

"پارٹی کہاں تھی۔؟ دوسرے کانسٹیبل نے سوال کیا۔

"ہوٹل تاج میں" صفدر نے کہا۔ اسنے تاج کا نام اس لئے لیا تھا کہ وہاں روزانہ ہی کوئی نہ کوئی پارٹی ہوا کرتی تھی۔

"لائسنس ہے۔؟" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہاں" صفدر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو نکالو سوچ کیا رہے ہو۔؟" دوسرا غرا کر بولا۔

"اصلی ہو تو نکالے نا" پہلے نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ لو دیکھو" صفدر غصّہ ضبط کرتا ہوا بولا۔ "لائسنس اصلی ہے نقلی یا جعلی نہیں ہے سمجھے"

"لو بھئی اب یہ ہمیں سمجھا رہا ہے" ایک کانسٹیبل نے کہا۔

"سمجھانے دو تھانے جا کر سب خبر لگ جائے گی بچہ جی کو" دوسرے نے کہا اور صفدر جھلا کر رہ گیا۔

شلما کی گاڑی بہت دور نکل چکی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ احمق کانسٹیبل یہی کچھ کرتے رہے تو شلما نکل جائے گی اور اسے ایکسٹو سے جھاڑ سننی پڑے گی۔

"آپ لائسنس چیک کریں" صفدر ایک بار پھر غصّہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔ "مجھے جلدی ہے"

"بہت جلدی ہے کیا۔؟" ایک کانسٹیبل نے کہا۔

"ہاں" صفدر کے منہ سے ہلکی سی غراہٹ نکلی۔

"مگر ہمیں جلدی نہیں ہے" دوسرے کانسٹیبل نے کہا۔

"اوہ" صفدر کھول کر رہ گیا۔

"لائسنس تو اصلی نظر آ رہا ہے"

صفدر سے لائسنس لینے والے کانسٹیبل نے کہا۔ لیکن تصویر میں فرق ہے"

"کسی اور کا لائسنس اٹھا لیا ہوگا"

"شاید...." کانسٹیبل نے تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ تصویر تمہاری تو نہیں لگ رہی پیارے"

"یہ دس سال پہلے کی تصویر ہے" صفدر غرا کر بولا۔ اور دس سال میں ہر انسان میں کچھ نہ کچھ فرق آجاتا ہے"

"گویا یہ لائسنس دس سال قبل تم نے بنوایا تھا کیوں۔؟

"آپ نے لائسنس چیک کر لیا اب مجھے واپس کر دیں" صفدر نے کہا اور کانسٹیبل ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑے۔

"اسے بہت جلدی ہے یار" ایک نے کہا۔

"شاید کہیں ڈاکہ مارنے کا ارادہ ہے" دوسرا قہقہہ لگا کر بولا۔

"میں جاؤں یا......" صفدر دانستہ خاموش ہو گیا۔

"یا کیا۔؟ دوسرا کانسٹیبل غرا کر بولا۔ کیا کر لو گے تم ہمارا۔؟

"صرف ایک فون کروں گا" صفدر غراتا ہوا بولا۔ اور تم دونوں کی وردیاں اتر جائیں گی سمجھے"

"کیا... کیا... تو دھمکی دے رہا ہے ہمیں۔؟ ایک کانسٹیبل غرایا۔

"دھمکی ہی نہیں اسے وارننگ سمجھ لو۔" صفدر غرا کر بولا۔ "میں کیپٹن فیاض کا آدمی ہوں اور اسی کے کام سے جا رہا تھا جو تم لوگوں نے مجھے روک لیا اور کام میں خلل ڈالا۔"

"اوہ تو یوں کہو نا۔" کانسٹیبل نے لائسنس اُسے دیتے ہوئے کہا۔ "کر اپنی ہی برادری کے ہو جاؤ۔"

"شکریہ۔" صفدر نے خونخوار لہجے میں کہا اور لائسنس جیب میں رکھ کر اسنے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور اسے ہوا کی طرح دوڑانے لگا۔

اسے ہرگز اُمید نہیں تھی کہ شلما کی گاڑی اب وہ پا سکے گا کیونکہ کانسٹیبلوں کی حماقت کی وجہ سے اسے نکل جانے کے لئے خاصہ وقت مل گیا تھا مگر وہ ایک موہوم سی اُمید پہ گاڑی دوڑا رہا تھا۔

مگر ناکامی ہوئی تھی۔

شلما کی گاڑی اسے کہیں بھی نظر نہیں آئی اور وہ مایوس ہو کر ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کے سامنے رک گیا گاڑی پارک کی اور ہال میں چلا آیا۔ ہال اچھا خاصہ آباد تھا۔

ایک میز پر بیٹھ کر اسنے کافی کا آرڈر دیا اور ویٹر سے پوچھ کر باتھ روم کی طرف چلا آیا وہ ایکسٹو کو رپورٹ دینا چاہتا تھا۔

"اٹ از صفدر سعید سر۔" رابطہ ملنے پر اسنے کہا۔

"کوئی خاص بات۔؟" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"جی ہاں" صفدر نے کہا۔ شلما انہی تین غیر ملکیوں کے ساتھ ہوٹل سے روانہ ہوتی تھی جن کے بارے میں میں نے آپ کو کچھ دیر پہلے رپورٹ دیتے ہوئے تفصیل سے بتلایا تھا"

"پھر۔؟ ایکسٹو نے پوچھا۔

"میں نے اس کی گاڑی کا تعاقب کیا تھا مگر......"

"مگر کیا۔" صفدر کے رکنے پر ایکسٹو کی غراہٹ سنائی دی بات کرتے وقت مگر کیوں یا کیا مت کیا کرو سمجھے۔؟

"یس چیف" صفدر نے جلدی سے کہا اور سارا واقعہ دوہراتا چلا گیا صفدر کے خاموش ہوتے ہی ایکسٹو نے کہا تھا۔

"انہوں نے لائسنس لینے کے باوجود تم سے بے تکی باتیں جاری رکھی تھیں۔؟ ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس چیف" صفدر نے کہا۔

"ان باتوں کا کوئی مقصد تھا۔؟

"جی نہیں" صفدر نے کہا اور کانسٹیبلوں سے ہونے والی گفتگو دوہرانے لگا پھر بولا۔ بس اچانک میرے ذہن میں ان سے جان چھڑانے کی ترکیب آگئی تھی اور میں نے فیاض کا نام لے دیا تھا"

"ہونہہ" ایکسٹو کی ہنکار سنائی دی۔

"میں نے خود کو فیاض کا آدمی ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ میں اسی کے کام سے جا رہا تھا جو ان لوگوں نے روک کر وقت ضائع کیا ہے"

"پھر۔؟ ایکسٹو کی آواز آئی۔

"فیاض کا نام سنتے ہی انہوں نے لائسنس واپس کر کے مجھے جانے کی اجازت دے دی تھی" صفدر نے بتایا۔ مگر پھر میرے لاکھ تلاش کرنے کے باوجود بھی شلما کی گاڑی نظر نہیں آئی تھی"

"شلما کی گاڑی۔؟ ایکسٹو کی طنزیہ آواز ابھری۔ صفدر تم اتنے احمق اور گدھے کب سے ہو گئے ہو۔؟

"مم... میں سمجھا نہیں چیف"

صفدر نے جلدی سے کہا۔

"کیا تم اتنا نہیں سمجھ سکے کہ تمہیں وہاں روکنے اور بے تکی باتیں کرنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ شلما کی گاڑی نکل جاتے اور تم اس کا تعاقب کر کے اسکی منزل کا پتہ نہ لگا سکو"

"کک... کیا...؟ صفدر کے منہ سے نکلا۔

"ہاں احمق صفدر" ایکسٹو کی آواز آئی۔ جن کانسٹیبلوں نے تمہیں روکا تھا وہ ہرگز اصلی نہیں ہو نگے"

"اوہ" صفدر یہی کہہ سکا تھا۔

"اگر وہ اصلی ہوتے تو نہ بے تکی بکواس کرتے اور نہ ہی صرف لائسنس دیکھنے پر اکتفا کرتے۔ وہ گاڑی کے دیگر کاغذات بھی دیکھتے اسکے علاوہ پولیس اسکواڈ کار میں کانسٹیبل سے بڑے عہدے کے ایک آفیسر کا ہونا لازمی ہے مگر تمہارے بیان کے مطابق اسکواڈ کار میں صرف وہی دونوں

تھے کیا یہ بات انھیں مشکوک کرنے کے لئے کافی نہیں تھی۔؟

"سوری چیف" صفدر نے کہا۔ میں اس طرف توجہ نہیں دے سکا تھا۔"

"ہوش حواس قابو میں رکھا کرو" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"میں پھر معافی چاہتا ہوں چیف" صفدر نے کہا۔ بس اتفاق ہی ہے جو جھلاہٹ میں سامنے کی یہ بات ذہن میں نہیں آسکی"

"ان دونوں کی شکلیں یاد ہیں۔؟

"جی ہاں" صفدر نے کہا۔ جہاں بھی ان کو دیکھوں گا پہچان لوں گا"

"اب واپس ہوٹل جانے کی ضرورت نہیں ہے"

"اوہ" صفدر کے منہ سے نکلا پھر وہ بولا۔ چیف آپ کا کیا خیال ہے شلما اب ہوٹل واپس نہیں جائے گی۔؟

"کچھ نہیں کہا جا سکتا" ایکسٹو کی آواز آئی۔ بہرحال اب اگر وہ ہوٹل واپس گئی تو نعمانی سے رپورٹ مل جائے گی"

"کیا وہ ہوٹل چلا گیا ہے۔؟

"ہاں اب تک وہ وہاں پہونچ چکا ہوگا"

"میرے لئے کیا حکم ہے جناب۔؟

"دونوں کانسٹیبلوں کے بارے میں یاد کر کے بتاؤ کہ لہجے سے وہ غیر ملکی لگ رہے تھے یا مقامی۔؟

"سو فیصدی مقامی چیف" صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے واپس جاؤ اور اگلے حکم تک رہائش گاہ پر رہو۔"

"رائیٹ چیف۔" صفدر نے کہا اسکے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہوگیا تھا۔

صفدر نے واچ ٹرانسیٹر سیٹ کیا اور باتھ روم سے نکل آیا۔

میز پر کافی موجود تھی اسنے جلدی جلدی کافی ختم کی اور بل ادا کر کے ہوٹل سے باہر نکل آیا۔

ذہن شلما اور کانسٹیبلوں میں الجھا ہوا تھا ان لوگوں نے کتنے خوبصورت انداز میں اسے چوٹ دی تھی۔؟

وہ سمجھ ہی نہیں سکا کہ وہ نقلی کانسٹیبل ہیں۔ جبکہ ایکسٹو نے واقعات سنتے ہی انکے نقلی ہونے کا اندازہ لگا لیا تھا۔ وہ جتنا اس پر سوچتا گیا حقیقت واضح ہوتی چلی گئی۔

اسے یاد آگیا کہ اسکواڈ کار کی چھت پر لگی ہوئی سرخ لائٹ بند تھی اور وہ چھت کے درمیان ہونے کے بجائے چھت کے اگلے سرے کے قریب تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ لائیٹ کو جلدی میں کسی چیز کی مدد سے چھت پر نصب کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

اور وہ جلدی میں صحیح جگہ نصب نہیں ہو سکی تھی۔ وہ جتنا سوچتا اپنی حماقت اور بیوقوفی پر تاؤ کھاتا رہا موٹر سائیکل پر روانہ ہوتے وقت بھی ذہن الجھا ہوا تھا۔

ہوٹل سے وہ دو تین فرلانگ ہی دور آیا تھا کہ بری طرح سے چونک پڑا۔ سڑک سے گزرتے ہوئے ایک گلی میں اس نے شلما کی گاڑی کھڑی

دیکھی تھی ممکن تھا کہ اسے گاڑی نظر نہ آتی مگر جس بنگلے کے باہر گاڑی کھڑی تھی وہاں خاصی تیز روشنی تھی اور اس روشنی میں شلما کی گاڑی کا رنگ اسے صاف طور سے نظر آ گیا تھا۔

اسنے موٹر سائیکل ایک جانب روکی اور اتر کر اسی گلی کی جانب بڑھا جس میں شلما کی گاڑی کو دیکھا تھا۔ اسکے ذہن میں شلما کی گاڑی کا نمبر محفوظ تھا گلی کے سرے پر پہونچ کر وہ رک گیا پھر جھانک کر دیکھا۔ گلی سنسان پڑی تھی اور دور دور تک کسی انسانی وجود کا نام نہیں تھا۔

وہ گلی میں داخل ہو گیا اور بنگلوں کی دیوار سے لگ کر آگے بڑھنے لگا اس کا ایک ہاتھ جیب میں پڑے ریوالور پر جما ہوا تھا اور وہ ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح سے تیار تھا۔

گاڑی کے اتنے قریب پہونچ کر کہ وہ نمبر آسانی سے دیکھ سکے وہ رک گیا پھر نمبر پڑھتے ہی اسکے منہ سے اطمینان کا سانس نکل گیا وہ شلما ہی کی گاڑی تھی وہی نمبر پلیٹ گاڑی پر موجود تھی جو ہوٹل سے چلتے وقت اس پر لگی ہوتی تھی اس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔

شلما کی گاڑی کی یہاں موجودگی اس بات پر دال تھی کہ وہ اسی بنگلے میں گئی ہے کہ جسکے آگے گاڑی کھڑی ہوتی ہے۔ اسنے ایک بار پھر ادھر ادھر کا جائزہ لیا اور آگے بڑھنے لگا۔ رات کا سناٹا کچھ زیادہ ہی گہرا ہوتا چلا جا رہا تھا۔

بنگلے کے گیٹ پر رک کر اسنے نیم پلیٹ دیکھنا چاہی تھی مگر وہاں

کوئی پلیٹ لگی نظر نہیں آئی بنگلے کا نمبر بھی لکھا ہوا نہیں تھا۔ صفدر نے سر ہلایا اور شلما کی گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا دروازہ بند تھا وہ چاہتا تو اسے کھول سکتا تھا۔

صرف ایک منٹ میں وہ ماسٹر کی کی مدد سے لاک کھول لیتا مگر کچھ سوچ کر اسنے لاک کھولنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور بنگلے کے گیٹ سے اندر جھانکنے لگا لیکن اندر اسے پورچ یا برآمدے میں کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ کچھ سوچتا ہوا وہ پلٹا پھر گاڑی کے پچھلے ٹائر کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔

ایک لمحے بعد ہی وہ ایک باریک اسٹیل کی سوئی کی مدد سے پچھلے ٹائر کی ہوا نکال رہا تھا۔ ٹائر کے زمین پر بیٹھ جانے کے بعد اسنے سوئی ٹائر سے نکالی اور کھڑا ہو گیا۔ اب اس کا رخ بنگلے کے عقبی حصے کی جانب تھا۔ وہ بنگلے میں داخل ہونا چاہتا تھا۔

اور اگلے حصے سے اندر داخل ہونا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ یہ اندازہ وہ پہلے ہی لگا چکا تھا کہ بنگلے میں کتے نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ عقبی حصے میں وہ چہار دیواری کے پاس رک گیا۔

چہار دیواری چھ سات فٹ بلند تھی اسنے اچھل کر چہار دیواری کا اوپری حصہ پکڑا اور لٹک گیا چند لمحے بعد وہ دونوں ہاتھوں کی مدد سے اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور اس کوشش میں اسے ناکامی نہیں ہوئی تھی۔

چہار دیواری پر پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا پھر دوسری

جانب آنہ گیا اس طرف زمین نرم تھی شاید گھاس لگانے کے لئے زمین کو کھودا گیا تھا وہ بنگلے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ کسی جانب سے کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی اور وہ بری طرح چونک پڑا۔

آواز پھر سنائی دی ایسا لگا تھا کہ جیسے کتا قریب ہی کہیں موجود ہو صفدر کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی۔ اس کا اندازہ غلط ہو گیا تھا اور یہاں کتے موجود تھے۔ اور یہ کتے اس کے لئے خطرہ بن سکتے تھے۔ کتے کے بھونکنے کی آواز پھر سنائی دی تھی۔

اسبار آواز بے حد قریب کی تھی۔ صفدر مڑا اور اس کا دل اچھل کر حلق میں آ اٹکا۔ اس سے چند قدم کے فاصلے پر دو سرخ سرخ آنکھیں اسے گھور رہی تھیں۔

یہ کسی بلڈ ہاؤنڈ ہی کا چہرہ تھا جس کی آنکھیں اس کو گھور رہی تھیں صفدر کپکپا کر رہ گیا۔

/

جیسے ہی وہ چاروں کمرے میں داخل ہوئے وہاں اس طرح کی سرسراہٹ ابھری جیسے کوئی لاؤڈ اسپیکر کھولا گیا ہو۔

"بیٹھ جاؤ"، دوسرے ہی لمحے ایک باریک سی آواز وہاں ابھری تھی وہ

چاروں وہاں پڑی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

کمرہ قیمتی فرنیچر اور سینریوں سے آراستہ تھا۔ اور ہر چیز سے امارت کا اظہار ہو رہا تھا۔ وہ چاروں جن کرسیوں پر بیٹھے تھے وہ ایک لمبی سی میز کے گرد پڑی ہوئی تھیں۔

"رپورٹ باس" شلماہی نے سب سے پہلے زبان کھولی تھی۔

"رپورٹ سے پہلے میں تمہیں تمہاری غفلت اور کوتاہی کے بارے میں بتانا پسند کروں گا شلما" باریک آواز نے کہا۔

"ہم... میں سمجھی نہیں باس" شلما نے کہا۔

"جب تم ہوٹل سے چلے ہو تو کیا تم نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ تمہارا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں۔؟"

"یس باس" شلما نے جلدی سے کہا۔

"پھر۔؟" باریک آواز نے پوچھا۔

"کسی نے بھی ہمارا تعاقب نہیں کیا باس" شلما نے کہا۔

"یہی تمہاری غفلت اور کوتاہی کا ثبوت ہے" باریک آواز نے کہا آواز باریک ضرور تھی مگر اس میں ایک عجیب سی سختی اور سفاکی جھلک رہی تھی ایسی کہ شلما اور اس کے تینوں غیر ملکی ساتھی کپکپا اٹھے تھے پھر شلماہی نے لرزتے لہجے میں پوچھا تھا۔

"ہم اب بھی کچھ نہیں سمجھے باس"

"تم لوگوں کا تعاقب کیا جا رہا تھا" باریک آواز نے کہا۔

"نہیں" ایک غیر ملکی کے منہ سے نکلا۔

"یہ کیسے ممکن ہے باس" دوسرے نے کہا۔

"کیا میں غلط کہہ رہا ہوں" باریک آواز غراتی محسوس ہوتی تھی۔

"نن... نن... نو باس" وہ ہکلا کر بولا۔

"ایک آدمی ہوٹل ہی سے موٹر سائیکل پر تمہارا تعاقب کر رہا تھا" باریک آواز والے نے کہا تمہیں وہ موٹر سائیکل سوار یاد ہے جسے تمہارے ساتھ ہی پولیس کانسٹیبلوں نے روکا تھا۔؟

"یس باس۔ تو کیا وہی۔؟ شلما نے کہا۔

"ہاں وہی تمہارا تعاقب کر رہا تھا جس کی تمہیں خبر نہیں تھی"

"اوہ..." شلما کے منہ سے اوہ کے علاوہ اور کچھ نہیں نکل سکا تھا"

"اسے مجبوراً پولیس کانسٹیبلوں کے ذریعے روکنا پڑا۔

"تو کیا وہ کانسٹیبل اپنے آدمی تھے باس۔؟ شلما نے پوچھا۔

"ہاں اور انھیں پولیس کی وردی میں اسی لئے روانہ کیا گیا تھا کہ وہ اُسے تمہارا تعاقب کرنے سے روک بھی دیں اور تعاقب کرنے والے کو اسکا ہلکا سا شبہ تک نہ ہو سکے کہ اسے تعاقب سے روکا گیا ہے"

"سوری باس" شلما نے کہا۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی"

"ہوتی تو تم جانتی ہو کہ اسکا انجام کیا ہو سکتا ہے"

"یس باس"، شلما کانپ کر بولی۔ وہ سب اس بات کو اچھی طرح سے جانتے تھے کہ دوسری غلطی کا مطلب موت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور

انکا باس ڈینجر مین کبھی دوسری غلطی معاف نہیں کرتا۔"

"اب تم لوگ . . ." باریک آواز نے کہنا چاہا مگر ٹھیک اسی لمحے کمرے میں ہلکی سی بزر کی آواز اُبھری پھر چند لمحے بعد دروازہ کھلا اور دو پولیس کانسٹیبل کمرے میں گھس آئے۔

شلما انھیں دیکھکر چونک پڑی یہ دونوں وہی تھے جنہوں نے اسے راہ میں روک کر لائسنس چیک کیا تھا۔

"کیا رہا۔؟" فوراً ہی باریک آواز والے نے پوچھا تھا۔

"اُسے ہم نے اتنی دیر تک باتوں میں لگا کے روکے رکھا تھا باس کہ مادام شلما آسانی سے نکل سکیں" آنے والے پولیس کانسٹیبلوں کی وردیوں میں ملبوس افراد میں سے ایک نے کہا۔

"پھر۔؟" باریک آواز والے نے پوچھا۔

"اسکے بعد اسنے ہماری باتوں سے جھلا کر اقرار کر لیا کہ وہ کیپٹن فیاض کا آدمی ہے اور ہم نے اسے نہیں چھوڑا تو وہ ہماری وردیاں اتروا دے گا۔ اس کی اس دھمکی کے جواب میں ہم نے اسے چھوڑ دیا تھا۔"

"اسے شبہ تو نہیں ہوا کہ تم اصلی کانسٹیبل نہیں ہو۔؟"

"نو باس" ان میں سے ایک نے کہا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ اسکی دھمکی سن کر ہم نے اُسے چھوڑا ہے ورنہ ہم اس سے سو پچاس روپے ضرور اینٹھتے۔"

"گڈ" باریک آواز والے نے کہا۔

"اب کیا حکم ہے باس۔؟"

"وردیاں اتار کر اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔"

"یس باس۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"پولیس کار کے اسٹیکر بھی ہٹا دینا۔"

"وہ ہٹا دیتے ہیں باس اور اب اسے دیکھکر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اسی گاڑی کو کچھ دیر پہلے اسکواڈ کار کے بطور استعمال کیا گیا ہے۔"

"بس اب جاؤ۔" باریک آواز نے کہا۔

"یس باس۔" ان دونوں کے منہ سے نکلا اور وہ کمرے سے نکلے چلے گئے ان کے جانے کے بعد باریک آواز والے نے کہا تھا۔

"تم نے ان دونوں کا بیان سنا شلما۔؟"

"یس باس۔" شلما نے کہا۔

"وہ کیپٹن فیاض کا یعنی سی آئی بی کا آدمی تھا۔" باریک آواز والے نے کہا۔ اس کا مطلب سمجھتی ہو۔؟

"یس باس۔" شلما نے کہا۔ ہم ان لوگوں کی نگاہوں میں آچکے ہیں اور ہماری نگرانی شروع ہو چکی ہے۔"

"ہاں۔" باریک آواز والے نے کہا۔ اب تمہیں یہ پتہ لگانا ہے کہ ان لوگوں کو تمہاری کس بات سے شبہ ہوا ہے۔"

"یس باس۔" شلما نے کہا۔

"ممکن ہے وہ آدمی جن کو تعاقب سے روکا گیا ہے دوبارہ ہوٹل پہونچ کر تمہارا انتظار کر رہا ہو۔"

"تو کیا باس" شلما نے کہا۔ ہمیں واپس ہوٹل جانا ہوگا۔؟

"ہاں وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ بات ابھی شک و شبہ کی حدود میں ہے" باریک آواز نے کہا۔

"مگر باس" شلما نے کہنا چاہا۔

"سنتی رہو" باریک آواز والے نے کہا۔ اگر وہ تم سے پوچھ گچھ کرنے آئیں تو تم ان سے یہی کہو گی کہ ایک دعوت میں یہاں آئی تھیں"

"رائیٹ باس" شلما نے کہا۔

"یہ بنگلہ راجہ ریاض کے نام سے کرائے پر لیا گیا تھا تمہارے جانے کے بعد اسے خالی کر دیا جائے گا اس لئے تم بے خوفی سے کہہ سکتی ہو کہ راجہ ریاض نے ہوٹل میں ملاقات کے بعد تمہاری دعوت کی تھی"

"رائیٹ باس" شلما نے کہا۔ اب میں سنبھال لونگی"

"گڈ" باریک آواز نے کہا۔ تمہیں مقامی پولیس سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں کے پاس تمہارے خلاف کسی قسم کا کوئی ثبوت نہیں ہے"

"یس باس" شلما نے کہا۔

"دوسرے یہاں کی پولیس غیر ملکیوں کے معاملے میں بزدل ہے وہ ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ڈرتی ہے کہ کہیں کوئی سفارتی جھگڑا نہ اٹھ کھڑا ہو" باریک آواز نے کہا۔

"میں سمجھ رہی ہوں باس۔؟

"تمہیں اس سے فائدہ اٹھانا ہے ویسے بھی تم باقاعدہ تنزانیہ کی حکومت کے جاری کردہ پاسپورٹ پر آتی ہو۔"

"رائیٹ باس۔" شلما نے کہا۔

"اب رپورٹ دوہرا چلو۔"

"اس سے آج طے شدہ وقت پر ملاقات ہوتی تھی۔"

"پھر کیا رہا۔؟" باریک آواز نے پوچھا۔

"اس سے سودا مکمل ہو گیا ہے باس۔"

"گڈ۔" باریک آواز والے نے کہا۔

"میں نے اسے دو فیصدی کے لئے کہا تھا اور اس نے بڑی خوشی سے اسے قبول کر لیا ہے۔" شلما نے کہا۔

"کرنا ہی چاہیئے تھا۔" باریک آواز والے نے کہا۔ "اتنی بڑی دولت میں سے دو فیصدی نکال دینا ایسا ہی ہے جیسے لاکھوں روپے میں سے ایک پیسہ کسی کو بخشش دیا جاتے۔"

"رائیٹ باس۔" شلما نے کہا۔

"اس کے شوق معلوم کئے۔؟"

"یس باس۔" شلما نے کہا۔ "اسے پرندوں سے پیار ہے اور دو باز اس کے پاس پلے ہوتے ہیں آپ سمجھ رہے ہیں نا۔؟"

"ہاں تم کہتی رہو۔"

"اسے بازوں کے علاوہ کبوتر اور چڑیاں بھی پسند ہیں۔" شلما نے،

بتایا۔ یہ اسنے آخری وقت میں بتایا تھا۔"

"گڈ" باریک آواز والے نے کہا۔ کل سے اس پر کام شروع ہو جائے گا تم یہ بتاؤ کہ اسے کتنا وقت دیا ہے۔؟

"آپ کی ہدایت کے مطابق ایک ہفتے کا۔"

"رائیٹ" باریک آواز والے نے کہا اور وہاں خاموشی چھا گئی۔

"ویسے وہ کل پھر مجھ سے ملنے کے لئے کہہ گیا ہے۔" شلما نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔ کیا میں اس سے مل لوں۔؟

"ضرور ملنا مگر اس کو ہدایت کر دینا کہ آئندہ بلاوے کے بغیر وہ تم سے ملنے کی کوشش نہ کرے" باریک آواز نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس" شلما نے جواب دیا۔

"اسے بتا دینا کہ بار بار اسکا تم سے ملنا اس کے کام کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے لہذا وہ بلاوے کے بغیر ملنے نہ آئے۔"

"بہت بہتر باس۔"

"تم بھی اب محتاط رہو گی" باریک آواز نے کہا۔ میں نہیں چاہتا کہ تم سے دوسری غلطی سرزد ہو اور مجھے تم جیسی کارکن کو سزا دینا پڑے یہاں میرے پاس ویسے ہی آدمیوں کی کمی ہے۔"

"آئندہ غلطی نہیں ہو گی باس آپ بے فکر رہیں" شلما نے کہا۔

"ڈینجر مین کبھی اپنے مشن اور ساتھیوں کی طرف سے بے فکر نہیں رہتا شلما اگر ڈینجر مین ایسا کرے تو ایک دن بھی آزادی کا سانس نہ لے سکے۔"

"سوری باس" شلما نے کہا "بے فکری سے میرا مطلب یہ تھا آپ مطمئن ہو جائیں آپ کے حکم کی حرف بحرف تعمیل ہو گی اور کسی قسم کی کوتاہی سرزد نہیں ہونے پائے گی"

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتی ہو" باریک آواز نے کہا اور وہ اٹھ کر کمرے کے دروازے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

اُن لوگوں کے کمرے سے نکلتے ہی ایک آدمی اندر آیا تھا اسکے پورے جسم پر سیاہ لباس تھا صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن سے اسکی خون کی طرح سرخ آنکھیں جھانک رہی تھیں۔

دفعتاً وہاں ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری اور وہ سیاہ پوش دیوار کے سہارے کھڑی الماری کی جانب بڑھ گیا۔ سیٹی کی آواز دوبارہ سنائی دی تھی آواز الماری ہی سے نکلی تھی۔

اسنے الماری کھول کر اس میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر آن کر دیا پھر ریسیور کا بٹن آن کر کے ماؤتھ پیس والا آلہ منہ کے قریب کر لیا فوراً ہی ایک نسوانی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری تھی۔

"ہیلو ڈی۔ ایم۔ ہیلو ڈی ایم۔ نیشیا کالنگ ہیلو"

"یس ڈی ایم اسپیکنگ"

"رپورٹ" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "وہ قابو آچکا ہے، ایک راؤنڈ کی مکمل ڈیوٹی چکی ہے مزید حکم کا انتظار ہے"

"اتنا کافی ہے اسے واپس اسکی رہائش گاہ پہونچا دو"

"رائیٹ باس" دوسری جانب سے آواز آئی۔

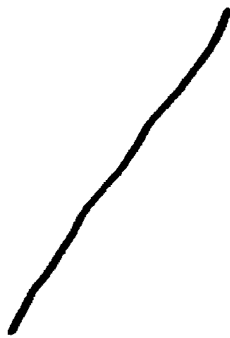
"کام بڑی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے" اسنے کہا۔ اسے گاڑی سے اتارتے وقت بھی کسی کی نگاہ میں نہیں آنا"

"رائیٹ باس"

"کام نمٹا کر یہاں چلی آؤ"

"بیس منٹ میں میں پہونچ جاؤنگی باس"

"ویلڈن آل" سیاہ پوش نے اپنی باریک آواز میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر الماری بند کر کے پلٹ پڑا۔ چند لمحے بعد وہ کمرے کے، دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا۔



صفدر کے جسم میں دوڑنے والی سنسنی بڑھنے لگی تھی کیونکہ بلڈ ہاؤنڈ کا اس سے فاصلہ چند فٹ سے زیادہ نہیں تھا اور وہ ایک ہی جست میں صفدر تک پہونچ سکتا تھا۔

اُسنے بڑی تیزی سے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ لیکن اسے، آس پاس کوئی محفوظ جگہ نظر نہیں آئی تھی۔

کوئی ایسی جگہ کہ جہاں وہ بلڈ ہاؤنڈ کے حملے سے خود کو بچا سکتا

اسنے پھرتی سے جیب میں پڑا ہوا ہاتھ باہر نکال لیا۔ اسی ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور دبا ہوا تھا۔

یک بیک اسے ایک چیز کا احساس ہوا۔ بلڈ ہاؤنڈ اب تک اپنی جگہ کھڑا غرا رہا تھا اور اپنی خونی آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا جبکہ اب تک اسے صفدر پر جست لگا کر اسے دبوچنے کی کوشش کر لینی چاہیئے تھی پھر اسنے جست کیوں نہیں لگائی۔؟

بلڈ ہاؤنڈ جیسے کتے کا اپنے شکار پر جھپٹنے کے بجائے صرف غراتے رہنا عجیب و غریب تھا۔ آخر ایسا کیوں تھا۔؟ اسنے سوچتے ہوتے کتے کو بغور دیکھا پھر اسے ایسا لگا کہ جیسے وہ دنیا کا احمق ترین انسان ہو اس کا دل چاہا کہ اپنے سر پر دو ہتڑ مارے۔

اس سے حماقت ہی سرزد ہوئی تھی جو وہ کتے کے غرانے پر خوفزدہ ہو کر اس سے بچاؤ کے راستے تلاش کرنے لگا تھا حالانکہ یہ بلڈ ہاؤنڈ اس پر جھپٹ نہیں سکتا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ برابر والے بنگلے میں تھا۔

اس کا صرف چہرہ دونوں بنگلوں کی درمیانی دیوار سے اوپر نکلا ہوا تھا ممکن تھا کہ وہ زنجیر سے بھی بندھا ہوا ہو۔ لہذا اسنے خوفزدہ ہو کر اور وہاں رک کر حماقت کا ہی ثبوت دیا تھا۔ اس نے سر ہلایا اور ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

پھر دو تین قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ قدموں کی چاپ سنائی دی

آنے والے ایک سے زیادہ تھے اور اسی جانب آ رہے تھے۔ اسنے دائیں بائیں دیکھا پھر تیزی سے پیچھے ہٹ کر اس طرف بڑھا کہ جس طرف بلڈ ہاؤنڈ غرا رہا تھا اس طرف کئی درخت تھے۔

وہ پھرتی سے ایک درخت پر چڑھا اور خود کو پتوں میں چھپا لیا ایک لمحہ ہی گزرا ہو گا کہ وہ سامنے آ گئے وہ دو تھے اور دونوں کے ہاتھوں میں ٹارچیں تھیں جن کی روشنی میں وہ وہاں کا جائزہ لیتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے۔

"یہ بلڈ ہاؤنڈ کیوں بھونک رہا ہے۔؟ دفعتاً صفدر نے ان میں سے ایک کی آواز سنی وہ اسکے قریب پہونچ چکے تھے۔

"پتہ نہیں" دوسرے نے کہا۔

"ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا" پہلے نے کہا۔

"کیا نہیں ہوا۔؟ دوسرے نے پوچھا۔

"یہی کہ بلڈ ہاؤنڈ بلا وجہ غرایا ہو"

"ممکن ہے کوئی اندر گھس آیا ہو اور یہ اسکی بو پا کر بھونکنے اور غرانے لگا ہو" دوسرے نے کہا۔

"اگر کوئی اندر آیا ہوتا تو نظر آتا۔؟

"پھر تلاش کر کے ہیں" دوسرے نے کہا اور وہاں ٹارچوں کی روشنیاں دوبارہ چکرانے لگیں وہ اسے تلاش کر رہے تھے۔ کئی منٹ تک وہ وہاں کا جائزہ لیتے رہے لیکن یہ تلاش زمین پر ہی تھی اسکا

دائرہ درختوں تک نہیں پہونچا تھا ورنہ وہ دیکھ لیا جاتا۔

"یہاں تو کوئی نہیں ہے" ایک نے کہا۔

"پھر یہ خواہ مخواہ ہی بھونک رہا تھا" دوسرے نے کہا۔

"حیوان جو ٹھہرا" پہلے نے کہا۔ چلو چلتے ہیں"

"بلڈ ہاؤنڈ کے پاس دیکھ لو" دوسرے نے کہا اور ٹارچ کی روشنی اسکے ساتھی پر سے ہوتی ہوئی بلڈ ہاؤنڈ پر پڑنے لگی۔

اسکے ساتھی پر روشنی پڑتے ہی صفدر بری طرح چونکا تھا۔ یہ تو ان میں سے ایک تھا جنہوں نے اسے سڑک پر روک کر شلما کی گاڑی کو نکل جانے کا موقعہ دیا تھا۔ اس کے جسم پر وردی بھی موجود تھی یقیناً دوسرے کا جسم بھی وردی سے خالی نہ ہوگا۔

گویا ایکسٹو کا خیال صحیح تھا کہ وہ دونوں کانسٹیبل جنہوں نے اسے روکا تھا نقلی تھے۔؟

"چلو یار یہاں کوئی نہیں ہے" ایک نے ٹارچ بجھاتے ہوئے کہا دوسرے نے بھی ٹارچ بجھادی اور بولا۔

"ٹھیک ہے چلو ورنہ باس خفا ہوگا کہ کوئی مشکوک آدمی نہیں ہے تو ہم یہاں وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں"

"ہاں چلو" دوسرا بولا اور وہ اسی طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف سے ادھر آتے تھے۔

صفدر نے چند لمحے انتظار کیا پھر وہ درخت سے اترا اور عمارت کی

جانب بڑھا اسنے ایک ایک کرکے ساری کھڑکیاں دیکھ ڈالیں وہ سب اندر سے لاک تھیں اور شیشہ توڑے بغیر انھیں کھولا نہیں جا سکتا تھا جبکہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا پھر۔؟

اب اسکے پاس یہی راستہ رہ گیا تھا عمارت میں داخل ہونے کا کہ وہ چھت کے ذریعے اندر داخل ہو۔ اسنے یہی کیا۔ سیڑھی پائپ نے اسے چند منٹ میں چھت پر پہونچا دیا تھا۔

چھت پر پہونچا ہی تھا کہ کسی گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔ پھر تیزی سے چھت پر دوڑ کر اگلے حصے کی جانب بڑھا۔ گاڑی کی آواز اسی طرف سے آئی تھی۔

اسنے جھانک کر دیکھا شلما کی گاڑی آہستہ آہستہ حرکت کر رہی تھی اور وہ اسے عقبی سیٹ پر بیٹھا دیکھ رہا تھا اسٹیرنگ پر غیر ملکیوں میں سے ایک تھا اسنے سر ہلا دیا۔

ساری محنت اکارت چلی گئی تھی۔ جس کی خاطر یہاں تک آیا تھا وہ پھر نکل گئی تھی۔ اسنے گردن جھٹکی ہی تھی کہ ایک آدمی اسے برآمدے سے آگے بڑھتا نظر آیا۔

وہ لنگڑا کر چل رہا تھا اور حلیئے کے اعتبار سے ملازم نظر آ رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے اسنے گیٹ سے باہر نکل کر اسے لاک کیا اور پیدل ہی ایک جانب بڑھنے لگا۔

صفدر چونک پڑا۔ گیٹ لاک کرنے کا مقصد اسکے سوا اور کیا ہو سکتا

تھا کہ بنگلہ اب خالی ہے اور اس میں کوئی ذی روح نہیں ہے۔ وہ مڑا اور سیڑھی پائپ کی جانب بڑھا۔

چند لمحے بعد وہ تیزی سے بنگلے کے اگلے حصے کی طرف دوڑ رہا تھا پھر وہ گیٹ پر چڑھ کر سڑک پر اتر گیا۔ گیٹ تک پہونچنے سے پہلے اُسنے برآمدے کے دروازے پر بڑا سا تالا لٹکا دیکھ لیا تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھنے لگا۔

پھر جب وہ لنگڑا ملازم نظر آ گیا تو صفدر نے رفتار کم کر دی اب وہ اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

/

عمران نے کسمسا کر کروٹ بدلی اور اٹھ کر بیٹھ گیا کھڑکی سے آنے والی دھوپ براہ راست اسکے منہ پر پڑ رہی تھی کیونکہ کھڑکی کے پٹ کھلے ہوئے اور پردہ ہٹا ہوا تھا۔

اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ پورا کمرہ صاف ستھرا پڑا تھا گویا کمرے کی صفائی ہو چکی تھی۔ اسکے جوتے بھی وارڈروب کے نچلے خانے میں نظر آ رہے تھے۔ اسنے سر ہلایا پھر زور سے بولا۔

"ابے او سلیمان ... ارے کہاں مر گیا کمبخت"

لیکن وہ سلیمان ہی کیا جو ایک آواز پر بول پڑتا دوسری طرف گہری خاموشی طاری رہی تھی یہاں تک کہ کچن سے برتنوں کے کھڑکنے کی آواز تک نہیں آرہی تھی حالانکہ دس بج چکے تھے اور اب تک سلیمان کو ناشتہ تیار کرنے کے بعد دوپہر کے کھانے کی تیاری کرنا چاہیئے تھی۔

اور دوپہر کے کھانے کی تیاری کا مطلب تھا کہ کچن سے مسلسل برتنوں کے کھڑکنے کی آواز آتی رہے لیکن آواز تو کجا کسی قسم کی خوشبو تک محسوس نہیں ہورہی تھی عمران نے دو تین مرتبہ ناک سٹرکی لیکن کوشش کے باوجود جب کوئی خوشبو محسوس نہیں ہوئی تو وہ پھر سلیمان کو پکارنے لگا۔

"سلیمان کے بچے کہاں ہے تو۔؟

"وہاں جہاں کی اسے کوئی خبر نہیں صاحب جی" دفعتاً دروازے سے سلیمان کے بجائے اسکی بیوی گلرخ کی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب ہے تیرا۔" عمران اسے گھور کر بولا۔

"مطلب وطلب کچھ نہیں صاحب جی" گلرخ نے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت آرام کر رہے ہیں۔

"کیوں۔؟" عمران غرا کر بولا۔

"کہتے ہیں جب تک صاحب سوئیں گے میں بھی سوتا رہوں گا" گلرخ نے کہا۔ آخر کو میں چھوٹے صاحب کا باورچی ہوں"

"تو یہ بات ہے۔؟" عمران نے کہا۔

"جی صاحب جی" گلرخ نے کہا۔ میں نے لاکھ اٹھایا مگر وہ ہے کہ

اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا کہتا ہے تھکن بہت ہے صاحب اٹھ جائیں تب میں اسے اٹھانے کی کوشش کروں۔ ہاں نہیں تو۔"

"ایک بات بتاؤ" عمران دیدے نچاتے ہوئے بولا۔

"وہ کیا صاحب جی۔؟" گلرخ نے پوچھا۔

"یہی کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ تو نے اسے تھکا مارا ہو۔؟" عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ ویسے ہی وہ ہاتھی پہلوان ہے بقول کنفیوشس دم نہ دلدو اور ہوا لڑنے کو بے حد مضبوط"

"نہیں صاحب جی" گلرخ بری طرح جھینپتی ہوئی بولی "میری اسکی سخت لڑائی ہے بول چال تک نہیں ہے"

"اچھا" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ "تب تو اس کو جگا کس طرح رہی تھی کیا لاتیں مار رہی تھی۔؟"

"نہیں صاحب جی" گلرخ نے کہا۔ "جب گھر میں پھکنی اور دست پناہ ہے تو لاتیں چلانے کی کیا ضرورت ہے"

"تو تو نے دست پنے اور پھکنی سے اسے جگانے کی کوشش کی ہے" عمران نے بڑی حیرت سے پوچھا چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برسنے لگے تھے اور وہ شکل ہی سے احمق نظر آنے لگا تھا۔

"جی صاحب جی" گلرخ نے اکڑ کر کہا۔

"باپ رے باپ" عمران سہم کر بولا چند لمحے گلرخ کو گھورتا رہا پھر دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اس بلا سے محفوظ

ہوں اور آج تک میں نے اُسے گلے کا پھندہ بنانے کی کوششیں کامیاب نہیں ہونے دیں اور دشمنوں کو اپنے ہی دانت پیسنے پڑے ہیں۔"

"کس بلا کو صاحب جی۔؟ گلرخ نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں پوچھا۔

"اسی کو جسے بیوی کہتے ہیں۔"

"اچھا" گلرخ تنتر خ کر بولی۔ آپ بیوی کو بلا سمجھتے ہیں۔؟

"ہاں اور کیا۔" عمران نے کہا۔ اب یہی دیکھ لے میں اپنی نیند سے آپ اٹھا ہوں اگر بیوی کی بلا گلے لگی ہوتی تو وہ بھی میری دست پتے اور پھکتی سے خبر لے چکی ہوتی اور میں کہیں جلدی جوتا تلاش کر رہا ہوتا۔"

"بس بس رہنے دیں صاحب جی" گلرخ ہاتھ نچا کر بولی۔

"کیا رہنے دوں۔؟ عمران نے پوچھا۔ بول۔؟

"یہی کہ آپ ہی نے اس کی عادتیں خراب کی ہیں"

"میں نے۔؟ عمران نے دیدے پٹ پٹاتے ہوئے کہا۔ اری نیک خبر اور نیک بخت یہ اعزاز اسی کو حاصل ہے"

"کونسا اعزاز صاحب جی میں کچھ سمجھی نہیں"

"عادتیں خراب کرنے کا" عمران نے کہا۔ عادت کے ساتھ ہی اسنے مونگ کی دال کھلا کھلا کر میرے معدے کی عادت بھی خراب کر رکھی ہے وہ ہر وقت مرغ سیخ اور فش مسلم مانگتا رہتا ہے"

"فش مسلم۔؟ گلرخ قہقہہ لگا کر بولی۔

"میں شاید الٹا بول گیا ہوں" عمران نے کہا۔ خیر تو اسے سیدھا کر کے

سمجھ لے اور بتا دہ امرود... نمرود... بارود... کیا کہتے ہیں اسے۔ بول بول نا کیا کہتے ہیں اسے جو میں کہنا چاہتا ہوں"؟

"مجھے کیا پتہ صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔؟

"وہی جو میرے ذہن میں ہے" عمران نے کہا۔ مگر مت پر نہیں آرہا بولو کیا کہتے ہیں اسے گلرخ کی دادی"

"صاحب جی صحیح سے بولیئے" گلرخ برا مان کر بولی۔ اور میں عالم الغیب نہیں ہوں جو بتا دوں کہ آپ کس چیز کا نام پوچھ رہے ہیں"

"ارے وہی جسے عورتیں کچر کچر چباتی ہیں"

"کچری کے بارے میں کہہ رہے ہیں صاحب جی۔؟

"ارے نہیں" عمران نے کہا۔ اوپر گودا ہوتا ہے اور اندر بیج۔ اور جب اسے عورتیں کھاتی ہیں تو کچر کچر کی آواز آتی ہے"

"آپ سیب کی بات کر رہے ہیں صاحب جی۔؟

"ارے نہیں" عمران نے کہا۔ وہ سیب کا چھوٹا بھائی ہوتا ہے اور اسکا رنگ پیلا لال اور سبز تین طرح کا ہوتا ہے"

"سیب کے بھی یہی تینوں رنگ ہوتے ہیں صاحب جی۔" گلرخ نے بتایا اور عمران گردن ہلا کر بولا۔

"لیکن سیب کھانے سے کچر کچر کی آواز نہیں آتی"۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں صاحب جی" گلرخ شانے اچکاتے ہوئے بڑی لاپرواہی سے بولی۔

"اچھا" عمران نے مایوسی سے سر ہلایا۔

"دیکھتی ہوں وہ موا اٹھایا نہیں" گلرخ دروازے کی جانب مڑتے ہوئے بولی لیکن دو ہی قدم چلی تھی کہ عمران نے اسے روک دیا اور قریب آنے کا اشارہ کیا۔ وہ اسکے پاس چلی آئی۔

"اسے کچر کچر کھانے میں ڈبل ہو جانے والی خواتین کی تعداد زیادہ ہے" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"کیا۔" گلرخ پھر بری طرح جھینپی تھی۔

"ہاں اور وہ سبز رنگ کا کھانا پسند کرتی ہیں" عمران نے بڑی سنجیدگی سے مگر رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"اب سمجھی" گلرخ سر ہلا کر بولی۔ آپ امرود کے بارے میں پوچھنا چاہ رہے تھے وہی کھانے ہوتے ہے کچر کچر بولتا ہے"

"یہی... یہی" عمران سر ہلا کر بولا۔ اب بتاؤ وہ امرود کا بچہ ابتک کیوں نہیں اٹھا۔ بول۔؟

"میں بتلا چکی ہوں صاحب جی کہ جب آپ اٹھیں گے تب ہی وہ بھی اٹھے گا کہہ کر لیٹا تھا"

"تو اٹھا اسے جا کر" عمران نے کہا۔ کہہ دے کہ اسکا صاحب بھی اٹھ گیا ہے لہذا وہ بھی اٹھ کھڑا ہو۔ ورنہ......"

"ورنہ کیا صاحب جی۔" گلرخ نے پوچھا۔

"اس پر پانی بھر کر بالٹی کی ڈال دے"

"ایسا ہی کرنا پڑے گا" گلرخ مسکراتے ہوئے بولی۔
"پانی فرج میں سے نکال بھیجو"
"ارے باپ رے" گلرخ جلدی سے گال پیٹتی ہوئی بولی۔ سردی کا موسم ہے صاحب جی ٹھنڈے پانی سے نمونیہ ہو جائے گا"
"ہو جانے دے تجھے کیوں پرواہ ہے اسکی۔؟"
"وہ میرے سر کا تاج ہے صاحب جی" گلرخ نے کہا۔ مجھے اسکی پرواہ نہیں ہو گی تو اور کس کو ہو گی۔؟
"پڑوسن کی باورچن کو" عمران نے تنز سے کہا۔
"کک۔۔۔ کیا مطلب۔" گلرخ چونک کر بولی۔
"وہ دوسری شادی کرنا چاہتا تھا" عمران نے کہا۔
"کون۔" گلرخ نے پوچھا۔ چہرے کی رنگت اچانک ہی بدلنے لگی تھی۔
"تیرے سر کا تاج اور کون"
"صاحب جی آپ لڑوانا تو نہیں چاہتے۔" گلرخ نے اس انداز میں پوچھا جیسے تصدیق چاہتی ہو۔
"اری اب تو کیا مجھے وہ کہنا چاہتی ہے یعنی جمال کی بیوی۔" عمران ہاتھ نچاتے ہوئے بولا۔
"جمال کی بیوی۔" گلرخ کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں بولی۔
"ہاں جمال کی بیوی" عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔
"کون ہے یہ صاحب جی۔" گلرخ نے پوچھا۔ کیا پڑوسن کی باورچن

کا نام ہے یہ۔؟

"ارے نہیں" عمران نے کہا۔ تو نہیں جانتی جمال کی بیوی کو۔؟

"نہیں" گلرخ نے موٹی سی گردن نفی میں ہلاتی۔

"ارے اسے تو ہر عورت جانتی ہے" عمران نے کہا۔ جہاں کسی نے کسی کی چغلی کھائی اور پھٹ سے عورتوں نے اسے جمال کی بیوی ہونے کا ناطہ... میرا مطلب ہے طعنہ دیا"

"اوہ اب سمجھی" گلرخ چونک کر بولی۔

"سمجھ گئی نا" عمران نے کہا۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تو بہت سمجھناک ہے یہ بات اچھی طرح سمجھ لے گی"

"میں سمجھ تو گئی ہوں صاحب جی مگر اسے جمال کی بیوی نہیں کہتے" گلرخ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا پولس کی بیوی کہتے ہیں۔؟

"نہیں صاحب جی اسے بی جمالو کہتے ہیں"

"بی جمالو" عمران نے دوہرایا پھر اچھلتے ہوئے بولا۔ بالکل، ٹھیک بی جمالو ہی کہتے ہیں اسے ہاں"

"تو وہ ٹیروسن کی باورچن سے شادی کرنا چاہتا تھا" گلرخ پھر اسی موضوع پر آتے ہوئے بولی۔

"تھا نہیں ہے" عمران نے کہا۔ اسکا بس چلے تو ٹیروسن کی باورچن کو بھگا لے جائے اور کورٹ میرج کر لے"

"ٹانگیں نہیں توڑ دونگی اسکی" گلرخ دونوں ہاتھ کولہوں پہ رکھ کر غصیلے انداز میں بولی۔

"میں نے بھی یہی کہا تھا کہنے لگا اگر دوسری شادی کی اجازت نہیں دی تو گلرخ کو یہاں لاؤ نگا ہی نہیں"

"اب سمجھی کہ آپ نے کیوں مجھے فون کر کے سلیمان کی جھوٹی بیماری کی اطلاع دی تھی" گلرخ نے کہا۔

"تیرے ہی فائدے کی بات تھی" عمران نے کہا۔ اسی لئے میں نے سلیمان کی بیماری کے بہانے تجھے بلا لیا تھا مگر۔"

"مگر کیا۔؟" گلرخ نے پوچھا۔

"یہ بات سلیمان کو مت بتانا" عمران نے سرگوشی کی۔

"ٹھیک ہے مگر صاحب جی کیا ثبوت ہے کہ وہ سلیمان کا بچہ واقعی اس موتی پڑوسن سے شادی کرنا چاہتا ہے"

"پڑوسن سے نہیں اسکی باورچن سے۔" عمران نے تصحیح کی۔

"وہی سہی" گلرخ نے کہا۔

"تو ثبوت چاہتی ہے نا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں" گلرخ نے سر ہلایا۔

"تو جا اور جا کر اسے بھیج دے"

"سلیمان کو۔؟" گلرخ نے پوچھا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ اور پانچ منٹ بعد تو دروازے کے باہر کھڑے

رہ کر اسکی باتیں سن لیجیو ثبوت مل جائے گا۔"
"ٹھیک ہے" گلرخ نے کہا اور تیتیاں مرتی بنی کمرے سے نکلی چلی گئی۔
عمران کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ ابھری تھی۔
سلیمان نے اسے بُری طرح تنگ کر رکھا تھا کہ وہ دوسری شادی کرے گا ورنہ نوکری چھوڑ دے گا۔ اور دوسری شادی کی اجازت عمران کو نہ صرف گلرخ سے دلوانی پڑے گی بلکہ اسکا تحفظ بھی کرنا پڑے گا ورنہ.... اس ورنہ کے بعد پھر چھوڑ جانے کی دھمکی تھی۔
لہٰذا عمران نے سوچا کہ کیوں نا سلیمان کو ہلکا سا سبق دے کر اس مسئلے سے نجات حاصل کر لی جائے۔
بس اسنے اس خیال کے ذہن میں آتے ہی گلرخ کو فون پر کہدیا کہ سلیمان کی طبیعت خراب ہے اور وہ فوراً ہی فلیٹ چلی آئے۔
کتنی ہی لڑاکی کیوں نہ رہی ہو مشرقی عورت کی یہ ریت روایت رہی ہے کہ شوہر کی بیماری کا سن کر سب کچھ بھول جاتی ہے اور سیدھی شوہر کے قدموں میں چلی آتی ہے۔
گلرخ نے بھی یہی کیا تھا اور وہ فوری طور پر فلیٹ آ موجود ہوئی تھی۔
مگر سلیمان کو ٹھا کٹا دیکھ کر اسکا پارہ چڑھتا چلا گیا تھا اور وہ بڑے

۱؎ اس دلچسپ داستان کے لئے پڑھیئے۔ موت کی آواز۔ ایکشن فل ناول

غصے سے اسکے پاس آئی تھی اور اس نے یہ کہکر اسکا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی کہ جلد ہی اسے اس طرح بلاتے جانے کی وجہ معلوم ہو جائے گی اور آج وہ وقت آ گیا تھا۔

پانچ منٹ بعد سلیمان اس حلئے میں کمرے میں داخل ہوا کہ سر سے پیر تک پانی میں بھیگا ہوا تھا اور موڈ آف تھا۔

"جی صاحب" اسنے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ابے یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے۔؟" عمران اسے گھورتے ہوئے بولا۔ کیا کپڑوں سمیت ٹب میں چھلانگ لگا دی تھی۔؟

"یہ آپ کی اس چہیتی نے کیا ہے" سلیمان نے جھلا کر کہا۔ جس کی آپ بے جا حمایت لیتے رہتے ہیں"

"کون ہے وہ۔؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"گلرخ اور کون" سلیمان بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"ابے وہ میری نہیں تیری چہیتی ہے"

"میری ہوتی تو اس طرح سوتے پہ پانی نہیں ڈالتی" سلیمان منہ بگاڑتے ہوئے بولا۔

"پھر" عمران نے پوچھا۔ ابے تین بار ہاں کس نے کہی تھی بول۔؟

"میں نے" سلیمان نے کہا۔

"بس پھر" عمران نے کہا۔ بھگت"

"بھگت ہی رہا ہوں صاحب" سلیمان نے کہا۔ اچھی خاصی دوسری

شادی ہو جاتی پتہ نہیں کہاں سے ٹپک پڑی یہ اللہ ماری اور سارا معاملہ کھٹائی میں پڑ کر رہ گیا۔"

"تو اب تو کھٹائی سے نکال کر املی میں ڈال لے۔"

"مذاق نہیں صاحب" سلیمان نے کہا۔ میں نے پڑوسن کی باورچن کو کورٹ میں لے جاکر شادی کرنے پر راضی کر لیا تھا۔"

"پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔ کیوں نہیں کی شادی۔؟"

"دوسری شادی کا اجازت نامہ کہاں ہے میرے پاس"

"تو تو نے اسکا خیال چھوڑ دیا نا اب۔؟"

"نہیں" سلیمان نے کہا۔ میں گلرخ کو چکمہ دے کر اجازت نامہ دوبارہ سے حاصل کر لونگا صاحب"

"وہ کیسے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"اسے کہہ دونگا پلاٹ لینے کے لئے درخواست دینی ہے دستخط کر دے وہ چپ چاپ دستخط کر دے گی"

"ابے وہ پڑھی لکھی ہے" عمران نے کہا۔

"تو کیا ہوا" سلیمان نے کہا۔ انگریزی اُسے کہاں آتی ہے صاحب اور اجازت نامہ ٹائپ کیا ہوا ہو گا تو وہ اسے پلاٹ کے لئے دی جانے والی درخواست ہی سمجھے گی۔"

"ہونہہ تو یہ بات ہے" عمران نے کہا اسنے دروازے میں کھڑی گلرخ کو دیکھ لیا تھا۔

"جی صاحب" سلیمان نے کہا۔ لیں پڑوسن کی باورچن سے شادی ہوتے ہی میں اسے دھکا دے دونگا"

"کیسے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"گلرخ کو اور کیسے۔" سلیمان نے کہا ہی تھا کہ اسکی پشت پر ضرب لگی اور وہ اچھل کر اوندھے منہ میز پر آ رہا ساتھ ہی گلرخ کی خونخوار آواز ابھری تھی۔

"میں ہی نہ تجھے دھکا دے دوں موئے بڈھے کھوسٹ"

"ارے مر گیا۔" سلیمان بڑے زور سے چلایا اور میز پر سے لڑھک کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

"تو نے اسے مار ڈالا گمرخ کی بچی" عمران نے سلیمان کو دیکھتے ہوئے کہا اور گلرخ ہاتھ نچاتے ہوئے بولی۔

"میرا نام گلرخ ہے صاحب جی گمرخ نہیں"

"گلرخ ہی سہی مگر ایسے مارا جاتا ہے کہیں شوہر نامراد کو۔؟"

"اب نامراد ہی بنا کر چھوڑونگی" گلرخ غرائی۔

"اب تو یہ مر گیا تو کیا.... " عمران نے کہنا چاہا۔

"مرا نہیں مکر کر رہا ہے" گلرخ نے کہا۔ "تاکہ اسے میری باتیں نہ سننی پڑیں یہ نہ بتانا پڑے کہ دوسری شادی کی کیا ضرورت ہے۔؟"

"اچھا" عمران جھلا کر بولا۔ ایک تو اسے مار ڈالا اور اوپر سے باتیں سنانے دھمکی دے رہی ہے۔؟

"یہ مر گیا ہے۔" گلرخ نے سلیمان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔
"تو تیرا کیا خیال ہے" عمران نے کہا۔ "یہ زندہ ہے۔"
"ابھی بتاتی ہوں" گلرخ نے کہا اور تنتناتی ہوئی کمرے سے نکلی چلی گئی
واپس لوٹی تو اس کے ہاتھ میں پانی کی بالٹی تھی اسنے بڑی تیزی سے پانی سے بھری بالٹی سلیمان پر الٹ دی۔
"ارے مر گیا رے" سلیمان کے منہ سے نکلا اور وہ اچھل کر اٹھ بیٹھا پھر اس سے پہلے کہ گلرخ کچھ کہتی اس نے جست لگائی اور کمرے سے باہر نکلا چلا گیا گلرخ اس کے تعاقب میں دوڑی تھی۔
عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی کہ دم توڑ گئی کیونکہ فون کی گھنٹی بڑے زور سے بجی تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
"فوراً آفس چلے آؤ" اسکی آواز سنتے ہی سر سلطان نے کہا تھا اور اسکے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے حیرت سے پلکیں پٹ پٹائی تھیں۔

/

کیپٹن فیاض کی پریشانیاں عروج پر تھیں۔ اور یہ پریشانیاں اس وقت سے شروع ہوئی تھیں کہ جب اسے جعفری کی موت کے بارے تحقیقات کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ لاش کے معائنے کے بعد اسکا خیال

یہی تھا کہ یہ ایک سیدھا سادھا دماغ کی رگ پھٹنے سے واقع ہونیوالی موت کا کیس ہے جس میں نہ کوئی الجھاؤ ہے اور نہ ہی کسی جرم کی بولیسی ہوتی ہے۔

حالانکہ عمران کی باتوں سے اسنے گذشتہ رات یہی اندازہ لگایا تھا کہ وہ جعفری کی موت کو دماغ کی رگ پھٹنے کا نتیجہ نہیں سمجھ رہا بلکہ شاید اسکی نگاہ میں جعفری کی موت کسی سازش کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس نے اس پر توجہ نہیں دی تھی اسکی دانست میں عمران یونہی بات کا بتنگڑ بنا رہا ہے۔

مگر آج ملنے والی جعفری کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے اسکے سارے اندازے غلط کر دیئے تھے اور عمران کا شبہ صحیح ثابت ہو گیا تھا۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق جعفری کے خون میں ایک مہلک وائرس پایا گیا تھا۔۔۔۔ اور یہ وائرس ایک دو نہیں سینکڑوں کی تعداد میں اسکے خون میں موجود تھے۔

انہی وائرس نے جعفری کے دماغ کی نازک رگوں کو گلا سڑا دیا تھا جس کی وجہ سے ناک اور منہ سے خون بہہ نکلا تھا اسکے علاوہ ان وائرس نے دل کو بھی متورم کر دیا تھا۔

جسکی وجہ سے دل کی کارکردگی بھی ختم ہو گئی تھی اور اس طرح جعفری کی موت واقع ہو گئی تھی۔ رپورٹ کے مطابق جو وائرس جعفری کے خون میں پائے گئے تھے وہ یہاں نہیں پائے جاتے تھے۔

ان وائرس کا سب سے پہلا شکار ایک افریقی ملک ہوا تھا جہاں ہزاروں افراد اس سے موت کی آغوش میں جا سوتے تھے۔

پھر یہی وائرس انکے پڑوسی ملک کے اندر پائے گئے تھے اور وہاں

بھی خاصی تعداد میں لوگ ان کا شکار ہوئے تھے مگر یہ چھ سات سال پہلے کی بات تھی اور اب یہی وائرس یہاں جعفری کے خون میں پائے گئے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ ان وائرس سے ابھی اور اموات ہونی تھیں۔

لیکن ان وائرس کے بارے میں ایک بات ایسی تھی جو فیاض کو چونکا دینے کا سبب بنی تھی اور وہ یہ کہ ڈاکٹر نے اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ جعفری کے خون میں پائے جانے والے وائرس کافی بڑے اور طاقتور ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ کسی بیرونی ذریعے سے یہ وائرس جعفری کے جسم میں پہونچائے گئے ہیں۔ کس طرح اس بارے میں ڈاکٹر بھی خاموش تھے۔

اور اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ کسی نے ان وائرس کی پرورش کی ہے اور کسی خاص مقصد کے لئے کسی ذریعے سے ان وائرس کو جعفری کی موت کا سبب بنایا گیا ہے۔

ایسا کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔؟

غیر ملکی ایجنٹوں کے علاوہ اور کون ایسا کر سکتا تھا۔؟ ظاہر ہے جعفری وزارتِ دفاع میں سکریٹری کے فرائض انجام دے رہا تھا بہت سے دفاعی راز اسکے علم میں تھے ممکن ہے غیر ملکی ایجنٹوں نے ان رازوں کو حاصل کر کے اسے ٹھکانے لگا دیا ہو۔

فیاض سوچتا رہا پھر اسنے یہی فیصلہ کیا کہ اس بارے میں رحمان صاحب کو بتانا بے حد ضروری ہے۔

وہ اٹھا اور رحمان صاحب کے کمرے کی طرف بڑھنے لگا اسکو

سکریٹری ابھی تک نہیں آئی تھی اور اسے اس پر بھی غصہ تھا۔ رحمان صاحب اکیلے ہی تھے اسے انہوں نے فوراً ہی اندر بلوا لیا تھا۔

"جعفری کی موت کا کیا رہا۔؟" فیاض کے بیٹھنے کے بعد رحمان صاحب نے اپنے آگے رکھی فائل بند کرتے ہوئے پوچھا۔

"اسی کے لئے حاضر ہوا ہوں جناب" فیاض نے کہا۔

"کہو۔ کیا بات ہے۔؟" رحمان صاحب نے کہا۔

"جعفری کی موت کسی سازش کا نتیجہ ہے جناب" فیاض نے تمہید باندھنے کے بجائے ٹو دی پوائنٹ بات کرنا مناسب سمجھا تھا۔

"کوئی ثبوت ملا ہے یا اندازاً کہہ رہے ہو۔؟"

"ثبوت ملا ہے جناب" فیاض نے کہا۔ اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سامنے رکھتے ہوئے ساری بات بتاتا چلا گیا۔ اسنے اپنے ذہن میں ابھرنے والے خدشات بھی ظاہر کر دیئے تھے۔

"تو تمہارا خیال یہ ہے کہ جعفری کو غیر ملکی ایجنٹوں نے اس وائرس کے ذریعے ٹھکانے لگا دیا ہے۔؟"

"جی ہاں" فیاض نے کہا۔ اور ایسا شاید ان لوگوں نے افشائے راز کے ڈر سے کیا ہوگا جناب"

"ہونہہ" رحمان صاحب نے سر ہلایا۔

"ان وائرس سے ایک افریقی ملک اور ہمارے دشمن پڑوسی ملک میں بھی چھ سات سال پہلے اموات ہو چکی ہیں"

"مجھے یاد ہے" رحمان صاحب نے کہا۔

"ایسا لگتا ہے جناب کہ یہاں بھی اُن دو ملکوں کی طرح اموات ہونے والی ہیں" فیاض نے کہا۔

"نہیں" رحمان صاحب نے کہا۔ "ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے"

"وہ کیسے جناب۔؟"

"تم کوشش کر کے پتہ کرو کہ کل دن اور رات میں کون کون جعفری سے ملا ہے پھر ان ملنے والوں میں سے مشتبہ اشخاص کو تلاش کر کے انکی نگرانی کرا کر پتہ کرو کہ مجرموں نے یہ وائرس کہاں رکھے ہیں اور کون کون انکے ساتھ اس سازش میں شامل ہے"

"ٹھیک ہے جناب" فیاض نے کہا۔

"ساتھ ہی پوسٹ مارٹم کرنے والوں کو ہدایت کر دو کہ وہ اس خبر کو آؤٹ نہ ہونے دیں بس جاؤ اور یہ انتظام کر کے میرے پاس آؤ"

"یس سر" فیاض نے کہا اور کھڑا ہو گیا۔

عمران وزارتِ خارجہ کے دفتر میں سر سلطان کے سامنے موجود تھا اور

وہ اسے گھور رہے تھے عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔

"کیا خیال ہے" عمران نے کہا۔ واپس چلا جاؤں۔؟

"آں...!" سر سلطان نے چونک کر کہا۔ کیا کہا ہے تم نے۔؟

"یہی کہ مونگ کی دال آجکل مہنگی ہو گئی ہے اور اس پر گھی اور لہسن کی قیمتیں بھی آسمان پر جا پہونچی ہیں جناب"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔؟" سر سلطان نے کہا۔ یہاں مونگ کی دال اور لہسن اور گھی کا کیا ذکر ہے۔؟

"بالکل ہے جناب عالی" عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ لہسن کے بگھار کے بغیر مونگ کی دال دو کوڑی کی بھی نہیں رہتی۔"

"پھر وہی بکواس" سر سلطان نے کہا۔

"کہنے دیجئے مجھے" عمران نے کہا۔ حکومت نے گھی کے دام بڑھا کر ہم غریبوں سے مونگ کی دال کا بگھار چھیننے کی کوشش کی ہے"

"عمران" سر سلطان غصہ ضبط کرتے ہوئے بولے۔

"جی ہاں جناب" عمران اُن کے غصے کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔ ہم غریب لہسن مہنگا ہونے پر زیرے کا بگھار کر لیا کرتے تھے مگر جب گھی ہی نہیں ہوگا تو لہسن اور زیرے کا بگھار کیسے ہوگا۔ اور جب بگھار نہیں ہوگا تو دال نہیں کھائی جائے گی اور دال نہ کھانے کا مطلب ہے فاقہ مستی۔"

"عمران" سر سلطان غرائے۔

"اس طرح" عمران اپنی رو میں کہتا رہا۔ حکومت نے گھی کے دام نہیں بڑھائے

بلکہ مجھ جیسے غریبوں سے روٹی دال چھیننے کی کوشش کی ہے"

"عمران میں سنجیدہ ہوں" سر سلطان نے جھلا کر کہا۔

"اور میں اس بات پر سنجیدہ ہوں کہ ایک وقت میں دس قسم کے کھانے کھانے والوں نے ہم سے دال روٹی چھیننے کی کوشش کی ہے"

"میں اٹھوا کر باہر پھنکوا دونگا" سر سلطان کا غصہ آہستہ آہستہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"ہر امیر سرمایہ دار اور حکام اعلیٰ یہی دھمکی دیتے ہیں" عمران نے اس طرح ہاتھ نچاتے ہوئے کہا جیسے وہ کہیں تقریر کر رہا ہو۔

"بکواس بند کرو"

"نہیں ہوگی بند" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ ہماری دال روٹی کوئی نہیں چھین سکتا گھی کے دام کم کرنے ہونگے ورنہ ہم دال روٹی چھوڑ کر تافتان کھانا شروع کر دیں گے چکن کھائیں گے پھر ہمارا استحصال کرنے والوں کے ہوش طرح اڑ جائیں گے جیسے انارکلی کے ہاتھ سے کبوتر اڑ گیا تھا اور"

"عمران کے بچے خاموش رہو"

"نہیں رہونگا خاموش" عمران نے اسی لہجے میں کہا۔ جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا مظلوموں کا"

"کیا" عمران کے غلط شعر پڑھنے پر سر سلطان اور جھلا گئے پھر گھنٹی کے بٹن پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے۔ ابھی باہر پھنکواتا ہوں تمہیں"

"یس سر" گھنٹی کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور سر سلطان

کے اردلی نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"جاتے اور کھانے کے لئے کچھ مگر جلدی" سر سلطان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی عمران نے مڑ کر بڑی سنجیدگی سے کہا تھا۔

"یس سر" اردلی نے کہا اور کمرے سے نکلا چلا گیا اب عمران اس طرح سنجیدہ چہرہ لئے سر سلطان کو گھور رہا تھا جیسے حماقت اور شرارت اسے چھو کر بھی نہ گزری ہوں۔

"میں نے تمہیں یہاں ایک اہم مسئلے کے لئے بلایا ہے" سر سلطان نے کہا۔

"میں آتنی دیر سے یہی جاننے کا منتظر ہوں" عمران نے کہا۔

"اظہر اقبال کو جانتے ہو۔؟"

"آپ کا اشارہ محکمے کے اعلیٰ درجے کے آفیسر اور ترجمان اظہر اقبال کی جانب ہے تو میرا جواب اثبات میں ہے"

"ہاں وہی" سر سلطان نے کہا۔ وہ آج مر گیا"

"کیا۔؟ عمران چونکا۔

"ہاں اور اس کی موت آفس روم میں ہوتی ہے"

خود کشی۔؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں" سر سلطان نے کہا۔ البتہ زہر خورانی پر غور کیا جا سکتا ہے"

"لاش اب کہاں ہے۔؟

"اسکے اپنے کمرے میں" سر سلطان نے کہا۔ ابھی تک دو چار افراد کے علاوہ اور کسی کو اسکی موت کا علم نہیں ہے"

"زہر خورانی کا خیال کس وجہ سے آپ کے ذہن میں آیا ہے۔؟"

"اسکی ناک اور منہ سے خون جاری تھا اور بدن نیلا ہو گیا تھا" سر سلطان نے بتایا اور عمران چونک پڑا۔

"آپ کو اسکی اطلاع کب ملی تھی۔؟"

"دفتر آنے کے پانچ منٹ بعد"

"اطلاع کس نے دی تھی۔؟"

"اقبال کے اردلی نے" سر سلطان نے بتایا۔ اطہر اقبال نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سر کے درد کی شکایت کرتے ہوئے اردلی کو چائے لانے کے لئے کہا تھا پھر جب اردلی چائے لے کر اندر داخل ہوا تو اطہر اقبال میز پر سر ٹیکے بیٹھا تھا اور اس کی ناک منہ سے خون بہہ رہا تھا"

"ہونہہ" عمران کی آنکھوں میں فکرمندی کی جھلک ابھری تھی۔

"اردلی نے فوراً ہی مجھے اطلاع دی تھی جب میں کمرے میں پہنچا تو اطہر اقبال ختم ہو چکا تھا اور اس کا بدن نیلا پڑ گیا تھا"

"جسم ٹھنڈا تھا یا گرم۔؟"

"میں نے اسے ہاتھ لگا کر نہیں دیکھا" سر سلطان نے کہا تم خود لاش کا معائنہ کر لو ہو سکتا ہے کوئی سراغ مل جائے"

"کیسا سراغ۔؟ عمران نے پوچھا۔ آپ کے ذہن میں کیا ہے۔؟"

"یہی کہ اطہر اقبال کو قتل کیا گیا ہے"

"قتل کا محرک کیا ہو سکتا ہے۔؟"

"اتنے اہم عہدے پر فائز رہنے والا شخص قتل کر دیا جائے" سر سلطان نے پوچھا۔ تو اس کا محرک تلاش کرنا کیا مشکل ہے۔؟

"جی ہاں" عمران نے کہا۔ اطہر اقبال قتل ہوتے ہیں یا خود کشی کی ہے سب سے پہلے اسکا پتہ لگنا ضروری ہے"

"اگر خود کشی ہی کرنی تھی تو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی" سر سلطان نے کہا۔ وہ اپنے گھر پر بھی کر سکتا تھا"

"ممکن ہے اسے یہاں پہونچ کر خود کشی کا خیال آیا ہو۔؟

"ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے مگر" سر سلطان خاموش ہو گئے۔

"مگر کیا۔؟ عمران نے پوچھا۔

"بہتر ہو گا کہ تم لاش دیکھ لو"

"وہ تو دیکھ ہی لونگا" عمران نے کہا۔ لیکن میں قتل کے امکانات کا جائزہ لے رہا ہوں"

"ہونہہ" سر سلطان نے ہنکارہ بھرا تھا۔

"اگر واقعی اطہر اقبال کو زہر دے کر مارا گیا ہے تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں پہلی یہ کہ وہ غیر ملکی ایجنٹوں کے آلہ کار نہ بنے ہوں اور دوسری یہ کہ غیر ملکی ایجنٹ ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہتے تھے وہ اٹھا چکے ہوں اور راز کو راز رکھنے کے لئے انھیں ختم کرا دیا ہو"

"شاید ایسا ممکن ہے" سر سلطان نے کہا۔

"اطہر اقبال کی تحویل میں کوئی اہم ترین فائل تھی۔؟

"کئی اہم ترین فائلیں اظہر اقبال کے پاس تھیں اور وہ نئی خارجہ پالیسی کے سلسلے میں ان پر کام کر رہے تھے۔"

"اب وہ فائلیں یہاں موجود ہیں۔؟"

"ہاں۔" سر سلطان نے کہا۔ میں نے سب سے پہلا کام یہی کیا تھا کہ ان کے پاس موجود فائلوں اور کاغذات کو ریکارڈ کے مطابق چیک کرا تھا اور انھیں پورا اور مکمل پایا تھا۔"

"پھر اب۔؟ عمران نے پوچھا۔

"تم کو اس کا پتہ لگانا ہے کہ اظہر اقبال......"

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔" عمران نے کہا۔ میں اظہر اقبال کی موت کے اسباب اور اگر وہ قتل ہوا ہے تو قاتلوں کا پتہ لگا لوں گا۔"

"تو پھر چلو اور لاش دیکھ لو تاکہ اسے پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوایا جاسکے۔" سر سلطان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ چائے جناب۔؟ عمران نے کہا۔

"بعد میں پی لینا آؤ۔" سر سلطان نے دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔ وقت ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور کھڑا ہو گیا۔ وہ اظہر اقبال کے کمرے تک پہونچے تھے۔ یہاں اردلی باہر موجود تھا اور کمرے کا دروازہ پوری طرح سے "لاکڈ" تھا عمران نے سر ہلایا تھا۔

"کوئی ملنے تو نہیں آیا۔؟ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں" اردلی نے کہا وہ عمران کو بخوبی جانتا تھا۔

"کسی نے تم سے گپ شپ لگانے اور راظہر اقبال کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش تو نہیں کی۔؟

"معلومات تو نہیں جناب" اردلی نے کہا۔ البتہ پی اے صاحب کا نیا چپراسی میرے پاس آکر باتیں کرتا رہا ہے"

"کس قسم کی باتیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ میرا باس بہت اچھا ہے دس بیس روپے خرچہ پانی بھی دے دیتا ہے تمہارا باس کیسا ہے وغیرہ"

"اسنے یہ بھی پوچھا ہو گا کہ آج چائے وغیرہ کیوں نہیں منگائی۔؟"

"جی ہاں" اردلی نے کہا۔ وہ یہی پوچھنے آیا تھا کہ آج میں صاحب کے لئے چائے اور ناشتہ لینے کیوں نہیں گیا"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ کیا اسے علم رہتا ہے کہ تم کب صاحب کے لئے کیا چیز لا رہے ہو۔؟

"جی ہاں" اردلی نے کہا۔ کیونکہ پی اے صاحب کا کمرہ اسی راہداری کے موڑ پر ہے اور مجھے اسکے سامنے سے گزر کر جانا پڑتا ہے"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلا دیا۔

"وہ چپراسی کہاں ہے کیا نام ہے اسکا۔؟

"صاحب کے لئے چائے لینے کینٹین گیا ہے" اردلی نے کہا۔ نام روقی ہے"

"اس سے کسی قسم کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے" عمران نے کہا۔ کہ میں

نے تم سے کچھ معلومات حاصل کی ہیں ۔"

"جی بہتر" اردلی نے سر ہلا دیا اور وہ دروازہ "ان لاک" کر کے اندر داخل ہو گئے۔

لاش اسی حالت میں ملی جس کا ذکر سر سلطان نے کیا تھا۔ خون میز پر سے ٹپک کر قالین پر جم گیا تھا بدن اب ایسا ہو رہا تھا جیسے اسے نیلے رنگ سے پینٹ کیا گیا ہو۔ دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں البتہ ناک متورم نظر آ رہی تھی اور اس کا کچھ حصہ سرخ ہو رہا تھا۔

"وہ فائلیں کہاں ہیں جو ان کی تحویل میں تھیں۔؟" عمران نے سر سلطان کی جانب مڑتے ہوئے پوچھا۔

"ریکارڈ روم میں پہنچا دی ہیں کیوں۔؟"

"دیکھنا چاہتا تھا۔" عمران نے کہا۔ کیا آپ نے کمرے کی تلاشی لی ہے۔؟

"نہیں۔" سر سلطان نے کہا۔ ریکارڈ کے مطابق فائلیں اور سارے کاغذات ایک ہی دراز سے مل جانے کے بعد تلاشی لینے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی البتہ فائلیں نہ ملتیں تو مجبوراً ......"

"کیا میں تلاشی لے لوں۔؟" عمران نے بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"کیا ایکسٹو کو اس طرح کی کسی اجازت کی ضرورت ہے۔؟" سر سلطان نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"محتاط رہیئے جناب۔" عمران ہلکے سے سرزنش کرنے والے لہجے میں غرایا۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"سوری" سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا اور کمرے کی تلاشی لینے لگا۔ یہاں دو اسٹیل الماریاں تھیں ایک فائل کیبنٹ اور ایک میز جس میں ایک طرف تین دراز تھیں اور دوسری جانب بکس بنا ہوا تھا۔

"فائلیں بکس دراز سے ملی تھیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"دراز سے غلط کہا تھا" سرسلطان نے کہا۔ "وہ میز کے بکس میں سے ملی تھیں اس میں صرف وہی کاغذات اور فائلیں تھیں۔"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا اور بکس کھول لیا۔ اندر چند کاغذات پڑے ہوئے تھے البتہ فائل یا فائل فولڈر قسم کی کوئی چیز نہیں تھی اسنے ان کاغذات کو باہر نکال لیا۔

یہ کاغذات غیر اہم قسم کے تھے اس نے کاغذات بکس ہی میں ڈالے اور جھک کر بکس کے اندر دیکھنے لگا پھر ہاتھ بڑھایا اور بکس کے اوپری حصے میں ایک کیل کی نوک میں اٹکا ہوا کاغذ نکال لیا۔

دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا۔ یہ کاغذ کسی فوٹو اسٹیٹ کاپی کا حصہ تھا جو کیل کی نوک میں اٹک کر پھٹ کر اسی میں اٹکا رہ گیا تھا، عمران نے کاغذ پر درج تحریر پڑھی اور اس کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑتے چلے گئے۔

"کیا ہوا۔؟" سرسلطان نے پوچھا۔

"آپ خود ہی دیکھ لیجئے" عمران نے کہا اور کاغذ... سرسلطان

کی جانب بڑھا دیا۔ سر سلطان نے عمران کے ہاتھ سے کاغذ لے کر جونہی اس پر نگاہ ڈالی انکے منہ سے تحیر آمیز آواز نکل گئی۔

"کیا ہوا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ تو دفاعی امور سے متعلق ایک اہم فائل کی فوٹو اسٹیٹ کاپی کا حصہ ہے" سر سلطان نے کہا۔

"اور وہ فائل جسکا یہ حصہ ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"فائل تو آج ہی میں نے ریکارڈ روم میں پہونچائی ہے"

"کیا ان فائلوں کی فوٹو اسٹیٹ بھی بنی ہوتی تھی۔؟"

"نہیں" سر سلطان نے کہا۔ اسکی کسی کو اجازت نہیں ہے اور اگر فوٹو اسٹیٹ کرانا لازمی ہو تو اس کے لئے ایک پیچیدہ طریقہ کار ہے"

"تب تو سمجھ لیجئے کہ جتنے بھی کاغذات اور فائلیں اظہر اقبال کے پاس تھیں ان سب کی فوٹو اسٹیٹ بن چکی ہے"

"کیا۔؟" سر سلطان کے منہ سے نکلا اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"ہاں اور وہ فوٹو اسٹیٹ ظاہر ہے فائلیں آفس کے باہر لے جانے کے بعد ہی بنائی یا بنوائی گئی ہیں"

"مگر" سر سلطان نے کہا۔ کسی کو یہ فائلیں آفس سے باہر لے جانے کا کوئی اختیار نہیں ہے"

"یہ فائلیں کب سے اظہر اقبال کے پاس تھیں۔؟"

"چھ سات دن سے" سر سلطان نے بتایا۔

"تب یقین کر لیجئے کہ ان کی فوٹو اسٹیٹ غیر ملکی ایجنٹوں تک پہونچ چکی ہے" عمران نے کہا اور سر سلطان بولے۔

"عمران یہ بہت بُرا ہوا ہے"

"یقیناً" عمران نے کہا۔ اب اظہر اقبال کی موت کی وجہ بھی سامنے آگئی ہے انھیں افشائے راز کے ڈر سے ختم کیا گیا ہے"

"فوٹو اسٹیٹ والا راز ظاہر ہونے پر یہی کہا جا سکتا ہے" سر سلطان نے کہا۔ ان کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ واپس آنی ضروری ہے عمران ورنہ سمجھ لو ملک کے اہم ترین راز دوسروں تک پہونچ جائیں گے اور ..."

"یہ ناقابل تلافی نقصان ہوگا کیوں۔؟ عمران بات کاٹ کر بولا۔

"ہاں" سر سلطان نے کہا۔ ان کے چہرے پر گہری فکر اور پریشانی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے تھے۔

/

خاور کی موٹر سائیکل وزارت خارجہ کے آفس کے سامنے رکی اور وہ اسے پارک کر کے عمارت میں داخل ہو گیا۔ داخلے کے لئے اسے وہ خصوصی اجازت نامہ دکھانا پڑا تھا جو سیکرٹ سروس کے ہر ممبر کے پاس موجود تھا۔ عمارت میں داخلے کے بعد وہ سر سلطان تک پہونچا تھا۔

سر سلطان کے کمرے میں عمران موجود تھا اسے دیکھکر خاور چونکا تھا پھر مسکراتے ہوئے اسنے کہا تھا۔

" حاضر ہوں عمران صاحب کیا حکم ہے۔؟

" ابھی ایک آدمی یہاں آئے گا تم اسکا چہرہ ذہن نشین کر وگے" عمران نے کہا۔ اسکے بعد اسکی نگرانی تمہارے ذمے ہے"

" ٹھیک ہے" خاور نے کہا۔ مگر کیا مجھے یہاں دیکھکر وہ پہچان نہیں لے گا میرا مطلب ہے کہ وہ ......"

" میں سمجھ گیا" عمران نے کہا۔ تم باتھ روم میں چلے جانا اور وہیں سے اسکا جائزہ لے لینا"

" یہ ٹھیک رہے گا" خاور نے کہا۔

" بلاؤں اسے۔؟ سر سلطان نے پوچھا۔

" ہاں" عمران نے سر ہلایا اور سر سلطان رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگے پھر رسیور کان سے لگا لیا۔

" ہاں دیکھو پی اے ٹو اظہر اقبال کے چپراسی کو اسکی فائل کے ساتھ میرے کمرے میں بھیج دو" سر سلطان نے رابطہ ملتے ہی کہا۔

" یس سر" دوسری جانب سے آواز آئی۔

" ذرا جلدی" سر سلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

" تم باتھ روم میں جاؤ" عمران نے خاور سے کہا اور خاور کچھ کہے

بغیر باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آجاؤ۔" خاور کے باتھ روم میں جانے کے بعد سر سلطان نے کہا دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلا اور چپراسی کی وردی میں ایک تیس پینتیس سالہ آدمی اندر داخل ہوا اسکے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ فائل اسنے میز پر رکھدی اور مودب انداز میں ایک جانب کھڑا ہو گیا۔

"کتنے دن ہو گئے ہیں یہاں پر۔؟" سر سلطان نے اسکی فائل اپنی جانب کھسکا کر اُسے کھولتے ہوئے پوچھا۔

"جی یہی کوئی چھ سات ماہ۔" چپراسی نے کہا۔

"روفی نام ہے تمہارا۔؟"

"یس سر۔" اسنے سر ہلایا۔

"میٹرک فرسٹ ڈویژن کیا تھا۔؟" سر سلطان نے فائل میں لگے میٹرک کے سرٹیفیکیٹ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی سر۔" اسنے جوابدیا۔

"کیا چاہتے ہو۔" سر سلطان نے پوچھا۔ کسی دوسرے محکمے میں تبادلہ کر دوں یا یہاں ہی رہنا ہے۔؟"

"سر یہاں پر ہی پکا کر دیجئے۔" روفی نے کہا۔

"پکا تو کر دونگا مگر کچھ دنوں کے لئے تمہیں ٹریننگ پر جانا پڑے گا۔" سر سلطان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔" روفی نے کہا۔

"بس تو جاؤ فائل میرے پاس رہنے دو میں مارک کر دونگا"

"تھینک یو سر" روفی نے کہا اور سلام کر کے کمرے سے نکل گیا دروازہ بند ہوتے ہی خاور باتھ روم سے نکل آیا تھا۔

"تم نے اسکی شکل ذہن نشین کر لی۔؟ عمران نے خاور سے پوچھا۔

"جی ہاں" خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بس تو جاؤ اور اسکی نگرانی کرو"

"ٹھیک ہے" خاور نے کہا۔

"اور سنو" عمران نے کہا۔ یہ اظہر اقبال کا چپراسی ہے اور دوسری راہداری میں اسکا آفس روم ہے سمجھ گئے۔؟

"جی" خاور نے کہا۔

"اظہر اقبال قتل ہو چکا ہے" عمران نے کہا۔

"کیا" خاور بری طرح سے چونک پڑا۔

"ہاں اور اب تک چند افراد کے علاوہ اور کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہے" عمران نے کہا۔ تمہیں اسلئے بتلایا ہے کہ روفی پر نظر رکھتے ہوئے اسکے ردعمل کا مشاہدہ کر سکو"

"ٹھیک ہے" خاور نے کہا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں"

"بس تو جاؤ اور اسکی نگرانی شروع کر دو"

"رائیٹ" خاور نے کہا اور سر سلطان کے کمرے سے باہر نکل آیا پھر وہ اسی طرف بڑھا جس طرف اظہر اقبال کا کمرہ بتایا گیا تھا۔

روفی اُسے اسٹول پر کمرے کے باہر ہی بیٹھا نظر آ گیا تھا خاور اسے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمارت کے ہر حصّے سے اسے آگاہی تھی لہٰذا موڑ پر بنے باتھ روم تک پہونچنے میں اسے دشواری نہیں ہوئی تھی۔ باتھ روم میں چند منٹ گزار کر وہ واپس لوٹا تھا۔

اس بار اسنے اظہر اقبال کے آفس روم کے سامنے سر سلطان عمران اور چند دوسرے اعلیٰ افسران کو کھڑے دیکھا تھا چند پولیس والے بھی موجود تھے اسکے علاوہ دفتر کے بھی کچھ آدمی وہاں نظر آ رہے تھے۔ خاور بھی انہی لوگوں میں جا کر مِل گیا۔ وہ روفی کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔

چند منٹ بعد ہسپتال کا عملہ بھی آ گیا پھر خاور اس وقت تک وہاں رکا رہا تھا جب تک کہ اظہر اقبال کی لاش وہاں سے نہ اٹھ گئی۔ لاش اٹھنے کے بعد اسکا کمرہ سیلڈ کر دیا گیا تھا۔ پھر سر سلطان نے شاید عمران کے اشارے پر روفی کو چھٹی دیدی تھی۔

"آج تم آرام کرو کل سے سپرنٹنڈنٹ ایاز کے ساتھ تمہیں رہنا ہوگا کیوں ٹھیک ہے۔" سر سلطان نے روفی سے کہا تھا۔

"جی سر" روفی نے سر ہلایا۔ مجھے اپنے صاحب کی موت کا بے حد افسوس ہے سر وہ بہت اچھے انسان تھے"

"ہاں" سر سلطان نے کہا۔ ہم سب ہی کو اسکا افسوس ہے مگر کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہم مجبوراً انکی جدائی برداشت کرتا ہے"

"جی سر" روفی نے کہا۔ ان کے بغیر میرا دل یہاں نہیں لگے گا"

"دل لگانا پڑے گا" سر سلطان نے کہا۔ "آج آرام کرو کل تک اُمید ہے تمہارے ذہن سے اظہر اقبال کی موت کا صدمہ کم ہو جائے گا"

"جی بہتر" روفی نے کہا اور سر سلطان عمران کے ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے دوسرے لوگ بھی وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

خاور بھی وہاں سے ہٹ کر لفٹ بکس کی طرف آ گیا پھر لفٹ سے وہ گراونڈ فلور پر پہونچا اور عمارت سے باہر نکل آیا۔ اسنے عمارت میں رکنے اور روفی پر نظر رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ سر سلطان کے چھٹی دے دینے کے بعد اسے اُمید تھی کہ روفی فوراً ہی آفس سے نکل آئے گا۔

آفس میں اب اسکے رکنے کا کوئی جواز بھی نہیں تھا۔ خاور عمارت کے سامنے ایک جگہ کھڑا ہو گیا موٹر سائیکل اس نے فٹ پاتھ سے لگا کر کھڑی کر دی تھی کیونکہ پارکنگ میں رکنے میں خطرہ یہ تھا کہ اگر روفی بھی موٹر سائیکل پر ہوا تو وہ اسکی نگاہوں میں آ سکتا تھا۔

دس منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ اسے روفی نظر آ گیا وہ بڑے سکون سے چلتا ہوا عمارت سے باہر پارکنگ ایریئے میں آیا تھا پھر خاور نے اسے موٹر سائیکل پر مین گیٹ سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس کا خیال صحیح نکلا تھا اگر وہ پارکنگ ہی میں رکتا تو روفی کی نگاہوں میں آ جاتا۔

دو فرلانگ کا فاصلہ دے کر خاور نے موٹر سائیکل اسکے تعاقب میں ڈال دی روفی جلدی میں نہیں معلوم ہوتا تھا۔ کچھ دیر بعد روفی کی موٹر سائیکل ایک ریستوران کے سامنے رک گئی۔

پھر روفی موٹر سائیکل فٹ پاتھ کے کنارے کھڑی دوسری گاڑیوں کے پاس روک کر اترا اور ریستوران میں داخل ہو گیا۔ چند منٹ بعد خاور بھی ریستوران میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ ٹھیک اس وقت اندر داخل ہوا تھا کہ جب روفی کاؤنٹر والے سے کچھ پوچھ رہا تھا۔

پھر اسنے روفی کو ایک راہداری میں مڑتے دیکھا اور سمجھ گیا کہ وہ باتھ روم میں گیا ہے۔ وہ آگے بڑھا اور خود بھی باتھ روم والی راہداری میں داخل ہو گیا دس پندرہ قدم چلنے کے بعد وہ رک گیا یہ ایک ہال سا تھا جس میں تین باتھ روم بنے ہوئے تھے تینوں کے دروازے بند تھے۔

خاور نے ایک باتھ روم کا دروازہ کھولنا چاہا مگر وہ اندر سے بند تھا اسنے دوسرے باتھ روم کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا باتھ روم کا دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ باتھ روم کا دروازہ بند کر کے خاور نے دونوں باتھ رومز کی سن گن لی۔

تاکہ اندازہ لگا سکے کہ روفی کونسے باتھ روم میں ہے۔ اسے پہلے ہی باتھ روم سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ سنائی دی تھی اسنے جیب سے ڈکٹافون والی ڈبیہ نکالی پھر تار کھول کر ڈکٹافون کا ایک سرا روفی والے باتھ روم میں دیوار کے اوپر لٹکایا اور دوسرا کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ڈی ایم سے بات کراؤ" خاور نے روفی کی آواز سنی۔ وہ ٹرانسمیٹر پر اپنے باس سے بات کر رہا تھا۔

"باس بے حد مصروف ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔ کوئی خاص

بات ہے تو مجھے تبلا دو رمیزال میں باس کے فارغ ہونے پر اسے تبلا دونگا۔
" نہیں باس سے بات کرنی ہے " روفی یار رمیزال نے کہا تم باس سے
صرف یہ کہہ دو کہ میری کال ہے "
" انتظار کرو " دوسری جانب سے کہا گیا اور خاموشی چھا گئی
پھر چند لمحے بعد ہی خاور نے دوسری جانب والے کی آواز سنی تھی۔
" رمیزال ۔؟ وہ اسے پکار رہا تھا۔
" ہاں لائن پر ہوں کہو کیا رہا ۔؟ رمیزال نے کہا۔
" باس ایک منٹ بعد بات کرے گا "
" میں انتظار کر رہا ہوں " رمیزال یار روفی نے کہا۔
" تم شاید کسی خاص مشن پر تھے " دوسری جانب سے کہا گیا۔
" ہاں " رمیزال نے کہا۔
" کیا رہا ۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔
" تمہارا کیا خیال ہے ۔؟ رمیزال نے جواباً پوچھا۔
" کامیابی " دوسری جانب سے کہا گیا۔ آج تک تم ناکام نہیں
ہوتے لہذا اب بھی سو فیصدی کامیابی حاصل کی ہوگی "
" تمہارا خیال ٹھیک ہے " رمیزال یار روفی نے کہا۔
" تمہیں شاید اظہر اقبال پر لگایا گیا تھا ۔؟
" ہاں " رمیزال نے کہا۔ تمہیں کیسے علم ہوا ۔؟
" باس نے بتایا تھا " دوسری جانب سے کہا گیا۔ اور اس لئے بتایا

تھا تاکہ اسکی غیر موجودگی میں تم یا دوسرے کال کریں تو میں ان کو انکے کام کے سلسلے میں مناسب ہدایت دے کر گائیڈ کر سکوں "

"اوہ" ریمزال کے منہ سے نکلا۔

"تمہیں حیرت ہے۔؟ دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"ہاں اور وہ اس لئے کہ ڈی ایم کبھی ایک کا معاملہ دوسرے کے علم میں نہیں لاتا مگر اسبار اسکی خلاف ورزی ہو رہی ہے "

"ہاں اور اسکی وجہ جانتے ہو کیا ہے۔؟

"نہیں" ریمزال نے نفی میں جواب دیا تھا۔

" ڈی ایم یعنی باس کے پاس یہاں آدمی کم ہیں "

" اوہ" ریمزال کے منہ سے نکلا۔ کیا صبح کی فلائٹ سے ہمارے جو ساتھی آنے والے تھے وہ نہیں آئے۔؟

"نہیں" دوسری جانب سے کہا گیا۔ ویسے اگر آئے ہونگے بھی تو اس کا علم ڈی ایم کو ہوگا ہمیں ابھی کوئی اطلاع نہیں ملی "

" ہونہہ" ریمزال نے ہنکارہ بھرا تھا۔

" ایک بات بتاؤ" دوسری جانب سے کہا گیا۔

" وہ کیا۔؟ ریمزال نے پوچھا۔

" کیا اسے آفس ہی میں ٹھکانے لگایا گیا ہے۔؟

" ہاں وہ آفس ہی میں مرا ہے "

" اور " وہ " کہاں ہے۔؟ دوسری جانب سے وہ پر زور دیکر پوچھا

گیا تھا جو خاور نہیں سمجھ سکا۔

"وہ اسکے گھر پر ہے۔ کیوں۔؟

" اسے واپس منگانا ہوگا نا"

"ہاں اور وہ مجھے ہی واپس لانی تھی مگر۔۔۔۔۔"

"مگر کیا" ریمزال یا روفی کے چپ ہو جانے پر پوچھا گیا۔

"وہ احمق اس سے ڈوز لیتے ہی دفتر چلا آیا تھا اور دفتر پہونچ کر مر گیا احمق کا بچہ"

"یہ تو بات۔۔۔" دوسری جانب سے کہا گیا مگر پھر جملہ ادھورا رہ گیا اور ایک لمحے بعد کہا گیا۔ باس سے بات کرو"

"ریمزال" ایک لمحے بعد ہی ایک باریک آواز خاور نے سنی۔

"یس باس" ریمزال یا روفی نے جلدی سے کہا۔

"کیا رہا۔؟ باریک آواز نے پوچھا۔

"کامیابی باس" روفی یا ریمزال نے کہا۔ مگر یہ کامیابی پروگرام کے مطابق نہیں ہو سکی ہے"

"وہ کیوں۔؟ باریک آواز نے پوچھا۔

"وہ احمق ڈوز لینے کے بعد گھر رکنے کے بجائے آفس چلا آیا تھا"

"اوہ"

"اور آفس پہونچنے کے چند منٹ بعد وہ مر گیا"

"تم نے اسے گھر پر روکنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔؟

"کی تھی باس مگر اسنے مجھے جھڑک دیا تھا۔"

"مگر یہ اچھا نہیں ہوا۔"

"یس باس۔" روفی یا رمیز ال نے کہا۔

"اب وہ چیز وہاں سے لانا مشکل ہو جائے گا۔"

"یس باس۔" روفی نے کہا۔

"تم کہاں سے بات کر رہے ہو۔؟"

"ایک ریستوران سے۔"

"ریستوران سے کیوں۔؟" باریک آواز نے پوچھا۔ کیا تم دفتر سے باہر آ گئے ہو یا اور کوئی بات ہے۔؟

"سکریٹری خارجہ نے مجھے چھٹی دے دی ہے۔"

"کیوں۔؟" باریک آواز نے پوچھا۔

"اسلئے کہ میں آرام کر سکوں کل سے مجھے سپرنٹنڈنٹ ایاز کے ساتھ ڈیوٹی دینی ہو گی۔" روفی نے بتایا۔

"ہونہہ۔" باریک آواز نے کہا۔ لاش لے جائی گئی یا نہیں۔؟

"لے جائی جا چکی ہے باس۔"

"انکوائری کس نے کی ہے۔؟"

"علاقہ پولیس نے۔" روفی نے کہا۔ ویسے سکریٹری خارجہ کے ساتھ ایک احمق سا نوجوان بھی موجود تھا اور اسنے لاش کا کمرہ بند کر کے معائنہ بھی کیا تھا اور لاش اٹھائے جانے تک وہاں موجود رہا ہے۔"

"اس کا حلیہ دوہراؤ" باریک آواز نے کہا۔

"حلیہ" روفی نے کہا پھر اسنے جو حلیہ دوہرایا وہ سو فیصدی عمران ہی کا تھا۔ خاور نے معنی خیز انداز میں سر ہلایا تھا۔

"اس آدمی سے بچ کر رہنا رمیزال" دوسری جانب سے کہا گیا۔ یہ ایک بے حد خطرناک اور چالاک آدمی ہے"۔

"کون ہے باس یہ۔؟" رمیزال نے پوچھا۔

"تم لوگوں کو یہاں کسی سے محتاط رہنے کے لئے کہا گیا تھا۔؟

"یس باس" رمیزال نے کہا۔ تو کیا یہ وہی ہے۔؟

"ہاں یہ ان میں سے ایک ہے جن سے محتاط رہنے کے لئے کہا گیا تھا۔ باریک آواز نے کہا۔ اس آدمی کا نام علی عمران ہے"

"علی عمران" رمیزال نے دوہرایا۔ یعنی سی آئی بی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان کا بیٹا ہے یہ باس۔؟

"ہاں وہی اس سے بچ کر رہنا ہے" باریک آواز نے کہا۔ عمران نے تم سے کچھ.... پوچھ گچھ بھی کی ہے۔؟

"نو باس" رمیزال نے نفی میں جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے محتاط رہو اور کوئی بھی بات ہو فوراً مطلع کرو"

"رائیٹ باس۔

"اب اظہر اقبال کے گھر سے وہ حاصل کر کے بلیک ویمن کو پہونچا دو تاکہ اسے ٹھکانے لگایا جا سکے"۔

"وہ چیز میں آج حاصل کر لوں گا باس"

"وہ چیز حاصل کر کے بلیک ووڈمن کو پہونچانے کے بعد اگلے حکم تک تمہاری چھٹی ہوگی" باریک آواز نے کہا۔

"یس باس" روفی یا رینزال کی آواز خاور نے سنی اسکے ساتھ ہی ٹک کی آواز آئی اس کا مطلب یہ تھا کہ دوسری جانب سے رابطہ منقطع کر دیا گیا ہے ایک لمحے بعد ہی اسکی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔

کیونکہ خاور نے دوسری ٹک کی آواز سنی یہ روفی کے ٹرانسمیٹر آف کرنے کی آواز تھی پھر بیسن میں پانی گرنے کی آواز سنائی دی اور خاور نے ڈکٹافون کا تار سمیٹ کر ڈبیہ میں رکھا اور بے آواز دروازہ کھول کر باہر نکلا پھر اسی طرح دروازہ بند کیا اور ہال کی جانب بڑھنے لگا۔

ہال میں ایک میز پر بیٹھ کر وہ روفی کا انتظار کرنے لگا۔ پانچ منٹ بعد روفی نظر آیا تھا وہ خاور کے قریب کی ایک میز پر بیٹھا اور ویٹر کو لنچ کے لئے آرڈر نوٹ کروانے لگا۔

/

جعفری کی کوٹھی میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اسکی موت پر تعزیت کرنے والے افراد جا چکے تھے اور چوکیدار نے گیٹ بند کر دیا تھا۔

لیکن وہ اس سے بے خبر تھا کہ دو آدمی کراٹا کی باڑھ کی آڑ میں بیٹھے ہوئے اسے دیکھ رہے ہیں یہ دو افراد تعزیت کرنے والوں کے ساتھ ہی یہاں آئے تھے اور واپسی میں کراٹا کی باڑھ کے عقب میں سرک گئے تھے یہ باڑھ چہار دیواری سے صرف ایک فٹ کے فاصلے پر لگی ہوئی تھی۔

اور اس کے ساتھ ہی لگی ہوئی عمارت کے عقبی حصے تک چلی گئی تھی مگر ان دونوں کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ اندر جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے انکی نگاہیں چوکیدار پر تھیں جو گیٹ بند کرنے کے بعد اب برآمدے کے پاس کھڑا سگریٹ سلگا رہا تھا۔

"یہ گدھا تو جم ہی گیا ہے" ان میں سے ایک بڑبڑایا۔

"ہاں" دوسرے نے کہا۔ اگر یہ یہاں سے نہیں ہٹا تو پریشانی پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ ہمیں زیادہ دیر یہاں رکنے کی اجازت نہیں"

"مگر کیا کریں۔؟" پہلے نے کہا۔ یہ تو کھسک ہی نہیں رہا"

"میرا خیال ہے" دوسرے نے کہا۔ یہ اسی جگہ کھڑا رہے گا یا پھر گیٹ پر اسٹول ڈال کر بیٹھ جائے گا"

"لگتا ایسا ہی ہے مگر" پہلے نے کہا۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارے لئے بہت بڑی دشواری اٹھ کھڑی ہوگی"

"یقیناً" دوسرے نے کہا۔

"پھر" پہلے نے کہا۔ کیا کیا جائے۔؟

"اسے یہاں سے ہٹانے کی کوئی ترکیب" دوسرے نے کہا۔

"ترکیب یہی ہو سکتی ہے کہ اسے گولی ماردی جائے۔؟

"نہیں" دوسرے نے کہا۔ ایسا کیا تو نیا ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوگا"

"ہونے دو ہمارا کیا جائے گا" پہلے نے کہا۔

"کوئی اور ترکیب سوچو" دوسرے نے کہا۔ ایسا کیوں نہ کریں کہ اسے کسی اور جانب متوجہ کر دیں"

"وہ کیسے۔؟ پہلے نے پوچھا۔

"بہت آسانی سے" دوسرے نے کہا۔ پتھر پھینک کر اسے۔۔"

"پرانی ترکیب ہے" پہلا بات کاٹ کر بولا۔ مگر چل سکتی ہے اور ممکن ہے کارآمد بھی ہو جائے"

"پھر۔؟ دوسرا بولا۔ پتھر پھینکوں۔؟

"پہلے یہ بتاؤ کہ چیز کہاں پر ہے۔؟

"برآمدے میں" دوسرے نے کہا۔

"تمہیں یقین ہے۔؟ پہلے نے پوچھا۔

"کیوں کیا باہر آتے ہوئے تم نے اسے برآمدے میں لٹکا ہوا نہیں دیکھا۔؟

"نہیں" پہلے نے کہا۔ اس وقت میری توجہ اس گارڈ کی جانب تھی جو مجھے بہت بری طرح گھور رہا تھا۔"

"اوہ" دوسرے کے منہ سے نکلا پھر وہ بولا۔ بے فکر رہو وہ برآمدے میں موجود ہے میں اسے دیکھ چکا ہوں۔"

"ٹھیک ہے پھر" پہلے نے کہا۔ پتھر تلاش کرو"

"رائیٹ" دوسرے نے کہا پھر جھک کر کیاری سے ایک پتھر اٹھایا اور پھر اسے دوسری جانب پھینکنا ہی چاہتا تھا کہ چونک پڑا۔ چوکیدار سگریٹ کے کش لیتا ہوا دوسری جانب جا رہا تھا۔

"اب پتھر پھینکنے کی ضرورت نہیں رہی" پہلے نے کہا۔

"ہاں" دوسرے نے جواب دیا۔

دونوں کی نگاہیں چوکیدار پر لگی ہوئی تھیں جو اب دوسری جانب سے عمارت کے عقبی رخ کی جانب جا رہا تھا پھر وہ مڑ کر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا ایک لمحے بعد وہ دونوں کراٹا کی باڑھ کے عقب سے نکلے اور تیزی سے برآمدے کی جانب بڑھنے لگے۔

برآمدہ چڑھ کر وہ لابی میں پہونچے اور پھر ان کی نگاہیں اس طوطے کے پنجرے پر جم گئیں جو لابی میں ایک تار سے لٹکا ہوا تھا۔ وہ پنجرے کے پاس جا پہونچے مگر پنجرہ انکی پہونچ سے دور تھا وہ انکے ہاتھوں کی اونچائی سے دو فٹ اونچا تھا۔

"جلدی کرو" ان میں سے ایک نے فرش پر بیٹھتے ہوئے کہا دوسرا پھرتی سے اس کی کمر پر چڑھ گیا اور بیٹھا ہوا فرد آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا پھر وہ نصف دھڑ سے رکوع کے انداز میں اٹھ گیا جبکہ اسکی کمر پر موجود اسکا ساتھی سیدھا کھڑا ہوا تھا۔

اب اسکے ہاتھ پنجرے تک پہونچ چکے تھے اسنے تار کے بل کھول کر پنجرہ اس سے الگ کیا اور اپنے ساتھی کی کمر سے نیچے کود گیا۔

پنجرہ اسکے ہاتھ میں تھا دوسرے نے پھرتی سے اپنے لباس کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پلاسٹک کا ایک کور برآمد کیا پھر اس کی زپ کھولی اور پنجرہ اس میں رکھ کر زپ لگائی اور اسے لے کر برآمدے کی سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگے پھر وہ سیڑھیاں اترے ہی تھے کہ چونک پڑے۔

"اے کون ہو تم۔؟" ایک کرخت آواز نے انھیں ٹوکا تھا انھوں نے پلٹ کر آواز کی سمت دیکھا۔

وہ وہی چوکیدار تھا جس نے گیٹ بند کیا تھا پھر سگریٹ پیتا ہوا عمارت کے عقبی حصّے کی طرف چلا گیا تھا اور ان کو برآمدے میں داخل ہونے کا موقع ملا تھا لیکن وہ اب پھر ان کے سامنے تھا۔

"اپنی جگہ کھڑے رہو ورنہ گولی مار دونگا۔" ان میں سے ایک نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"چور... چور... چور..." چوکیدار نے چلاتے ہوئے تیزی سے عمارت کے عقب کی جانب دوڑ لگائی تھی۔

"اسے خاموش کر دو ورنہ یہ مصیبت کھڑی کر دے گا۔" دوسرے نے ہیجانی لہجے میں اپنے ساتھی سے کہا۔

"بالکل۔" اسکے ساتھی نے کہا پھر اسنے بھاگتے ہوئے چوکیدار کا نشانہ لیا اور ٹریگر دبا دیا سٹ کی ہلکی سی آواز ہوئی اور چوکیدار لڑکھڑا کر گرتا چلا گیا وہ گیٹ کی جانب دوڑے تھے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں پنجرہ تھا اور دوسرے نے ریوالور سنبھال رکھا تھا۔

وہ گیٹ تک ہی پہونچے ہونگے کہ فضا میں فائر کی آواز ابھری اور ریوالور والا چیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔ گولی اسکی ران میں لگی تھی وہ اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا گیٹ کی جانب بڑھنے لگا۔

اسکے ساتھی نے اسے سہارا دے رکھا تھا جبکہ ریوالور اسکے ساتھی کے ہاتھ میں نہیں رہا تھا گیٹ پر پہونچنے سے قبل ہی دوسرا فائر ہوا اور ران پر گولی کھانے والا ایک کربہتہ چیخ مار کر اچھلا اور فرش پر گر کر ساکت ہو گیا اسکے سینے سے خون کی دھار نکل رہی تھی۔

پنجرہ سنبھالنے والے نے تیزی سے ریوالور نکالا اور اس سمت، پے در پے کئی فائر جھونک مارے جسطرف سے گولیاں چلاکر اسکے ساتھی کو ختم کیا گیا تھا۔ پھر اسنے ایک جست لگائی اور گیٹ کے قریب جا پہونچا پھر پلٹا اور اسی پلٹنے نے اسکی جان بچائی تھی۔

کیونکہ تیسری گولی نے ٹھیک اس جگہ گیٹ میں سوراخ کیا تھا کہ جہاں وہ پلٹنے سے پہلے کھڑا تھا اس بار اسنے گولی چلانے والے کی ہلکی سی جھلک دیکھ لی تھی وہ ایک گارڈ تھا جو عمارت کی اوپری بالکنی سے ان پر فائر کر رہا تھا تیسرے فائر کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گیا تھا۔

اسنے تیزی سے گیٹ کا ذیلی دروازہ کھولا پھر پھرتی سے پیچھے ہٹ گیا نہ صرف ہٹ گیا بلکہ اسنے بالکنی کی جانب ایک فائر بھی جھونک مارا تھا کیونکہ جیسے ہی اسنے ذیلی دروازہ کھولا تھا گارڈ نے اس پر فائر کر دیا تھا مگر وہ اپنے اندازے کی وجہ سے بچ نکلا۔

گارڈ کے نگاہوں سے اُچھل ہوتے ہی اسنے اندازہ لگالیا تھا کہ جیسے ہی وہ پیٹھ موڑے گا گارڈ اس پر فائر کریگا اسی لئے اسنے دروازہ کھولتے ہی پیچھے ہٹ کر بالکنی کی جانب فائر جھونک مارا تھا۔

اس سے اُسے دو فائدے ہوتے تھے وہ اپنے حریف کی گولی سے بچ نکلا تھا اور اسکے فائر کرنے کی وجہ سے گارڈ کو چھپنا پڑا تھا اسنے فوراً ہی کھلے ہوئے ذیلی دروازے سے باہر جست لگادی۔

دروازے سے نکلتے ہی پے در پے دو فائر ہوئے تھے وہ اٹھا پھر پنجرہ اٹھا کر اس کار کی جانب دوڑ پڑا جو اسکا تیسرا ساتھی لئے کھڑا تھا مگر اسے چند ہی قدم جانا نصیب ہوا تھا۔

گارڈ کی چلائی ہوئی ساتویں گولی نے اسکا بھیجا اڑا دیا تھا وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرا اور کئی قدم تک لڑھکتا چلا گیا پنجرہ اسکے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا تھا مگر اب وہ اسکی فکر سے دور ہو چکا تھا۔

دفعتاً گاڑی کا دروازہ کھلا اور انکا تیسرا ساتھی برآمد ہوا وہ بڑی تیزی سے پنجرے تک پہونچا تھا پھر اسنے پنجرہ اٹھانا ہی چاہا تھا کہ گولی پنجرے کے قریب سڑک سے ٹکرائی اور وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا پھر وہ ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور سنبھال کر مڑا۔

اور بالکنی کی جانب دیکھنے لگا جہاں دیواری کے پاس لگے ہوئے پیڑوں کی وجہ سے وہ گارڈ کو نظر نہیں آرہا تھا جبکہ گارڈ کا سر اسے دکھائی دے رہا تھا وہ پھر پنجرے کی جانب بڑھا۔

مگر اس بار پھر گولی نے اس کا استقبال کیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ گارڈ کو نیچرہ نظر آرہا تھا اور وہ اس پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ وہ مڑا اور اس جگہ آگیا جہاں سے گارڈ اسے صاف نظر آرہا تھا۔

اسنے نشانہ لیا اور ٹریگر دبا دیا۔ فوراً ہی ایک تیز چیخ فضا میں لہرائی اور وہ مطمئن انداز میں سر ہلاتا ہوا دوڑا اور نیچرہ اٹھا کر اپنی گاڑی کی طرف جھپٹا پھر اسنے نیچرہ عقبی سیٹ پر ڈالا اور اسٹیرنگ پہ بیٹھ کر گاڑی کو ایک جھٹکے سے حرکت میں لے آیا۔

اسکی گاڑی کے آگے بڑھتے ہی آس پاس کی کوٹھیوں میں رہنے والے چیختے چلاتے باہر نکلنے لگے تھے۔

/

عمران نے رات ہی صفدر کی کال بہ حیثیت ایکسٹو وصول کرلی تھی صفدر کی رپورٹ کے مطابق اسنے شلما کا پتہ چلا لیا تھا لیکن جب وہ بنگلے میں داخل ہوا تو وہ لوگ وہاں سے نکل چکے تھے۔

پھر صفدر نے اس لنگڑے کے کا تعاقب کیا تھا جو بنگلے کو لاک کر کے وہاں سے روانہ ہوا تھا تعاقب کا سلسلہ وہاں سے چند میل دور گرین کالونی کے ایک بنگلے پر ختم ہوا تھا۔

عمران نے اسے بنگلے کے بارے میں معلومات اور اسکی نگرانی کا حکم دے دیا تھا ادھر شلما صفدر کے تلاش کرتے ہوئے بنگلے سے نکل کر واپس ہوٹل ریڈ اسٹار ہی پہونچی تھی اسکے ساتھ تینوں غیر ملکی بھی تھے یہ رپورٹ نعمانی نے دی تھی اور عمران کو اس پر حیرت تھی۔

ادھر خاور نے بھی رپورٹ دی تھی کہ روفی جسکا اصل نام ریمزال ہے نے کسی ڈی ایم کو رپورٹ دی تھی اور اسنے ریمزال کو ہدایت کی تھی کہ وہ اظہر اقبال کی کوٹھی سے وہ چیز واپس لے آئے۔

وہ چیز کی وضاحت نہیں تھی اور ریمزال کی خاور کی بتائی ہوئی گفتگو سے اندازہ ہوتا تھا کہ اظہر اقبال کو اپنی رہائش گاہ پر ہی مرنا تھا اور اس نے دفتر میں جان دے کر مجرموں کے پروگرام میں خلل ڈالا تھا اور اس طرح انھیں کچھ مشکلات کا سامنا تھا۔

اسنے خاور کو ہدایت کی تھی کہ وہ روفی کی نگرانی کرتا رہے اور اس چیز کا پتہ لگائے جو وہ اظہر اقبال کی رہائش گاہ سے اڑانا چاہتا تھا ظاہر ہے وہ جو بھی چیز تھی وہ اظہر اقبال کے گھر والوں سے مانگ کر تو نہیں لے سکتا تھا اگر ایسا ہوتا تو وہ مشکل پیش آنے کا اظہار نہ کرتا۔

ساتھ ہی یہ ہدایت بھی دی تھی کہ وہ بلیک وومن کا بھی پتہ لگائے کہ جسے روفی کو وہ چیز پہونچانی تھی۔

بلیک وومن کے نام پر بجلی کی طرح اسکے ذہن میں اس افریقی عورت شلما کا نام ابھرا تھا جسکی نگرانی صفدر نے کی تھی۔

کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ ڈی ایم نے شلما ہی کو بلیک وومن کہا ہو اپنی کالی رنگت کی وجہ سے یہ نام اس پر فٹ بیٹھتا تھا۔ یہی سوچ کر اسنے نعمانی کو شلما کے بارے میں مزید ہدایت دی تھیں۔

پھر خود فیاض کی جانب چل پڑا تھا وہ جعفری کے گھر جاکر اس طوطے کو دیکھنا چاہتا تھا جس کے پر جعفری کی مٹھی میں پائے گئے تھے آخر وہ پر اس کی مٹھی میں کیوں تھے۔؟

فیاض اپنے دفتر ہی میں موجود تھا اسے دیکھ کر اسنے بُرا سا منہ بنایا تھا پھر اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"کیوں آئے ہو یہاں۔؟

"تمہارا رشتہ لے کر آیا ہوں" بے ساختہ عمران کے منہ سے نکلا تھا۔ اسکے ساتھ ہی اسکے چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برسنے لگے تھے عمران کے جملے پر فیاض کی سکریٹری کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی، جبکہ فیاض کا چہرہ مارے غصّے کے سرخ ہوگیا تھا۔

"کیا بکواس ہے یہ" وہ غرا کر بولا تھا۔

"اسے بکواس نہیں رشتہ کہتے ہیں سوپر"

"عمران" فیاض غصیلے لہجے میں بولا۔

"جانِ عمران" عمران اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ ایسا رشتہ تمہارے لئے لایا ہوں کہ بس پھڑک جاؤ گے سن کر"

"بکومت" وہ غرایا۔

"بک نہیں رہا سوپر" عمران نے کہا۔ بلکہ صحیح کہہ رہا ہوں"

"چلے جاؤ یہاں سے" فیاض کا غصہ بڑھ رہا تھا۔

"پہلے رشتے کی بات" عمران نے کہا۔ وہ بے چاری رات ہی سے تمہارے لئے بیقرار ہے کروٹیں بدل کر رات گذاری ہے"

"کیا۔؟ فیاض چونکا۔

"ہاں اور کیا" عمران نے کہا۔ جب سے اُسنے تمہیں دیکھا ہے ہزار جان سے تم پر عاشق ہو گئی ہے"

"خدا کے لئے عمران" فیاض نے کہنا چاہا۔

"خدا کے لئے نہیں بلکہ شلما کے لئے کہو"

"کیا۔؟ فیاض چونکا۔ کیا کہا تم نے شلما۔؟

"دیکھا" عمران نے کہا۔ میں نا کہتا تھا کہ نام سن کر پھڑک اٹھو گے"

"سنجیدگی عمران سنجیدگی" فیاض نے کہا اسکے چہرے کے تاثرات یک لخت ہی بدل گئے تھے اور اب وہ سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"عمران کبھی رنجیدہ نہیں ہو سکتا سوپر"

"رنجیدہ نہیں سنجیدہ" فیاض نے کہا۔ جانتے ہو شلما نے آج صبح علاقے کے تھانے میں کیا رپورٹ درج کرائی ہے"

"یہی کرائی ہوگی کہ ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ عرف کیپٹن اس کا دل چُرا کر لے بھاگا ہے"

"اسکی رپورٹ کے مطابق گذشتہ رات جب وہ ایک دعوت میں جا رہی

تھی تو دو کانسٹیبلوں نے اسے روک لیا تھا اور پھر اس سے نقد رقم اور زیورات چھین لینے کے بعد جانے کی اجازت دی تھی۔"

"اچھا" عمران نے سر ہلایا۔

"ہاں اور ساتھ ہی دونوں کانسٹیبلوں نے اسے دھمکی دی تھی کہ اگر وہ پولیس کے پاس گئی تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔"

"پھر تو سوپر تمہیں اس سے فوراً ہی وہ کر لینی چاہئیے... وہ یعنی کہ وہ..." عمران الجھنے والے انداز میں بولا۔

"میں پریشان ہوں عمران۔" فیاض نے بے بسی سے کہا وہ واقعی پریشان نظر آ رہا تھا مگر عمران پر اسکا کیا اثر ہوتا۔ وہ تو اپنی ہی دھن میں کہے جا رہا تھا۔

"پریشانی کا حل شلما سے وہ یعنی..." عمران اٹکتے ہوئے بولا۔ "اے تم خود ہی سمجھ جاؤ نا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔"

"خاک کہہ رہے ہو۔" فیاض جل کر بولا۔ بجائے اسکے کہ دوست ہونے کے ناطے تم مجھے سپورٹ کرتے الٹا میری جان جلا رہے ہو۔ اچھے دوست ہو تم میرے واہ۔"

"ہوئے دوست ہم جسکے اسکا آسمان دوست کیوں نا ہو۔" عمران نے شعر کی ٹانگ توڑتے ہوئے کہا۔

"بس ختم کرو اس بکواس کو۔" فیاض پیچ و تاب کھاتا ہوا بولا۔ مگر عمران کب اسے خاطر میں لاتا۔

"تو پھر چل رہے ہو شلما سے وہ کرنے۔ اے وہی" عمران وہی پر زور دے کر بولا... وہی جو کورٹ میں جا کر کی جاتی ہے"

"اب تم یہاں سے چلے ہی جاؤ تو بہتر ہے" فیاض نے کہا۔ کم از کم اس طرح میرا خون تو نہیں کھولے گا"

"اچھا جان جگر دل پھیپھڑے سمیت میں تمہارے ساتھ ہوں بولو کیا کرنا ہے کس کی مٹی پامر وٹرتی ہے"

"شلما" فیاض نے کہا۔ کیا اسنے رات کا جو واقعہ رپورٹ کی صورت میں درج کرایا ہے کیا وہ صحیح ہو سکتا ہے۔؟

"شاید صحیح ہو" عمران نے کہا۔ تمہیں اس پر شک اگر ہے تو کیوں ہے اسکی وضاحت کرو"

"میں نے آج تک اسکے جسم پر کوئی زیور نہیں دیکھا" فیاض نے کہا۔ جبکہ اسنے رپورٹ میں زیورات کا حوالہ بھی دیا ہے کہ دونوں کانسٹیبلوں نے زیور بھی اتروالئے تھے"

"زیورات کی تفصیل معلوم کی۔؟

"ہاں اور وہ ایف آئی آر میں درج ہے"

"ٹھیک ہے اس سے پوچھو کہ زیورات اس نے کس سے خریدے تھے ان کی رسیدیں کہاں ہیں"

"کیا مطلب۔؟ فیاض چونکا۔

"اگر اس کے پاس زیورات تھے تو وہ اسنے یہاں پر ہی خریدے

ہونگے اور اس کے پاس انکی رسید بھی ہوگی۔"

"یہ ضروری تو نہیں کہ اسنے زیورات یہاں پر ہی خریدے ہوں ممکن ہے وہ انہیں تنزانیہ سے ساتھ لائی ہو۔؟

"ایسی صورت میں اسکے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات میں انکا اندراج ضرور ہوگا سوپر۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" فیاض نے کہا۔ لیکن اس سے یہ بات بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ تم اسکی رپورٹ کو جھوٹا سمجھ رہے ہو اگر ایسا ہے تو اسکی کوئی وجہ ضرور ہوگی۔"

"وجہ ہے۔" عمران نے کہا۔ اور وہ وجہ اس وقت ظاہر ہوگی کہ جب تم شلما کے پاس چلو گے۔"

"اسکی رہائش گاہ میرے علم میں نہیں ہے۔"

"اسنے ایف آئی آر میں تو پتہ لکھوایا ہوگا نا۔؟

"وہ تو لا آمی ہے۔" فیاض نے کہا پھر فون کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا میں معلوم کر لیتا ہوں۔"

"رہنے دو مجھے اسکا پتہ معلوم ہے۔" عمران نے کہا۔ وہ ریڈ اسٹار کے روم نمبر ایک سو دس میں ٹھہری ہوئی ہے۔"

"اوہ۔" فیاض کے منہ سے نکلا۔ گویا تم پہلے ہی سے اس کیس میں دلچسپی لے رہے ہو کیوں۔؟

"نہیں۔" عمران نے کہا۔ میں نے اسے پہلی مرتبہ تمہارے سامنے

ہی دیکھا تھا نام بھی بعد میں معلوم ہوا ہے۔"

"اب اگر میں ذریعہ معلومات پوچھوں گا تو تم ہرگز ہرگز نہیں بتاؤ گے کیوں۔؟" فیاض نے کہا۔

"فضول باتوں سے بہتر یہ ہو گا کہ تم شلما سے چل کر وہ کچھ معلوم کرو جو میں نے تمہیں ابھی بتایا ہے۔"

"یہ ضروری ہے کیا۔؟"

"ضروری تو یہ بھی نہیں ہے کہ جعفری کی موت کا میرا مطلب یہ ہے کہ اسکے قتل کا سراغ لگایا جائے۔"

"کیا۔؟" فیاض نے کہا "تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ جعفری کو قتل کیا گیا ہے۔"

"بس اندازہ ہے۔" عمران نے کہا۔ "ہاں تو چل رہے ہو شلما کے پاس۔؟"

"نہیں۔" فیاض نے کہا۔ "اسکے پاس جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ کسی مضبوطی کی بنا پر ہی اسنے رپورٹ میں زیورات کے بارے میں لکھوایا ہے ورنہ وہ احمق نہیں ہے جو انکا تذکرہ کرتی۔"

"ہونہہ۔" عمران نے ہنکارہ بھرا اور کچھ سوچنے لگا۔

"کہاں گم ہو۔؟" فیاض نے پوچھا۔

"وہاں جہاں اپنی خبر نہیں رہتی۔" عمران نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"اس کیس میں میرے ساتھ کام کرو گے۔؟" فیاض نے کہا۔ ساتھ ہی کنکھیوں سے اپنی سکریٹری کی جانب بھی دیکھا تھا۔ اسنے سکریٹری کی وجہ ہی سے عمران سے یہ جملہ کہا تھا۔

"موڈ نہیں بن رہا سویٹ" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹھو نا" فیاض نے کہا۔ ناراض ہو گئے۔؟

"نہیں" عمران نے سر ہلایا۔

"چلو میں تیار ہوں" فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ مگر یہ لکھ لو کہ وہ زیورات کے بارے میں"

"پرواہ مت کرو۔ عمران نے کہا۔ وہ تم جیسا ہز ہینڈ پاکر زیورات کو اس طرح بھول جائے گی جیسے تم اپنی سکریٹریوں کو بھول جاتے ہو"

"کیا۔؟ فیاض خونخوار لہجے میں بولا۔ پھر سے کہنا"

"شامت آجاتی ہے دوبارہ کہنے سے" عمران نے کہا اور سکریٹری کو دیکھنے لگا جس کی ہنسی کی آواز نے فیاض کو ادر تیا دیا تھا۔

"بہتر ہے کہ تم چلے ہی جاؤ" فیاض جھلا کر بولا۔

"گڈ۔ اچھا ٹاٹا" عمران نے کہا اور دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا پھر وہ دروازے پر بھی نہیں رکا تھا۔

/

لنچ کرنے کے بعد بھی روفی یا ریزال وہاں سے نہیں اٹھا تھا وہ کافی کے گھونٹ حلق سے اتارتا رہا اس کے طور طریقوں پر خاور کی نگاہ تھی۔

اور وہ اس بات کا اندازہ لگا چکا تھا کہ روفی جیراسی گمریڈ کا آدمی نہیں ہے اسکی ہر حرکت یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اونچی سوسائٹی کا فرد ہے۔ خاور نے بھی اپنے لئے چائے منگالی تھی البتہ ایک احتیاط اس نے یہ کی تھی کہ بل پیشگی ادا کر دیا تھا تاکہ ایکدم اٹھنے میں دشواری نہ ہو۔

کافی ختم کر کے روفی نے سگریٹ سلگا لیا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے یا تو اُسے کسی کا انتظار ہے یا پھر وہ وقت گذار رہا ہے۔ خاور کے ذہن میں اس خدشے نے بھی سر ابھارا تھا کہ کہیں روفی کو یہ شبہ تو نہیں ہو گیا کہ وہ اس کا وزارتِ خارجہ کے آفس سے ہی تعاقب کر رہا ہے۔؟

لیکن پھر اسنے خود ہی اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا تھا اور وہ اس لئے کہ اسنے جس طرح سے روفی کا تعاقب کیا تھا وہ ایسا نہیں تھا کہ روفی کو تعاقب کا ہلکا سا بھی شبہ ہوتا۔

پھر دو بجے روفی وہاں سے اٹھا تھا باہر نکل کر اسنے اپنی موٹر سائیکل سنبھالی تھی خاور بھی موٹر سائیکل کی جانب جھپٹا تھا تعاقب ایک مرتبہ پھر شروع ہو گیا تھا خاور کا ذہن اسی ادھیڑ بن میں لگا ہوا تھا کہ روفی ہی اظہر اقبال کی موت کا ذمے دار ہے۔؟

یا وہ ذمے دار ہے جس کو روفی نے کال کی تھی۔؟ ڈی ایم کے لفظ بھی اسکے ذہن میں گونج رہے تھے یقیناً یہ کسی نام کا مخفف تھا وہ نام کیا تھا۔؟ ڈی ایم سے متعدد نام بن سکتے تھے۔ اسکے علاوہ بلیک ووٹن بھی اسکے ذہن میں تھی یہ بلیک ووٹن کون ہے۔؟

وہ سوچتا رہا اور تعاقب کرتا رہا اسنے چائے پینے سے پہلے باتھ روم جا کر ایکسٹو کو ابتک کی رپورٹ دیدی تھی اور اسے بدستور نگرانی کرتے رہنے اور جو چیز روفی اظہر اقبال کی رہائش گاہ سے حاصل کرنا چاہتا تھا اس کا پتہ لگانے کی ہدایت ایکسٹو نے دی تھی۔

اسبار تعاقب کا اختتام اظہر اقبال کی کوٹھی سے دو بلاک پہلے ہوا تھا روفی موٹر سائیکل ایک بنگلے کے سامنے روک کر پیدل ہی آگے بڑھنے لگا تھا خاور نے بھی موٹر سائیکل چار بلاک پہلے ایک جگہہ درخت کی آڑ میں کھڑی کی اور پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔

وزارت خارجہ کا آفیسر ہونے کی وجہ سے وہ اظہر اقبال کی رہائش گاہ سے واقف تھا روفی نے گیٹ پر پہونچ کر دستک دی تھی ایک لمحے بعد دروازہ کھلا اور روفی اندر داخل ہوگیا۔ خاور تیزی سے آگے بڑھا اور ابھی وہ گیٹ تک بھی نہیں پہونچا تھا کہ ایک کار وہاں آکر رک گئی۔

پھر اس میں سے دو مرد اور ایک عورت اترے اور کار آگے بڑھ گئی ان میں سے ایک نے بیل کا بٹن دبایا تھا۔ خاور آگے بڑھ کر ان کے پاس ہی کھڑا ہوگیا تھا چند لمحے بعد دروازہ کھلا اور ان لوگوں کے ساتھ ہی وہ بھی اندر داخل ہوگیا۔

برآمدے میں پہونچ کر اسے چونکنا پڑا تھا یہاں اسے باوردی پولیس کانسٹیبل نظر آئے تھے اسکا مطلب یہ تھا کہ گھر والوں کو اظہر اقبال کی موت کی اطلاع دے دی گئی تھی۔

آگے بڑھا تو اسے ایک کانسٹیبل نے روکا اور ایک ہال کمرے کی جانب جانے کا اشارہ کیا خاور اسی طرف بڑھ گیا۔ ہال کمرے میں چھ سات مرد بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں روفی بھی شامل تھا۔ خاور بھی ایک جانب بیٹھ گیا اطہر اقبال کی لاش ابھی یہاں نہیں پہونچی تھی۔

کچھ دیر بعد وہاں بیٹھنے والوں میں سے کچھ لوگ اٹھ گئے اب یہاں صرف خاور روفی اور دو مرد اور رہ گئے تھے۔ وہ دونوں مرد شاید ان لوگوں کے رشتے دار ہی تھے ورنہ وہ بھی اٹھ گئے ہوتے۔ خاور نے روفی کو بے چینی سے پہلو بدلتے دیکھا تھا یک بیک وہ چونک پڑے۔

راہداری سے ٹک ٹک کی آواز ابھری تھی ایسا لگا تھا کہ جیسے کوئی عورت اس طرف آ رہی ہو پھر آنے والی دروازے میں اس طرح نظر آئی جیسے بجلی چمک گئی ہو۔ وہ اتنی ہی حسین اور پر شباب تھی۔ دروازے میں رک کر وہ دونوں مردوں سے مخاطب ہوئی تھی۔

"ماموں جان آپ لوگ جا کر ڈیڈی کی لاش لے آئیے نا"

"بیٹی لاش ہسپتال والے خود پہونچائیں گے" ان مردوں میں سے ایک نے نرم اور سوگوار لہجے میں کہا۔

"بہت دیر ہو گئی ہے آپ جا کر لے آئیے نا" لڑکی نے گلوگیر لہجے میں کہا اور اسکی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

"روتے نہیں بٹیا" دو میں سے ایک اٹھ کر لڑکی کی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔ اس سے مرنے والے کو تکلیف ہوتی ہے"

"ماموں..." لڑکی مرد سے لپٹ کر ہچکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"صبر بیٹیا صبر" اسنے کہا اور لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا پھر وہ اسے لے کر دروازے سے باہر نکل گیا دوسرا مرد بھی انکے ساتھ ہی چلا گیا تھا۔ اب وہ اور روفی رہ گئے تھے۔

چند لمحے بعد روفی بھی اٹھ کھڑا ہوا اسنے ایک سرسری سی نگاہ خاور پر ڈالی تھی پھر اُس سے مخاطب ہوا تھا۔

"آپ لاش آنے تک رکیں گے۔؟"

"ہاں" خاور نے کہا۔ اظہر میرے چچا کا لڑکا تھا اور میں اس، سوگوار خاندان کو اس طرح چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں"

"اوہ" روفی نے کہا۔ پھر آپ بیٹھتے ہیں... باتھ روم ہو آؤں"

"ضرور" خاور نے کہا اور سر جھکا لیا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے اسے اظہر اقبال کی موت پر گہرا صدمہ پہونچا ہو۔

"تھینک یو" روفی نے کہا اور کمرے سے نکلا چلا گیا خاور بھی اٹھا تھا۔

پھر اُسنے جھانک کر دیکھا روفی برآمدے کی جانب بڑھ رہا تھا پھر برآمدے میں پہونچ کر وہ دوسری جانب مڑ گیا۔ اس وقت راہداری میں ایک بھی کانسٹیبل نہیں تھا۔

خاور بھی کمرے سے باہر آیا اور اسی جانب بڑھنے لگا جس طرف روفی گیا تھا چند ہی قدم بعد وہ موڑ پر پہونچ گیا۔

یہاں مڑنے سے پہلے اسنے جھانک کر دیکھا اس طرف کوئی راستہ نہیں تھا۔ البتہ ایک کمرے کا ادھ کھلا دروازہ ضرور نظر آرہا تھا۔ خاور دروازے کی جانب بڑھا پھر احتیاط سے اندر داخل ہوگیا۔ کمرہ بظاہر خالی نظر آرہا تھا مگر اسکی چھٹی حس اسکی نفی کر رہی تھی۔

یک بیک اسکی نگاہ دائیں سمت گھومی اور وہ چونک پڑا دائیں سمت روفی موجود تھا وہ درمیانی میز کے اوپر ایک اسٹول رکھ رہا تھا اسکے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اسٹول پر چڑھا اور چھت کے کنڈے سے لٹکے ہوئے چڑیا کے پنجرے کو اتارنے لگا۔

خاور حیرت سے اسکی حرکت دیکھ رہا تھا چڑیا کا پنجرہ اتار کر وہ نیچے اترا پھر اپنے لباس کی اندرونی جیب سے پلاسٹک کا ایک کور برآمد کیا اور اسے کھول کر پنجرہ اسمیں رکھ دیا۔

پھر اسکی زپ لگائی اور دروازے کی جانب بڑھنے لگا صفدر نے بڑی تیزی سے پیچھے ہٹنا چاہا تھا مگر روفی نے اسے دیکھ لیا۔

"خبردار" روفی نے بجلی ایسی تیزی سے ریوالور نکال کر نال کا رخ خاور کی جانب کرتے ہوئے کہا۔ اگر حرکت کی تو گولی مار دونگا۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر سامنے آجاؤ۔"

"ہونہہ" خاور نے ہنکارہ بھرا اور ہاتھ اٹھا کر اسکے سامنے جا کر رک گیا وہ روفی کو گھور رہا تھا۔

"کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہے تھے۔؟ روفی غرایا۔

"پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں انسان ہوں اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں بھی وہی کرنا چاہتا تھا جو تم کر رہے ہو"

"کیا مطلب ۔؟" روفی غرایا۔

"مطلب یہ کہ تم چوری کر رہے تھے" خاور نے کہا۔ "اور میں بھی اسی ارادے سے تعزیت کا بہانہ کر کے یہاں آیا ہوں"

"بکواس مت ۔" روفی غرایا۔ "صحیح صحیح بتاؤ کون ہو تم ۔؟"

"اب میری بات پر یقین نہیں تو جو چاہو سمجھ لو"

"شاید... شاید..." روفی اٹک کر بولا۔ "میں نے تمہیں پہلے بھی کبھی اور کہیں دیکھا ہے مسٹر"

"ضرور دیکھا ہوگا" خاور نے کہا۔ "میں اکثر ان لوگوں کے خوابوں میں نظر آجاتا ہوں جو جرائم پیشہ ہوتے ہیں"

"کیا ۔؟" روفی کے منہ سے نکلا۔

"ہاں اور وہ اس لئے کہ وہ مجھے استاد مانتے ہوئے مجھ سے مدد چاہتے ہیں اور چوری یا جرائم کرنے کے لئے طریقہ کار کی تصدیق چاہتے ہیں"

"بکواس بند کرو اور ادھر دیوار کی جانب منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ" روفی نے کہا۔ "ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا"

"گولی چلا کر تم نقصان میں رہو گے" خاور نے کہا۔ "کیونکہ گولی کی آواز دور تک جائے گی اور پھر سب اسی طرف دوڑ آئیں گے پھر تم پھنس جاؤ گے اور قاتل کی حیثیت سے پھانسی تمہارا مقدر بن جائے گی"

"چلو۔ ورنہ فائر کرتا ہوں" روفی ریوالور ہلا کر بولا۔ مجھے اسکی پرواہ نہیں ہوگی کہ کوئی فائر کی آواز سن کر ادھر آجائے گا"

"اچھا" خاور نے کہا پھر دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے وہ اسی طرف بڑھا جس طرف کا اشارہ روفی نے کیا تھا۔ روفی بہت مستعد تھا خاور اس کے برابر سے گزر کر آگے بڑھا مگر ایک قدم آگے بڑھتے ہی اسنے بجلی جیسی تیزی سے گھوم کر لات گھمائی تھی۔

لات روفی کے ہاتھ پر لگی اور ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ روفی نے فوراً ہی خاور پر جست لگائی تھی اور دونوں ایک دوسرے سے گتھتے ہوئے نیچے قالین پر گر پڑے تھے۔

خاور نیچے تھا اور روفی اوپر وہ دونوں ہاتھوں سے خاور کا گلا پکڑے اسے دباتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"کون ہو بتاؤ ورنہ ختم کر دونگا"

"میں سی ... آئی ... بی کا آدمی ہوں" خاور نے اٹک اٹک کر کہا "میرے پیچھے کیپٹن فیاض موجود ہے"

"اچھا" روفی نے کہا اور پوری طاقت سے خاور کا گلا دبانے لگا خاور کو ایسا لگا جیسے وہ مر جائے گا۔ سانس لینے میں اسے دشواری ہو رہی تھی جبکہ وہ پوری قوت استعمال کر کے بھی روفی کے ہاتھ گلے سے نہیں ہٹا سکا تھا وہ تو جونک کی طرح لپٹا ہوا تھا۔

دفعتاً خاور کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی اس نے اپنی ایک ٹانگ

موٹی اور موزے میں لگی ہوئی چار انچ لمبی سوئی نکال لی پھر اسنے بڑی بے دردی سے وہ سوئی روفی۔ کی پسلی میں گھسیڑ دی تھی۔

"اوہ" روفی کے منہ سے نکلا اور وہ تڑپ کر خاور کے اوپر سے ہٹ گیا وہ اس جگہ کو پکڑے کراہ رہا تھا جہاں خاور نے سوئی گھسیڑی تھی ساتھ ہی اسکے منہ سے ہانپنے کی آواز بھی نکل رہی تھی۔

خاور نے اسی پر بس نہیں کیا تھا بلکہ اسنے دونوں لاتیں جوڑ کر روفی کے منہ پر مارنے کی کوشش کی تھی روفی وار بچا گیا اور خاور پر جھپٹا خاور نے اسے اپنی ٹانگوں پر روکا اور دوسری جانب اچھال دیا۔ پھر خود بھی بڑی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

روفی دوسری جانب رکھی شیشے کی سینٹر ٹیبل پر گرا تھا پتہ نہیں شیشے ٹوٹنے سے اسے چوٹ آئی تھی یا وہ محفوظ رہا تھا جو کچھ بھی تھا وہ ایک لمحے ہی میں قلابازی کھا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اور اب خاور کو گھور رہا تھا۔ خاور کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے وہ روفی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھور رہا تھا یک بیک روفی نے خاور پر جست لگائی اور سیدھا اس کی طرف آیا۔

خاور پھرتی سے بائیں جانب ہٹا تھا ساتھ ہی اسکا فولادی گھونسہ روفی کی پسلیوں پر پڑا۔ روفی کے حلق سے فضا ہی میں ہلکی سی مگر کریہہ چیخ نکلی تھی پھر وہ قالین پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ خاور چند لمحے اس کے اٹھنے کا انتظار کرتا رہا۔

پھر وہ آگے بڑھا اور روفی پر جھک گیا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ وہ بیہوش ہوا ہے یا زندگی کی حد عبور کر گیا ہے۔ لیکن پھر وہ ہوا جسکا گمان خاور کو نہیں تھا۔ وہ رکوع ہی کے بل جھک پایا تھا کہ روفی کی دونوں ٹانگیں تیزی سے حرکت میں آئیں۔

اور بچتے بچتے بھی ضرب خاور کے سینے پر پڑی اور وہ دوسری جانب الٹ گیا پھر چھوٹی تپائی سے الجھ کر کمر کے بل گرا اور اسکے منہ سے کراہ نکل گئی سر صوفے کے کونے سے ٹکرایا تھا جسکے ساتھ ہی اسکی آنکھوں کے گرد اندھیرا چھاتا چلا گیا۔

اسنے بڑی تیزی سے اپنے آپ کو سنبھالا تھا آنکھوں کے آگے سے اندھیرا چھٹا تو روفی کمرے میں نہیں تھا خاور نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی چڑیا کا پنجرہ بھی وہاں نہیں تھا اور کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ اٹھ کر دروازے کی جانب جھپٹا تھا۔

کمرے سے نکل کر برآمدے تک ہی پہونچا تھا کہ اسنے فائر کی آواز سنی بے ساختہ نگاہیں گیٹ کی جانب اٹھ گئیں جہاں روفی چڑھا ہوا تھا اسکے دیکھتے ہی دیکھتے روفی نے پنجرے سمیت گیٹ کے دوسری جانب چھلانگ لگا دی۔

صفدر بھی گیٹ کی جانب دوڑ پڑا مگر اس کے دوڑنے کا انداز کچھ عجیب سا تھا پھر گیٹ سے چند فٹ دور سے اسنے جست لگائی اور فضا میں تیرتا ہوا سڑک پر آرہا۔

بلیک بزنس، بلیک اسٹریٹ اور اسپلائٹ اسمیشر جیسے عظیم خاص نمبروں کے بعد
عمران سیریز کا ایک اور سنسنی خیز اور تہلکہ مچا دینے والا مکمل ناول



بالآخر عمران کو شادی
کرنا ہی پڑی، مگر کس سے؟
شادی کی خبر سن کر تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا
پہنچ جاتی ہے مگر کیا وہ عمران کی شادی رکوا سکی؟ ہنگامہ
ہی ہنگامہ۔ جولیا عمران کو مار ڈالنا چاہتی تھی مگر ..... اس نے لیسن
گن سے فائرنگ شروع کر دی اور عمران ..... اس کا جسم چھلنی ہو کر گر پڑا۔
پھر عمران، اس کی بیوی اور بچہ تینوں اغوا ہو جاتے ہیں اور اغوا کرنے والی تھی تھریسیا بمبل بی آف
بوہیمیا۔ کیا اس نے تینوں کو مار ڈالا۔ وہ عمران سے اپنے مطالبات منوانا چاہتی ہے اور انکار کرنے پر
عمران کے بچے کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے ہیں پھر اس کے بعد ہم، آخر کیوں؟ پھر عمران کی بیوی کا جسم تختہ دار پر چڑھا
دیا جاتا ہے۔ کیا عمران نے انکا مطالبہ پورا کر دیا تھا اور وہ مطالبہ تھا کیا، لمحہ حیرت، ہنگامے ہی ہنگامے، ایکشن ہی
ایکشن سسپنس، اسرار و رومان، ایکشن، ہم جوئی اور وطن پر مر مٹنے والوں کی ہنگامہ خیز اور خوفناک
کہانی، جس کی یاد عرصہ دراز تک ذہنوں سے محو نہیں ہو سکے گی۔ ایس قریشی کا قلم
جدید جاسوسی ادب کی نئی راہوں پر چلتے ہوئے ایک یادگار کہانی پیش کر رہا ہے۔
یاد رکھئے ایس قریشی کے لکھے ہوئے خاص نمبر یادگار ثابت ہوئے
ہیں۔ آفسٹ کی لکھائی چھپائی، حسین ترین سرورق۔
آج ہی آرڈر بک کرا دیجئے۔
خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹

سڑک پر گرتے ہی اسنے روفی کی تلاش میں داہنی جانب نگاہ دوڑائی
وہ اسے بھاگتا ہوا نظر آگیا تھا۔ خاور بھی اسی کی جانب دوڑنے لگا مگر اسکے
روفی تک پہونچنے سے پہلے ہی روفی موٹر سائیکل تک پہونچ چکا تھا پھر اسنے
موٹر سائیکل ہوا کردی۔

جب تک خاور اپنی موٹر سائیکل تک پہونچا روفی گلی کے موڑ پر
جاکر نگاہوں سے اوجھل ہوچکا تھا۔ خاور بھی موٹر سائیکل حرکت میں
لے آیا اسکا خیال تھا کہ وہ سڑک پر اسے پکڑ لے گا مگر خاور کا یہ خیال
شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا تھا۔

روفی اسے کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا وہ پاگلوں کی طرح ایک ایک
گلی میں جھانکتا پھرا تھا مگر روفی۔ وہ اس کی جھلک بھی نہیں پاسکا تھا
نجانے اتنے جلد وہ کہاں غائب ہوگیا تھا۔

/

قیاض کے پاس سے نکلا تو عمران کا ذہن الجھا ہوا تھا فیاض کے ساتھ
جاکر وہ شلما سے براہ راست ملنا چاہتا تھا مگر فیاض کے موڈ نے اسکا اپنا
موڈ بگاڑ دیا تھا نتیجے کے طور پر اسے الٹی سیدھی بکواس کرنا پڑی جسکی
پاداشت میں اسے فیاض نے بھگا دیا تھا۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کرے شلما سے اسکا ملنا ضروری تھا اسکے ذہن میں صفدر کی رپورٹ گھوم رہی تھی جس میں اُسنے بتایا تھا کہ شکیل نے شلما سے کوئی سودا کیا ہے کیسا سودا۔؟

اس بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا تھا مگر اس کا اندازہ تھا کہ وہ سودا یقیناً کسی غیر قانونی کام کا تھا اور وہ اسی کے بارے میں کچھ جاننے کی خاطر شلما سے ملنا چاہتا تھا۔ ویسے بھی اس سے ملاقات کر کے وہ اس امر کا جائزہ لینا چاہتا تھا کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔

کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر اسنے سر جھٹک دیا اور گاڑی آگے بڑھادی بہت سے سوالات اسکے ذہن میں گونج رہے تھے جعفری کے ہاتھوں میں طوطے کے پر کیوں تھے۔؟ شکیل کے بھائی کے بارے میں شلما نے یہ کیوں پوچھا تھا کہ کیا اسے پرندوں سے دلچسپی ہے۔؟

اسکے علاوہ وہ کیا چیز تھی جس کو حاصل کرنے کے لئے کسی ڈی ایم نے روفی کو ہدایت دی تھیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ چیز بھی کوئی پرندہ ہی رہا ہو۔؟ وہ سوچتا رہا اور گاڑی اسٹیر کرتا رہا دفعتاً بجلی کے کوندے کی طرح ایک خیال اسکے ذہن میں ابھرا۔

اور فوراً ہی اسنے اپنی گاڑی کا رخ ریڈ اسٹار ہوٹل کی جانب موڑ دیا ہوٹل کے پارکنگ میں کار روک کر اسنے چہرے پر ماسک میک اپ چڑھایا اور گاڑی سے اتر کر اسے لاک کیا اور ہال کی جانب بڑھنے لگا ہال بھرا ہوا تھا۔

مگر وہاں شلما نظر نہیں آ رہی تھی وہ لفٹ سے فرسٹ فلور پر پہونچا اور ایکسو دس نمبر روم کے سامنے رک گیا پھر اسنے آہستہ سے دروازے پر دستک دی تھی۔ ایک بار دو بار۔۔۔۔۔

"کون ہے۔؟ تیسری دستک پر جواب ملا تھا۔

"میں ہوں عابد" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کون عابد" کہنے کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور شلما کی شکل نظر آئی وہ نائٹ گون میں ملبوس تھی۔

"مارننگ مس شلما" عمران نے ادب سے کہا۔

"فرمائیے۔؟ اسنے سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھا۔

"مجھے مسٹر شکیل نے آپ کے بارے میں بتایا ہے مادام"

"اوہ" شلما کے منہ سے نکلا پھر وہ پیچھے ہٹتے ہوتے بولی۔ آپ اندر تشریف لے آئیں مسٹر عابد"

"شکریہ" عمران نے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔

"بیٹھئے کیا پئیں گے" شلما نے دروازہ بند کر کے اسکے پاس آتے ہوئے پوچھا اور عمران نفی میں سر ہلا کر بولا۔

"سردست کچھ بھی نہیں موڈ نہیں ہے"

"پھر۔؟ شلما صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں۔؟ شکیل صاحب نے آپ کو میرے پاس۔۔۔۔"

"ایک کام سے بھیجا ہے" عمران نے بات کاٹ کر کہا۔

"کیسا کام مسٹر عابد۔؟" شلما نے پوچھا۔

"ویسا ہی جیسا آپ نے مسٹر شکیل کے لئے کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ میں بھی آپ کو دو فیصدی دینے کے لئے تیار ہوں"

"اوہ" شلما کے منہ سے نکلا "مسٹر شکیل آپ کے بہت ہی زیادہ گہرے اور وفادار دوست معلوم ہوتے ہیں۔؟"

"جی ہاں بچپن ہی سے ساتھ رہا ہے مگر یہ تعلق بہت کم لوگوں کو معلوم ہے" عمران نے کہا۔

"وہ کیوں۔؟" شلما نے پوچھا۔

"صرف اس لئے کہ میں بظاہر کاروبار میں اسکا مخالف ہوں"

"اوہ اب سمجھی بہرحال آپ یہ فرمائیں کہ کس شخص سے آپ چھٹکارہ پانا چاہتے ہیں۔ بھائی یا کوئی اور۔؟"

"وہ میرا سالا ہے" بے ساختہ عمران کے منہ سے نکل گیا۔

"کتنی بڑی آسامی ہے وہ۔؟" شلما نے پوچھا اور اس جملے کے ساتھ ہی ہر بات عمران کے ذہن میں صاف ہوتی چلی گئی اب وہ سمجھ گیا تھا کہ شکیل عرف شوکی نے شلما سے کس بات کا سودا کیا ہے یقیناً اسنے اپنے کسی حریف کو ٹھکانے لگوانے کا معاملا کیا ہے۔

"تقریباً دس کروڑ کی" عمران نے صفدر کی رپورٹ ذہن میں رکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ شکیل نے جس شخص کے بارے میں سودا کیا تھا وہ پچاس کروڑ کی آسامی تھی۔

"ہونہہ" شلما نے سر ہلا دیا۔

"کیا خیال ہے کام ہو جائے گا مادام شلما۔؟

"ہاں" شلما نے کہا۔ مگر کچھ شرائط کے ساتھ"

"وہ کیا۔؟ عمران نے پوچھا۔ کیسی شرائط ہیں۔؟

"پہلی یہ کہ دو فیصد کمیشن ادا کرنا ہوگا"

"منظور ہے آگے بولیئے"

"دوسری یہ کہ آج کے بعد جب تک میں نہ بلاؤں تم مجھ سے نہیں ملو گے"

"مگر" عمران نے کہا۔ پھر میں اس معاملے میں بات چیت کس طرح سے کروں گا کام کی رفتار کیسے معلوم ہوگی۔؟

"تمہیں ایک فون نمبر دیا جائے گا تم اس پر بات کر سکو گے"

"یہ ٹھیک ہے" عمران نے سر ہلا یا۔

"اس کے علاوہ پانچ لاکھ ایڈوانس دینا ہوگا"

"یہ بھی منظور ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت بے حد احمق اور گاؤدی نظر آ رہا تھا۔

"اب مجھے اس آدمی کا نام پتہ بتاؤ جسے تم اپنی راہ سے ہٹانا چاہتے ہو" شلما نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا نام ابن رحمان ہے"

"ابن رحمان" شلما کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں بولی۔ یہ تو کوئی نام نہیں ہوا مسٹر عابد اصل نام بتاؤ"

"اصل نام اس کا تنویر ہے" کسی فوری خیال کے تحت اسنے تنویر کا نام بتاتے ہوئے کہا۔ ایک درمیانہ درجے کی رہائش گاہ میں رہتا ہے کیونکہ وہ بے حد کنجوس آدمی ہے"

"اسکے بیوی بچے ہیں۔؟

"نہیں" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔ اپنی کنجوسی ہی کی وجہ سے اُسنے اب تک شادی نہیں کی ہے"

"اس کو کس چیز کا شوق ہے۔ عورت شراب جوا یا کوئی اور نشہ۔؟

"صرف شراب سے" عمران نے کہا۔

"وہ کن اوقات میں کہاں مل سکتا ہے۔؟

"ٹپ ٹاپ میں روزانہ رات نو بجے سے بارہ بجے تک ہوتا ہے" عمران نے کہا۔ ڈنر وہیں کرتا ہے"

"ہونہہ" شلما نے ہنکارہ بھرا پھر بولی۔ اسے جانوروں اور پرندوں میں سے کس سے زیادہ دلچسپی ہے۔؟

"پرندوں سے" عمران نے فوری طور پر جعفری اور اسکے ہاتھ میں دبے ہوئے طوطے کے پروں کا خیال ذہن میں ابھرتے ہی کہا۔

"اسکے پاس پرندے ہیں۔؟

"ہاں شاید طوطے اور چڑیاں ہیں کیوں۔؟

"کچھ نہیں میں صرف اسکی نفسیات کا اندازہ لگا رہی تھی" شلما نے بات ٹالنے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ کام ہو جائے گا نا۔؟

"ہاں" شلما نے کہا۔ ویسے کیا تم یہ بتانا پسند کرو گے مسٹر عابد کہ اس شخص تنویر سے تمہارا کیا تعلق ہے۔؟

"میں نے بتایا ہے نا کہ وہ میرا سالا ہے" عمران نے کہا۔ یعنی میری بیوی کا اکلوتا بھائی"

"کیا اس کے مرنے کے بعد سارے کاروبار اور جائیداد کے مالک تم بن سکتے ہو۔؟ شلما نے پوچھا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ میں اور میری بیوی کے علاوہ اور کوئی اسکا وارث نہیں ہے مادام شلما"

"کیا اسکے ماں باپ یا دیگر بہن بھائی نہیں ہیں۔؟

"نہیں" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔ سوائے میری وائف کے اور کوئی اس کا وارث دنیا میں نہیں ہے"

"گڈ" شلما نے سر ہلایا۔

"کام اس طرح سے ہونا چاہئیے مادام شلما کہ کسی کو بھی اس پر قتل کا شبہ نہ ہونے پائے" عمران نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا" شلما نے کہا۔

"میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر قتل ثابت ہو گیا تو پولیس مجھے پریشان کرے گی کیونکہ میں اور میری بیوی ہی اس کی کروڑوں کی جائیداد کے تنہا وارث ہیں"

"اسے اس طرح تمہاری راہ سے ہٹایا جائے گا مسٹر عابد کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بھی اسے قتل ثابت نہیں کر سکے گی۔"

"اوہ۔" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"ڈاکٹروں کی رپورٹ یہی ہوگی کہ وہ کسی بیماری سے مرا ہے۔"

"یہ بہت اچھا رہے گا۔" عمران نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"اب ایک آخری بات سن لو۔" شلما نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جب تم پانچ لاکھ ایڈوانس دے دو گے تب ہی سے کام شروع کیا جائے گا۔" شلما نے کہا۔ "ورنہ یہ معاملا ایسے ہی رہے گا۔"

"میں رقم کل آپ کو پہونچا دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" شلما نے سر ہلایا۔

"رقم کل دس بجے صبح میں یہاں پہونچا دوں گا۔"

"یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔" شلما نے کہا پھر ایک پتہ بتاتے ہوئے بولی۔ "رقم اس جگہ پہونچانی ہوگی۔"

"آپ وہاں ہونگی مادام۔؟"

"نہیں لیکن جو بھی وہاں ہوگا وہ تمہیں ڈی ایم کا کوڈ بتائے گا تو رقم تم اسے دے کر واپس آجانا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلایا۔

"بس اب تم جا سکتے ہو۔" شلما نے کہا۔

"آپ نے فون نمبر نہیں دیا مادام۔؟

"نوٹ کرو۔" شلما نے کہا اور فون نمبر بتانے لگی جسے عمران نے ایک کاغذ پر نوٹ کرنے کے علاوہ ذہن نشین بھی کر لئے تھے۔

"تھینک یو مادام۔" عمران نے کہا۔ اور کھڑا ہو گیا پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا تھا لفٹ کے پاس رک کر اسنے کنکھیوں سے اس کمرے کی جانب دیکھا جس میں تینوں غیر ملکی مقیم تھے۔

دروازہ بند ہی تھا وہ لفٹ کے پاس رک گیا اور لفٹ بلانے والے بٹن پر انگلی رکھدی پھر انگلی کو اس طرح حرکت دی جیسے بٹن دبایا ہو مگر، درحقیقت اسنے بٹن پر صرف انگلی رکھی تھی اسے دبایا نہیں تھا۔

ایسا کرنے کی وجہ یہی تھی کہ وہ نعمانی کو دیکھنا چاہتا تھا وہی ان تینوں غیر ملکیوں کی نگرانی کر رہا تھا لہذا اسے یہاں قریب ہی کہیں موجود ہونا چاہیئے تھا اسی لئے وہ لفٹ کے انتظار کے بہانے رک کر نعمانی کو دیکھنا چاہتا تھا مگر دو تین منٹ گزرنے کے باوجود وہ اسے نظر نہیں آیا تھا۔

لفٹ بلا کر وہ اس میں سوار ہوا اور گراؤنڈ فلور کا بٹن پش کر دیا چند لمحے بعد وہ ریڈ اسٹار کے ریکریشن ہال میں بیٹھا ہوا تھا نگاہیں چوبی فرش پر رقص کرنے والوں پر لگی ہوتی تھیں۔

مگر ذہن کہیں اور مصروف تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ نعمانی آخر کہاں چلا گیا اسے تو راہداری میں موجود ہونا چاہیئے تھا کہ جس میں شلما اور تینوں غیر ملکیوں کے کمرے تھے۔

لیکن اسکی وہاں سے غیر موجودگی اندیشوں کو جنم دے رہی تھی وہ سوچتا رہا پھر اس وقت چونکا تھا کہ جب ایک ویٹر نے آرڈر طلب کیا تھا۔ کافی کا آرڈر دے کر وہ پھر سوچ میں ڈوب گیا۔

دن ہونے کے باوجود رقص کے شیدائی شراب اور شباب کے نشے میں مدہوش جوڑے چوبی فرش پر تھرک رہے تھے۔ دفعتاً عمران نے شلما کو دیکھا وہ ریکریشن ہال کے سامنے سے گزر کر کہیں جا رہی تھی۔ عمران نے چند لمحے سوچا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

اسکا رخ پارکنگ کی جانب تھا وہ دوسرے دروازے سے شلما سے پہلے ہی پارکنگ تک پہونچ گیا تھا پھر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا اور شلما کی جانب دیکھنے لگا جو ایک گاڑی کے پاس کھڑی دو غیر ملکیوں سے بات کر رہی تھی پھر وہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے۔

اور گاڑی حرکت میں آگئی۔ عمران نے اپنی گاڑی آگے بڑھائی اور ان کا تعاقب کرنے لگا۔ چند منٹ بعد اسے یقین ہو گیا کہ نعمانی ان کے تعاقب میں نہیں ہے یقیناً اسے کوئی حادثہ پیش آگیا تھا ممکن تھا کہ اسے اغوا کر لیا گیا ہو۔

وہ سوچتا رہا اور تعاقب کرتا رہا گو کہ شلما کی گاڑی سے اسکا فاصلہ زیادہ نہیں تھا مگر شلما یا اسکے ساتھی تعاقب کا شبہ نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ سڑک پر ٹریفک کا اژدہام تھا۔ بیس منٹ کے سفر کے بعد شلما کی گاڑی ایک عمارت کے سامنے رک گئی۔

یہ عمارت میوزیم کی تھی وہ لوگ گاڑی سے اتر کر عمارت کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے ان کو ٹکٹ لے کر عمارت میں جاتے دیکھا تھا اس نے بھی ٹکٹ لیا اور عمارت میں داخل ہو گیا۔

اسے حیرت تھی کہ شلما یہاں کیوں آئی ہے۔ ایک جگہ سناٹا پا کر ایک بڑے مجسمے کے عقب میں ہو کر اس نے ماسک میک اپ اتار کر جیب میں رکھ لیا اور پھر شلما وغیرہ کے عقب میں چلنے لگا۔ اب تک ان لوگوں کی یہاں آمد کا مقصد اسکی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ میوزیم کے اس حصے میں پہونچ گئے جہاں خوبصورتی سے تراشے ہوئے دنیا بھر کی مشہور شخصیات کے مجسمے رکھے ہوئے تھے یہاں صرف تین چار افراد ہی نظر آتے تھے۔

شلما وغیرہ ایک مجسمے کے سامنے رک گئے عمران بھی مونا لیزا کے مجسمے کے سامنے رک گیا تھا بظاہر وہ مجسمے کو دیکھ رہا تھا مگر درپردہ وہ شلما کو دیکھ رہا تھا جو کسی سے باتیں کر رہی تھی۔

جس سے باتیں کر رہی تھی وہ ایک بڑے مجسمے کی آڑ میں تھا اسکے دیکھتے ہی دیکھتے آڑ سے باتیں کرنے والے نے ایک بریف کیس شلما کو تھما دیا شلما نے بریف کیس اپنے ایک ساتھی کو دیا اور اس سے ایک چھوٹا سا پارسل لے کر مجسمے کے پیچھے موجود فرد کو دے دیا پھر وہ فوراً ہی وہاں سے ہٹ آئی تھی۔

پھر شلما وہاں نہیں رکی تھی۔

وہ اور اسکے دونوں ساتھی میوزیم سے نکل آئے تھے۔ عمران نے شلما اور اسکے ایک ساتھی کو اسی گاڑی میں سوار ہوتے دیکھا تھا جس سے وہ یہاں تک آئے تھے مگر دوسرا ساتھی سڑک پر آگے بڑھ کر ٹیکسی روکنے کی کوشش کر رہا تھا پھر اسے ٹیکسی مل گئی۔

عمران نے شلما کا تعاقب بیکار جانا تھا اب اہمیت اسکی تھی جو بریف کیس لے کر کہیں جا رہا تھا کہاں جا رہا تھا یہ جاننا عمران کے لئے ضروری تھا۔

اسکی گاڑی ٹیکسی کا تعاقب کرتی رہی فاصلہ ایک فرلانگ کے لگ بھگ تھا دفعتاً ایک دھماکہ ہوا اور ٹیکسی کے چیتھڑے اڑ گئے۔ عمران کا ہاتھ بھی اسٹیرنگ پر بہکا تھا مگر اسنے فوراً ہی اسے سنبھال لیا تھا پھر گاڑی فٹ پاتھ سے لگا کر روک دی۔

شلما کے ساتھی والی ٹیکسی کے ٹکڑے دور تک بکھر گئے تھے اور اب اسکا بچا کچا ڈھانچہ دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔

نعمانی کی آنکھ کھلی تو اسنے خود کو ایک ایسے کمرے کے فرش پر پایا کہ جہاں کسی قسم کا کوئی سامان نہیں تھا۔

"یہاں تک کہ فرش پر چادر تک نہیں تھی وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا اسکے

ساتھ ہی اسکے منہ سے کراہ نکل گئی تھی۔ جھٹکے سے سر اٹھاتے ہی سر کے عقبی حصّے میں بجلیاں سی کوند گئی تھیں۔

بڑی تیز چمک ہوتی تھی بے ساختہ اسکا ہاتھ گدی پر جا پہونچا گدی پر ابھرے ہوتے حصّے کے ساتھ ہی اسکا ہاتھ کسی رقیق چیز سے آلودہ ہو گیا اسنے ہاتھ سامنے لاکر دیکھا۔

وہ جما ہوا خون تھا۔ دفعتاً اُسے سب کچھ یاد آتا چلا گیا وہ ہوٹل ریڈ اسٹار میں شلما اور اسکے ساتھیوں کی نگرانی کر رہا تھا اسی نگرانی کے دوران اسنے تینوں غیر ملکیوں کے روم کی تلاشی لینے کی کوشش کی تھی وہ تینوں اسکے سامنے نیچے چلے گئے تھے۔

انکے جاتے ہی وہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوکر تلاشی لینے لگا تھا۔

پھر نجانے کہاں سے وہ تینوں بے آواز طریقے سے آموجود ہوتے تھے اور پھر اسے اتنا ہی یاد رہا کہ ایک نے اسے باتوں میں لگایا تھا اور دوسرے نے عقب سے ضرب لگائی تھی۔

ضرب اتنی ہی زوردار تھی کہ وہ اپنے حواسوں میں نہیں رہ سکا تھا نتیجے کے طور پر اب اسکی آنکھ کھلی تھی اور اسے اسکا یقین تھا کہ یہ کمرہ ہوٹل کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

پھر وہ کہاں تھا۔؟ اسے ہوٹل سے کس طرح یہاں لایا گیا تھا۔؟
اور وہ بھی دن کی روشنی میں۔؟

وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کی جانب بڑھا، ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنا چاہا مگر دروازہ باہر سے لاک تھا وہ نہیں کھلا نعمانی نے جیب سے ماسٹر اسٹراتار نکالا اور اسکی مدد سے لاک کھول لیا پھر ہینڈل گھما کر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

یہ ایک لمبی راہداری تھی جو اس وقت سنسان پڑی تھی راہداری کے دونوں سروں کا جائزہ لے کر وہ ایک طرف چلنے لگا خاصہ محتاط تھا کیونکہ اسکے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔

بیہوش کرنے کے بعد ریوالور جیب سے نکال لیا گیا تھا۔ راہداری کے اختتام پر ایک اور راہداری تھی وہ اس میں مڑ کر چار پانچ قدم ہی چلا ہو گا کہ ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی باہر نکل آئے دونوں اسکے لئے اجنبی تھے۔

تم۔؟ اسے دیکھتے ہی ایک کے منہ سے نکلا۔

"کیسے آزاد ہوئے" دوسرے نے پوچھا پھر بڑی تیزی سے اسنے ریوالور نکالا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ نعمانی کو کور کرتا نعمانی نے اچھل کر فلائینگ کک دے ماری۔

ریوالور اسکے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا جبکہ فلائینگ کک نے ریوالور والے کو دوبارہ کمرے کے اندر اچھال دیا تھا پھر جیسے ہی نعمانی نیچے گرا دوسرے نے اس پر جست لگا دی۔

تم وہ نعمانی تھا ایکسٹو کا ماتحت۔

اسنے بڑی تیزی سے کروٹ لی اور دونوں ٹانگیں اٹھا دیں پھر جیسے ہی اسکا حریف ٹانگوں پر گرا نعمانی نے اسے بھی کمرے میں اچھال پھینکا پھر بجلی جیسی تیزی سے اٹھا اور جھپٹ کر کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر سے کھٹکا لگا دیا اندر وہ دونوں چلا رہے تھے۔

"ویلڈن..." دفعتاً ایک باریک سی آواز سنائی دی اور نعمانی پھرتی سے آواز کی سمت مڑا۔

اور ویلڈن کہنے والے پر نگاہ پڑتے ہی ساکت ہو گیا۔ وہ سر سے پیر تک سیاہ لباس میں ملبوس تھا صرف آنکھوں کی جگہ دو سوراخ تھے جن سے اسکی چمکتی ہوئی نگاہیں جھانک رہی تھیں۔

"تم کون ہو" نعمانی نے پوچھا۔

"میں..." سیاہ پوش نے کہا۔

"ہاں" نعمانی نے سر ہلایا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کون ہوں میں۔؟ وہ اپنی باریک سی آواز میں بولا لیکن اسکی باریک آواز میں بھی سختی موجود تھی۔

"مجھے تو تم پردہ پوش لگ رہے ہو"

"کیا۔؟ سیاہ پوش غرایا۔

"ہاں۔ ارے نہیں" دفعتاً نعمانی نے سیاہ پوش کے عقب میں دیکھتے ہوئے اس طرح کہا جیسے کسی کو حملہ کرنے سے منع کر رہا ہو مگر سیاہ پوش پر اسکا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"پرانی باتیں ہیں ریسٹر" سیاہ پوش غرایا۔
"اچھا تو پھر نئی لو" کہتے ہوئے نعمانی نے بڑی تیزی سے اسے فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی تھی۔
مگر وہ اس سے بھی زیادہ پھرتیلا تھا بڑی تیزی سے نہ صرف خود کو بچا گیا بلکہ نعمانی کی کمر پر ایک لات بھی جڑ دی تھی۔ نعمانی فرش پر گرنے کے بجائے دیوار سے ٹکرایا تھا۔
اور یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ دیوار سے ٹکراتے ہی اسنے پیروں کی مدد سے الٹی قلابازی کھاتی تھی اور سیدھا سیاہ پوش پر آیا تھا سیاہ پوش نے بچنے کی بہت کوشش کی تھی مگر....!
مگر اس بار اسکا ستارہ ساتھ نہ دے سکا نعمانی کی ایک لات اسکی کھوپڑی پر پڑی اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔ نعمانی نے فرش پر گر کر اٹھنے کے بجائے لیٹے ہی لیٹے جست لگائی تھی۔
اسکا ارادہ سیاہ پوش کو فرش پر ہی دبوچ لینے کا تھا مگر وہ ناکام رہا سیاہ پوش خود کو بچا گیا نہ صرف بچا گیا بلکہ اسنے نعمانی کے منہ پر ایک گھونسہ بھی جڑ دیا تھا۔
پھر وہ دونوں گتھ گئے تھے سیاہ پوش کوشش کر رہا تھا کہ نعمانی کو قابو میں کر لے جبکہ یہی کوشش نعمانی کی تھی۔
نعمانی اسلئے بھی اسے دبوچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسکی دانست میں سیاہ پوش ان لوگوں کا سربراہ تھا۔

اگر سربراہ نہ ہوتا تو وہ سیاہ پوش کیوں بنتا۔؟ لیکن شاید نعمانی کے ستارے گردش میں تھے کیونکہ اچانک ہی سیاہ پوش نے اسے اچھال پھینکا تھا۔

وہ فرش پر پھسلتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا اور اسکی آنکھوں کے نیچے تاریکی چھاتی چلی گئی۔ ضرب سر کے اسی حصے پر لگی تھی جو پہلے ہی سے زخمی تھا اور جس سے خون رس رہا تھا۔

دوبارہ ہوش آیا تو وہ ایک کرسی سے جکڑا ہوا تھا سوائے سر کے وہ جسم کے کسی حصے کو بھی جنبش نہیں دے سکتا تھا۔ کمرے میں سیاہ پوش کے علاوہ چار آدمی اور تھے۔

مگر یہ چاروں وہ نہیں تھے جنکی وہ ریڈیا سٹار میں نگرانی کرتا رہا تھا اور جن کے کمرے کی تلاشی لیتے ہوئے اغوا ہو گیا تھا۔

"کیوں کیسی رہی۔؟" دفعتاً سیاہ پوش کی باریک آواز کمرے میں ابھری وہ اسی سے مخاطب تھا۔

"میری بندشیں کھول دو" نعمانی نے کہا۔ "پھر پوچھو کیسی رہی"

"اچھا" سیاہ پوش ہنسا تھا۔

"ہاں یوں عورتوں کی سی حرکتیں کر کے تم بہادر نہیں کہلائے جا سکتے" نعمانی نے اسے تاؤ دلانا چاہا۔

"شٹ اپ" وہ غرایا۔ "اب کام کی بات کرو"

"کام ہی کی بات ہے" نعمانی نے کہا۔ "مجھے کھول دو اور اپنے ساتھ

اپنے چاروں گرگوں کو بھی لے لو میں تم سب کا بھرکس نکال دوں گا ایسا کر دونگا کہ زندگی بھر یاد رکھو۔۔۔۔"

"بکواس بند کرو۔" سیاہ پوش اپنی باریک آواز میں غرایا۔ اور یہ بتاؤ کہ تم میرے ساتھیوں کی نگرانی کیوں کر رہے تھے۔؟

"کیسے ساتھی۔؟ نعمانی نے انجان بن کر پوچھا۔

"وہی جن کے کمرے سے تمہیں اٹھا کر یہاں لایا گیا ہے۔"

"وہ دھوکے باز۔" نعمانی دانت پیس کر بولا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟ سیاہ پوش نے پوچھا۔

"یہی کہ ان تینوں میں سے ایک مجھے ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی کا لالچ دے کر کمرے میں لے گیا تھا۔"

"اچھا۔؟ سیاہ پوش نے کہا۔

"ہاں کہہ رہا تھا کہ لڑکی خوبصورت ہے اور کم عمر ہے اور اسے تم کی بھی ضرورت ہے۔" نعمانی نے کہا۔

"اور تم اتنے بھولے تھے کہ اسکے ساتھ چلے گئے۔؟

"ہاں کیونکہ غیر ملکی لڑکیاں میرے لئے کشش رکھتی ہیں۔"

"بکواس بند کرو۔" دفعتاً وہ غرایا۔ اور بتاؤ کہ تمہارا تعلق کس محکمے سے ہے پولیس یا سی آئی ڈی سے۔"

"ان میں سے کسی سے۔ نہیں ہے۔"

"پھر۔؟ سیاہ پوش غرایا۔

"میں ایک آزاد کاروباری آدمی ہوں۔"

"کاروباری آدمی کسی کے روم میں گھس کر تلاشی نہیں لیا کرتے سمجھے۔"

سیاہ پوش غرا کر بولا۔

"میں نے کہا نا کہ میں تلاشی نہیں......"

"جھوٹ بول کر نقصان میں رہو گے۔" سیاہ پوش اسکی بات کاٹ کر بولا۔ بہتر ہے کہ جو کچھ پوچھا جائے وہ ٹھیک بتادو اسی میں تمہاری زندگی کی ضمانت ہے۔"

"میں نے ٹھیک ہی بتایا ہے۔" نعمانی نے کہا۔

"تو تم ایسے نہیں بتاؤ گے۔" سیاہ پوش نے کہا پھر وہ کمرے کے ایک گوشے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ نعمانی ادھر دیکھ نہیں سکتا تھا کیونکہ اسکی گردن اس حد تک نہیں گھوم سکتی تھی۔

سیاہ پوش واپس آیا تو اس کے ہاتھوں پر دستانے چڑھے ہوئے تھے اور ایک ہاتھ میں سرنج تھی جس میں کوئی سیال بھرا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک بلی تھی۔

"یہ زندہ بلی ہے۔" سیاہ پوش نے کہا۔ لیکن جب اس دوا کے دو قطرے اسکے جسم میں داخل کر دونگا تو یہ تمہارے لئے عبرت بن جائے گی اور پھر تم سچ بولنے لگو گے۔"

"اچھا۔" نعمانی نے کہا لہجے میں طنز تھا۔

"لو دیکھو۔" سیاہ پوش نے کہا اور سرنج سے بلی کے جسم میں وہ

دوا داخل کرنے لگا پھر اسنے بلی کو زمین پر چھوڑ دیا ایک دو لمحے کچھ نہیں ہوا مگر پھر اچانک بلی غرانے لگی۔ تڑپنے لگی ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ سخت ترین اذیت میں مبتلا ہو۔

یہ کیفیت چند لمحے رہی تھی پھر وہ ساکت ہو گئی دیکھتے ہی دیکھتے اس کے جسم سے بال جھڑنے لگے اور ناک منہ سے خون جاری ہو گیا۔ وہ اب نہ تڑپ رہی تھی اور نہ ہی چیخ رہی تھی۔

چند لمحے بعد بلی نے منہ فرش پر رکھا اور ساکت ہو گئی۔ وہ سب بلی ہی کو دیکھ رہے تھے۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا پھر شاید تین ہی منٹ گزرے تھے کہ بلی کی لاش سے اس طرح کی بدبو اٹھنے لگی جیسے گوشت سڑ رہا ہو۔

نعمانی نے بلی کی لاش کو دیکھا اور چونک پڑا۔ لاش میں اب لمبے لمبے کیڑے نظر آرہے تھے دیکھتے ہی دیکھتے گوشت غائب ہو گیا اور وہاں کیڑے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا۔

پھر وہ کیڑے بھی مٹی بنتے چلے گئے اسکے ساتھ ہی بلی کا ہڈیوں کا پنجر بھی مٹی بن کر فرش پر گر گیا۔ نعمانی کپکپا کر رہ گیا کتنی ہولناک دوا تھی یہ جسنے منٹوں میں بلی کو مٹی کا ڈھیر بنا دیا تھا۔

• اب کہو" وہ غرایا۔ کون ہو تم؟

"میرا نام انسپکٹر ساقی ہے اور میرا تعلق سی آئی بی سے ہے" نعمانی نے بظاہر کپکپاتے لہجے میں کہا تھا۔

"میرے ساتھیوں کے پیچھے کیوں لگے تھے۔؟
"کیپٹن فیامن کے حکم پر نگرانی کر رہا تھا" نعمانی نے کہا۔
"کس لئے۔؟ سیاہ پوش نے پوچھا۔
"تینوں غیر ملکیوں کو وہ مشکوک سمجھ رہا تھا"
"کس سلسلے میں۔؟
"اس بارے میں مجھے علم نہیں ہے"
"جھوٹ مت بولو"
"میں سچ کہہ رہا ہوں" نعمانی نے کہا۔ آفیسر کام بتاتے ہیں لیکن تفصیلات سے بے خبر رکھتے ہیں"
"تمہیں نہیں پتہ کہ میرے ساتھیوں پر اسے کیسے اور کیوں شبہ ہوا تھا۔؟ سیاہ پوش نے پوچھا۔
"نہیں مجھے صرف نگرانی کرنے اور ان سے ملنے والوں کے بارے رپورٹ دینے کے لئے کہا تھا"
"پھر تم نے کیا رپورٹ دی اب تک۔؟
"کچھ بھی نہیں" نعمانی نے کہا۔ کیونکہ میری نگرانی کے دوران کوئی بھی ان سے ملنے نہیں پہونچا تھا"
"کمرے کی تلاشی کیوں لے رہے تھے۔؟
"ان تینوں کے بارے میں تفصیلات جاننے کی خاطر"
"رپورٹ کسے دینی تھی۔؟

"کیپٹن فیاض کو سی آئی بی ہیڈ کوارٹر میں۔"

"ٹرانسمیٹر ہے تمہارے پاس۔؟"

"نہیں۔" نعمانی نے کہا۔ "فون پر رپورٹ دیتا۔"

"ہوں۔" سیاہ پوش نے ہنکارہ بھرا پھر بولا۔ "جعفری کی موت کے بارے میں کیپٹن فیاض کا کیا خیال ہے۔؟"

"یہی کہ اس نے زہر کھا کر خودکشی کی ہے۔" نعمانی نے بتایا۔ اسے جعفری کی موت کے بارے میں ایکسٹو سے ہی علم ہوا تھا۔

"اور کچھ۔؟" سیاہ پوش نے پوچھا۔

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میرے سامنے نہیں آئی تھی اس لئے مزید کچھ میرے علم میں نہیں ہے۔"

"شلما کو جانتے ہو۔؟" سیاہ پوش نے پوچھا۔

"کون شلما۔؟" نعمانی انجان بن کر بولا۔

"وہی جو ریڈ اسٹار ہی میں اسی راہداری کے ایک کمرے میں ٹھہری ہوئی ہے جس میں میرے تینوں ساتھی ٹھہرے ہوئے ہیں۔" سیاہ پوش نے نعمانی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں شلما کو نہیں جانتا۔"

"اب تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"جھوٹ بولنے کا مجھے کیا فائدہ ہوگا۔" نعمانی نے کہا۔ "میں تمہاری قید میں ہوں اور بے بس بھی ہوں۔"

"ٹھیک ہے تمہاری باتوں کی تصدیق کی جاتے گی اگر وہ صحیح ہوئیں تو تم کو ہم اپنا مشن مکمل کرنے کے بعد چھوڑ دیں گے ورنہ ....."

"ورنہ کیا۔؟ نعمانی نے بظاہر سہم کر پوچھا۔

"تمہارا انجام بھی اس بلی جیسا ہی ہوگا" سیاہ پوش نے فرش پر پڑی بلی کی مٹی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ڈینجرمین اپنے کسی مخالف یا دشمن کو بخشا نہیں کرتا"

"ڈ ڈ... ڈینجرمین" نعمانی نے بظاہر خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈینجرمین" سیاہ پوش نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

/

کیس اب بہت اچھی طرح سے سامنے آگیا تھا۔ شلما سے گفتگو کرنے کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ایسے گروہ سے تعلق رکھتی ہے جو پیسے لے کر قتل کرتا ہے سیدھے سادھے الفاظ میں وہ کرائے کے قاتلوں کا گروہ تھا جس سے لوگ اپنے مخالفوں کو قتل کرا رہے تھے۔

قتل کا طریقہ عجیب وغریب تھا اور اس کا شکار جعفری۔ اظہر اقبال اور مشہور بزنس مین شفیق بن چکے تھے شفیق شوکی کا بھائی تھا اور شاید شوکی نے اسی کے قتل کا شلما سے سودا کیا تھا۔

کیونکہ شوکی نے شلما سے کہا تھا کہ وہ پچاس کروڑ کا مالک ہے۔ لہذا یہ قتل شوکی ہی کی ایما پر ہوا تھا اور اس کی ذمے داری شلما اور اس کے باس ڈی ایم پر عائد ہوتی تھی۔ اب عمران کے لئے دو نمبر کے مسئلے تھے ایک یہ جاننا کہ ڈی ایم کون ہے۔

دوسرا یہ کہ یہ قتل کس طرح سے کئے جا رہے ہیں اور پرندے ان وارداتوں میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ جعفری کے گھر سے طوطا حاصل کرنے کی کوشش میں دو آدمی مارے گئے تھے جبکہ اظہر اقبال کی رہائش گاہ سے روفی نے جان پر کھیل کر چڑیا حاصل کی تھی۔

ان باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ان وارداتوں میں پرندوں کا، بہت بڑا ہاتھ ہے مگر کیسے۔؟ یہ مسئلہ اب تک اسکے ذہن میں صاف نہیں ہو سکا تھا۔

اسکے سامنے شلما کے اس ساتھی کا بھی معاملہ تھا جو ٹیکسی کے دھماکے میں ختم ہو گیا تھا کیا شلما نے جان بوجھ کر اسے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔؟ کیا اسے علم تھا کہ بریف کیس میں بم ہے۔؟

اگر ہاں تو بریف کیس اسے دینے والا کون تھا۔؟ کس نے اتنی رازداری سے اسے بریف کیس دیا تھا۔ عمران اسکا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا کیونکہ وہ مجسمے کی آڑ میں تھا۔

دھماکے سے مرنے والے کے علاوہ وہ نعمانی کی جانب سے بھی فکرمند تھا نجانے وہ کہاں تھا۔؟

اس کا اسے اب یقین ہو چلا تھا کہ نعمانی اغوا ہو چکا ہے مگر اغوا کرنے والے اگر شلما کے ساتھی ہی تھے تو انہوں نے اسے کہاں رکھا ہے۔؟ ظاہر ہے وہ نعمانی کو ہوٹل کے کمرے میں تو قید رکھ نہیں سکتے تھے یقیناً انہوں نے اسے کسی اور جگہہ قید کیا ہوگا۔

اور وہ جگہہ گرین کالونی کا وہ بنگلہ بھی ہو سکتی تھی کہ جہاں تک صفدر نے راجہ ریاض کے بنگلے سے نکلنے والے لنگڑے کا تعاقب کیا تھا۔ عمران نے اس بنگلے کے بارے میں خود تحقیقات کی تھی اور نتیجتہً یہ بات معلوم ہوتی تھی کہ وہ بنگلہ کسی راجہ ریاض نے کرائے پر لیا ہے۔

راجہ ریاض کون تھا۔؟ اسکا علم نہیں ہو سکا تھا عمران نے بھی اس پر زیادہ توجہ نہیں دی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس قسم کے کاموں کے لئے ہمیشہ فرضی نام استعمال کئے جاتے ہیں۔

البتہ گرین کالونی والے بنگلے کے بارے میں اسنے ابتک کچھ معلوم نہیں کیا تھا کیونکہ اسکی نگرانی صفدر کر رہا تھا اور صفدر کی رپورٹ کے مطابق وہاں اس لنگڑے کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آیا تھا۔

مجرم عمران کے سامنے تھے لیکن ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے وہ ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا ویسے بھی وہ شلما اور اس کے ساتھیوں پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے ڈی ایم کا پتہ لگانا چاہتا تھا۔

کیونکہ وزارتِ خارجہ کے آفیسر اظہر اقبال کے پاس موجود کاغذات کی فوٹو کاپیاں ڈی ایم ہی سے واپس مل سکتی تھیں۔

ادھر جعفری کے گھر والوں نے بھی کسی ڈی ایم کی کال کا حوالہ دیا تھا۔ لہذا ڈی ایم کا روشنی میں آنا بہت ضروری تھا اسی لئے عمران نے فیصلہ کیا تھا کہ شلما اور اسکے دونوں ساتھیوں کی نگرانی سخت کرا دے گا کیونکہ انکی نگرانی کروا کے ہی وہ ڈی ایم تک پہونچ سکتا تھا۔

رہ گیا شلما کا تیسرا ساتھی تو وہ ٹیکسی کے دھماکے میں جاں بحق ہو چکا تھا لہذا اب وہ تین ہی رہ گئے تھے۔ کچھ سوچ کر اسنے صفدر سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ کوشش کامیاب رہی تھی صفدر سے رابطہ قائم ہو گیا تھا۔

" اٹ از صفدر سعید سر "

" کیا رپورٹ ہے۔ ؟

" ابھی یہاں لنگڑے کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آیا جناب "

" کیا وہاں کوئی اور ملازم نہیں ہے۔ ؟

" جی نہیں " صفدر نے کہا۔ میں نے بنگلے میں گھس کر جائزہ لیا تھا اور سوائے لنگڑے کے کسی اور کو وہاں نہیں پایا "

" لنگڑے کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔ ؟

" جی ہاں اور وہ بھی اتنا ہی کہ اسکا باس کہیں باہر گیا ہوا ہے اور وہ لنگڑا بنگلے کی دیکھ بھال کرتا ہے "

" یہ بیان کس نے دیا ہے۔ ؟

" میرے ساتھی نے " صفدر کی آواز آئی۔ میرا مطلب ہے برابر والے

بنگلے کے چوکیدار نے جو میرا دوست بن گیا ہے۔"

"بنگلے کی تلاشی لی تھی۔؟

"جی ہاں۔" صفدر نے بتایا۔ سوائے وسیع حیطہ عمل والے ٹرانسیمٹر کے اور کوئی قابل اعتراض چیز وہاں نہیں ہے۔"

"ٹرانسیمٹر کی ساخت کیسی ہے۔؟

"وہ جاپانی ٹیکنالوجی کا شاہکار ہے مگر اس جیسے ٹرانسیمٹر زچور بازار میں عام مل جاتے ہیں جناب عالی۔"

"اور کوئی خاص بات۔؟ عمران نے بہ حیثیت ایکسٹو پوچھا۔

"جی نہیں۔" صفدر کی آواز آئی۔ اور کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"بنگلہ بہت بڑا ہے۔؟

"جی نہیں صرف چار سو گز پر بنا ہوا ہے۔"

"تہہ خانوں کے امکانات پر غور کیا۔؟

"اوہ۔" صفدر کے منہ سے نکلا۔ اس طرف میں نے توجہ نہیں دی جناب عالی معافی چاہوں گا۔"

"یہ بتاؤ وہاں پرندے بھی ہیں۔؟ عمران صفدر کے معافی چاہنے کی بات گول کرتا ہوا بولا۔

"جی ہاں بنگلے کے عقبی حصے میں ایک بڑا سا پنجرہ ہے جس میں مختلف قسم کے پرندے بند ہیں کیوں۔؟

"پرندوں کی دیکھ بھال پر کوئی نہیں ہے کیا۔؟

"جی نہیں" صفدر نے کہا۔ بلکہ پرندوں کے پنجرے میں تالا تک نہیں لگا ہوا آپ کہیں تو میں پرندے اڑا لاؤں ۔؟

"اسکی ضرورت نہیں ہے" عمران نے کہا۔ البتہ دوبارہ بنگلے میں گھس کر تہخانے تلاش کرنے کی کوشش کرنا "

"چیف" صفدر کی آواز آئی۔ آپ کو کس بنا پر یہ شبہ ہے کہ بنگلے میں تہخانے بنے ہوتے ہیں ۔؟

"فی الحال صرف شبہ ہے اور وہ اس وجہ سے کہ اتنے بڑے بنگلے میں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے "

"ٹھیک ہے جناب عالی میں بنگلے میں گھس کر تہخانوں کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا" صفدر نے کہا۔

"ڈیلیس آل" عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ اور سوچ میں ڈوب گیا ذہن اسی ادھیڑ بن میں لگا ہوا تھا کہ پرندوں سے وہ کیا کام لیتا ہے۔ دفعتاً اسکے ذہن میں شوکی کے بھائی شفیق کا نام ابھرا اسکی موت کی اطلاع اسے آج ہی فیاض نے دی تھی۔

اور وہ اس لئے کہ جعفری اور اظہر اقبال کی طرح شفیق کی موت بھی ناک منہ سے بہنے والے خون کی وجہ سے ہوئی تھی اور وہ اس سے اس سلسلے میں مدد چاہتا تھا۔

عمران سوچتا رہا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا فلیٹ سے باہر آنے کے بعد اسنے ٹوسیٹر سنبھالی تھی رخ فیاض کی جانب تھا۔

اسے اُمید تھی کہ فیاض کے آفس سے نکلنے سے پہلے وہ وہاں پہونچ جائے گا کیونکہ فیاض نے اسے دس منٹ میں آفس پہونچنے کے لئے کہا تھا اور ابھی صرف آٹھ منٹ گذرے تھے۔ اس کا اندازہ صحیح نکلا تھا۔ فیاض اپنے آفس ہی میں اسے ملا تھا۔

"اچھا ہوا تم آگئے میں اٹھنے ہی والا تھا" فیاض نے اسے دیکھتے ہی کہا پھر کھڑا ہوا اور سر پر کیپ جمانے لگا۔

"تم نے کہا اور میں آگیا سوپر" عمران نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ کہو کیا حکم ہے کس کی گردن کاٹنی ہے۔؟

"مسخرہ پن نہیں" فیاض نے کہا۔ ہمیں یہاں سے سیدھا مشہور بزنس مین شفیق کے ہاں چلنا ہے"

"اب تک وہاں کوئی نہیں گیا۔؟ عمران نے پوچھا۔

"علاقہ انچارج موجود ہے وہاں" فیاض نے کہا۔ اور میں نے اسے ہدایت کر دی ہے کہ وہ میرے آنے تک نہ کسی چیز کو چھیڑے اور نہ ہی بنگلے سے کسی کو آنے جانے دے"

"یہ اچھا کیا" عمران نے کہا۔

"تو پھر چل رہے ہو نا میرے ساتھ۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"ساتھ چلنے کے لئے نہیں آیا تو کیا تمہارا رخ زیبا دیکھنے آیا ہوں" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا اور فیاض کا موڈ بگڑ گیا کیونکہ اسے اپنی سکریٹری کی ہنسی کی آواز سن لی تھی۔

"چلو زیادہ بک بک مت کرو۔"

"بک بک میں نہیں کر رہا سوپر۔" عمران نے کہا۔ اسے۔۔۔۔"

"بس چلو۔" فیاض اسکی بات کاٹ کر اسے دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا اور وہ کمرے سے باہر نکل آتے۔

"یادداشت۔؟ عمران بڑبڑایا تھا۔

"تم ہمیشہ احمق کیوں بنے رہتے ہو۔؟ فیاض نے جھلا کر کہا۔

"خدا نے احمق بنایا ہے تو میں عقلمند کیسے ہو سکتا ہوں سوپر۔" عمران نے اسے گھور کر کہا۔

"وقت اور موقع تو دیکھ لیا کرو۔"

"اچھا۔" عمران نے سر ہلا کر کہا وہ جیپ کے قریب پہنچ چکے تھے پھر فیاض نے اسے جیپ میں بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"میں ٹوسیٹر لایا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"اسے یہاں کھڑا رہنے دو۔" فیاض نے کہا۔ ہم واپس آفس ہی آئیں گے پھر تم ٹوسیٹر پر چلے جانا۔"

"ارے واہ۔" عمران نے کہا۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ واپسی پر ٹوسیٹر میں یہی ٹائر لگے ہوتے ملیں گے۔"

"کیا مطلب۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ میرے جانے کے بعد ٹوسیٹر کے ٹائر بدل نہیں لئے جائیں گے سوپر۔" عمران نے کہا۔ ضمانت دیتے ہو۔؟

ایکشن۔ ایکشن اور ایکشن

عمران سیریز کا شاہکار

ڈینجر کلب

مصنف
ایس قریشی

ο۔ ڈینجر کلب جہاں موت سستی تھی زندگی مہنگی۔

ο۔ ڈینجر کلب جہاں انکار کرنے والے کے لئے صرف چھٹانک بھر سیسہ تھا۔ ایک گولی۔ ایک چیخ۔

ο۔ ڈینجر کلب۔ جہاں بوڑھوں کو جوان بنایا جاتا تھا ان کی شریانوں میں نئی زندگی دوڑائی جاتی تھی۔ مگر کیسے؟

ο۔ پھر عمران کو بھی "جوان" بننے کی ضرورت پڑ گئی اور وہیں سے کہانی کا انجام شروع ہو گیا۔

سنسنی اور سسپنس سے بھرپور کہانی

آج ہی درج ذیل پتے سے طلب کیجئے

ایوب اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳۔ لیاقت آباد کراچی ۱۹

"چلو بکواس مت کرو" فیاض اسے جیپ میں دھکیلتا ہوا بولا اور عمران بڑبڑاتا ہوا جیپ میں بیٹھ گیا فیاض دوسری جانب سے گھوم کر بیٹھا اور جیپ حرکت میں لے آیا وہ خود ہی جیپ اسٹیئر کر رہا تھا۔ عمران نے سر ہلا دیا۔

وہ سمجھ گیا کہ فنگر پرنٹس والے اور دیگر عملہ فیاض نے پہلے ہی سے شفیق کی کوٹھی پر بھیج دیا ہو گا۔ شفیق والا پہنچ کر عمران کے خیال کی تصدیق ہو گئی تھی۔ پورچ میں ایمبولینس موجود تھی اور لاش والے کمرے میں فنگر پرنٹس کا عملہ اپنے کام میں مصروف تھا۔

"کیا رہا" فیاض نے علاقہ انچارج کے قریب آتے ہی پوچھا۔

"کوئی سراغ نہیں ملا جناب" ایس ایچ او نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"موت کی وجہ۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"میں نے فون پر آپ کو بتایا تھا جناب کہ ناک منہ سے خون بہنے کی وجہ سے موت واقع ہوتی ہے مگر اب" ایس ایچ او نے کہا۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے اسے زہر دے کر مارا گیا ہے"

"اس خیال کی وجہ۔؟ عمران نے پوچھا۔

"مرنے والے کی لاش نیلی ہو چکی ہے جناب"

"ہونہہ" فیاض نے سر ہلا دیا۔

"اسکے ناک منہ سے بہنے والا خون بھی سیاہ پڑتا جا رہا ہے جناب" ایس ایچ او نے فیاض کو بتایا۔

"گھر والوں کے بیانات لئے۔؟

"جی نہیں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔"

"گھر میں کل کتنے افراد ہیں۔؟

"دس ایک مقتول کی بیوہ دو بیٹیاں تین بیٹے ایک اسکا بھائی تین ملازم۔" ایس ایچ او نے بتایا۔

"ان سب کو کسی کمرے میں جمع کرو۔"

"وہ سب اس کمرے کے بعد والے کمرے میں موجود ہیں۔" ایس ایچ او نے کہا۔ آپ کی کال ملتے ہی میں نے نگرانی شروع کروا دی تھی اور ان سب کو ایک ہی کمرے میں محدود کر دیا تھا۔"

"گڈ۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایس ایچ او چونک کر عمران کو دیکھنے لگا یہ ان ایس ایچ اوز میں سے تھا جو عمران کو پہچانتے نہیں تھے صرف نام اور کارناموں سے واقف تھے۔

"آؤ۔" فیاض نے کہا۔ جس کمرے میں وہ لوگ ہیں وہاں چلتے ہیں تاکہ بیانات لئے جا سکیں۔"

"ضرور چلو۔" عمران نے کہا اور اس طرح مڑا جیسے ان کے ساتھ چلنا چاہتا ہو مگر پھر اچانک رک گیا اس کے سامنے ہی چھت کے کنڈے سے ایک بڑا پنجرہ لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا۔

پنجرے میں تین عدد باز تھے تینوں بے انتہا خوبصورت تھے اور انتہائی چاق و چوبند بھی۔

"چلو رک کیوں گئے" فیاض نے اسے ٹوکا۔

"ہاں چلو" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ کمرے سے نکل آیا وہ اس کمرے میں پہونچے جہاں گھر کے افراد بمعہ ملازمین موجود تھے۔ فیاض کو دیکھکر وہاں موجود ایک عورت سسکیاں بھرنے لگی تھی۔

فیاض ان لوگوں سے سوالات کرتا رہا عمران درمیان میں دخل دیئے بغیر ان کی گفتگو سن رہا تھا سب سے پوچھ گچھ کرنے کے باوجود فیاض نے کسی ایک سے بھی پرندوں کا تذکرہ نہیں سنا تھا۔

"ایک بات اور بتلایئے" عمران نے کہا۔ شفیق صاحب کو پرندوں سے کس قدر دلچسپی تھی۔؟

"بہت زیادہ" شفیق کی بیوہ نے بتایا۔ بلکہ دیوانگی کی حد تک کہیں تو زیادہ مناسب ہے"

"کس پرندے سے زیادہ دلچسپی تھی"

"صرف باز سے"

"انکے پاس کتنے باز ہیں۔؟

"دو" شفیق کی بیوہ نے بتایا۔

"مگر" عمران نے کہا۔ میں نے تین باز ان کے کمرے میں لٹکے ہوئے پنجرے میں دیکھے ہیں کیا تیسرا آپ کے علم میں نہیں ہے۔؟

"تیسرا باز کل ہی وہ لے کر آئے تھے"

"کہاں سے۔؟ بے ساختہ عمران کے منہ سے نکلا۔

"دفتر سے آتے ہوتے وہ باز کو ساتھ ہی لاتے تھے"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ کیا بازوں کی دیکھ بھال وہ خود ہی کیا کرتے تھے۔؟

"جی نہیں اسکے لئے ایک آدمی الگ سے ملازم ہے"

"کون ہے وہ۔؟ عمران نے پوچھا۔

"جمشید" بیوہ نے ایک ملازم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی بیگم صاحبہ" جمشید نامی ملازم نے جلدی سے کہا۔

"ادھر آؤ" عمران نے اسے بلایا اور وہ ملازمین کے پاس سے اٹھ کر عمران کے قریب آکھڑا ہوا۔

"کیا تم ہی بازوں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔؟

"جی ہاں" ملازم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کل جو باز تمہارے صاحب لاتے تھے کیا اسے تم ان تینوں میں سے شناخت کر سکتے ہو۔؟ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں کیونکہ وہ صاحب کے پاس پہلے سے موجود دونوں بازوں سے زیادہ خوبصورت اور فربہ ہے"

"وہ باز تمہارے صاحب نے کس سے لیا تھا۔؟ عمران نے پوچھا۔ کیا اس بارے میں انہوں نے کچھ بتایا تھا۔؟

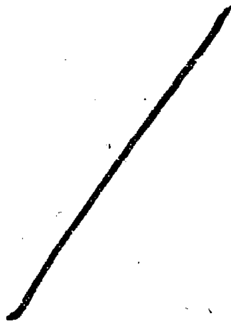
"جی ہاں" ملازم نے کہا۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ ان کے بھائی شوکی نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ انھیں انکی پسند کا تحفہ دیا ہے"

" یعنی۔؟ عمران نے کہا۔ باز شوکی نے انھیں دیا تھا۔؟
" جی ہاں" ملازم نے کہا۔ صاحب نے یہی بتایا تھا"
" تیسرے باز کو پنجرے میں کب اور کس نے ڈالا تھا۔؟
" صاحب نے خود اسے کل شام کو پنجرے میں ڈالا تھا"
" صبح دانہ پانی تم دیتے ہو۔؟
" جی ہاں مگر آج صبح تیسرے باز کو صاحب نے اپنے ہاتھ سے دانہ پانی دیا تھا اور تب ہی وہ بات ہوئی تھی"
" کون سی بات۔؟ عمران کے ساتھ فیاض بھی چونکا تھا۔
" صاحب نے تیسرے باز کو ہاتھوں میں لے کر پیار کیا تھا تو اس باز نے منہ کھول کر صاحب کے گال پر چونچ ماری تھی"
" کیا اس سے زخم پڑ گیا تھا۔؟
" جی نہیں لیکن چونچ مارنے کے بعد جب صاحب نے اسے پنجرے میں بند کر دیا تو وہ زور زور سے چلانے لگا تھا"
" اور کچھ۔؟ عمران نے پوچھا۔
" اسکے چلانے پر صاحب اسے چپ کراتے رہے تھے پھر وہ بری طرح سے کھانسنے لگے اور اسی طرح کھانستے ہوئے اپنے بیڈ پر جا بیٹھے تھے
" اسکے بعد۔؟ عمران نے پوچھا۔
" انہوں نے پانی منگا کر پیا تھا پھر ناشتہ کر کے دفتر جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے تو انکی طبیعت خراب ہو گئی تھی"

"اسکی اطلاع تم نے بیگم صاحبہ کو دی تھی۔؟

"جی نہیں" ملازم نے نفی میں جواب دیا۔ کیونکہ بیگم صاحبہ انکے ساتھ اسی کمرے میں موجود تھیں"

"اوہ" قیاض کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ وہ چونک پڑے۔ پے در پے کئی فائر ہوتے تھے پھر ایک کریہہ چیخ سنائی دی اور وہ باہر کی جانب دوڑ پڑے۔



کمرے سے باہر نکلے تو راہداری ہی میں دوسرے ملازم نظر آتے تھے وہ بھی حیران و پریشان کھڑے تھے فائروں کی آوازوں نے ان لوگوں کو بھی پریشان اور خوفزدہ کر دیا تھا۔

"کیا بات ہے۔؟ قیاض نے ان سے پوچھا۔

"پتہ نہیں" ملازم نے کہا ہی تھا کہ دوبارہ فائر کی آواز آئی اور وہ چونک کر برآمدے کی جانب بڑھنے لگے۔

برآمدے ہی میں ایک ستون سے لگا کھڑا ایک گارڈ نظر آیا تھا یہ شفیق کا ذاتی گارڈ تھا اور وہ رائفل سنبھالے چوکنا کھڑا تھا۔ رائفل کی نال سے دھواں نکل رہا تھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ فائر اسی سے کئے

جا رہے ہیں مگر کس پر یہ فوری طور پر نظر نہیں آسکا تھا۔

"صاحب ایک طرف رہیئے خطرہ ہے" گارڈ نے انھیں دیکھتے ہی دوسرے ستون کی آڑ میں ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بات کیا ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

"تم نے کس پر فائر کئے ہیں۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"ایک آدمی ہے صاحب" گارڈ نے کہا۔ وہ صاحب کے کمرے سے بازوں کا پنجرہ اتار کر لے جا رہا تھا"

"اوہ" فیاض کے منہ سے نکلا۔

"میں نے اسے ٹوکا تو اسنے مجھ پر فائر کر دیا"

"پھر۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"میں نے بھی جوابی فائر کیا تھا مگر وہ کراٹا کی باڑھ کے عقب میں چھپ گیا" گارڈ نے بتایا۔

"اب بھی وہ وہاں موجود ہے۔؟

"جی ہاں" گارڈ نے کہا۔ اسنے آگے بڑھ کر باڑھ کراس کرنے کی کوشش کی تھی مگر میں نے اسے فائر کر کے ناکام بنا دیا"

"باڑھ کے کس حصے میں ہے وہ۔؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ تیسرے کٹاؤ کے پاس" گارڈ نے بتایا۔

"ہونہہ" عمران نے اشارہ کردہ سمت دیکھا۔ اس طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر باڑھ میں کٹاؤ دے کر راستہ بنایا گیا تھا تاکہ کراٹا کی

باڑھ کے اندر موجود لان تک جایا جا سکے۔
اور وہ جو بھی کوئی تھا اسی کے عقب میں چھپا ہوا تھا۔ عمران نے اسی سمت نگاہ جما دی اچانک باڑھ کے تیسرے کنارے کے پاس سے کسی نے جست لگائی اور کنارے سے آگے جا گرا اسی لمحے گارڈ نے گولی چلائی تھی گولی خالی گئی اس لئے کہ جست لگانے والا بے حد چالاک اور پھرتیلا تھا۔
عمران نے اسکے ہاتھ میں باز کا پنجرہ دیکھ لیا تھا جس پر پلاسٹک کا اسی کے سائز کا کور چڑھا ہوا تھا۔ اسنے پنجرے سمیت جست لگائی تھی عمران نے سر ہلایا۔ ہر گزرتے وقت کے ساتھ اس کیس میں پرندے اہمیت اختیار کرتے جا رہے تھے۔
نجانے ان پرندوں میں ایسی کیا بات تھی جو انھیں حاصل کرنے کے لئے مجرم اپنی جان خطرے میں ڈال رہے تھے۔ عمران سوچ رہا ساتھ ہی وہ یہ بھی جائزہ لے رہا تھا کہ کس طرح سے اس مجرم پر قابو پایا جا سکتا ہے جو بازوں کا پنجرہ نکال لے جانا چاہتا ہے۔
"تم اس پر فائر کرو میں آگے جاتا ہوں" عمران نے کہا۔
"جی صاحب" گارڈ نے کہا اور پھر مجرم والی سمت رائفل کا رخ کیا اور فائر کر دیا۔ فائر کے ساتھ ہی عمران برآمدے کی سیڑھیاں اتر اتھا فیاض بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔
لیکن وہ سیڑھیاں اترنے بھی نہیں پائے تھے کہ جوابی فائر ہوا اور گولی ان کے دائیں جانب سے نکل گئی۔

دونوں نے پھرتی سے سیڑھیوں سے جست لگائی تھی ورنہ دوسرا فائر ان میں سے کسی ایک کی جان ضرور لے لیتا۔

"اب کیا کرنا ہے۔؟ فیاض نے پوچھا۔ ان لوگوں نے گلاب کے بڑے بڑے پودوں والی کیاری میں چھلانگ لگائی تھی اور اسی لئے اب وہ کراٹا کی باڑھ کے عقب میں موجود فرد کو نظر نہیں آ رہے تھے۔

"گارڈ سے کہو فائر کرتا رہے" عمران نے کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہوگا۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"فائر کے لئے کہو تو سہی" عمران نے کہا۔

"گارڈ سے کہنے کی کیا ضرورت ہے" فیاض نے کہا۔ میں خود بھی تو فائر کر سکتا ہوں نا۔؟

"ضرور کرو تا کہ مجرم کو ہماری کمین گاہ کا صحیح علم ہو جائے اور وہ بڑی آسانی سے تمہارا نشانہ لے کر تمہارے جسم میں ایک دو روشندان کھول دے" عمران جھلا کر بولا۔

"گارڈ فائر کرو" فیاض نے چلا کر کہا۔

"جی صاحب" گارڈ کی آواز آئی اور پھر فوراً ہی فائر ہوا تھا گارڈ کے فائر کے ساتھ ہی مجرم والی سمت سے بھی فائر ہوا اور ساتھ ہی گارڈ کی کربہہ چیخ بھی وہاں گونجی تھی۔

"لو گارڈ تو گیا" فیاض نے کہا۔

"شاید" عمران نے کہا۔ اور یہ شاید اس نے اس لئے کہا تھا کہ اگر

گارڈ زخمی ہوا ہوتا یا مر جاتا تو اس کے بار آتفل کے گرنے کی آواز ضرور سنائی دیتی جبکہ اس طرف سے صرف چیخ سنائی دی تھی۔

"وہ گیا۔" دفعتاً فیاض چلایا۔

عمران نے دیکھا کہ ایک آدمی بازوں کا پنجرہ سنبھالے زگ زیگ کے انداز میں دوڑتا ہوا چہار دیواری کے اس حصے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ جس طرف گیٹ تھا شاید وہ گیٹ کے ذریعے باہر جانا چاہتا تھا۔

دفعتاً فضا میں رائفل چلنے کی آواز گونجی اور دوڑتا ہوا آدمی کئی فٹ اچھلا اور گھاس پر گر کر تڑپنے لگا۔

"وہ مارا۔" فیاض نے کہا پھر وہ جلدی سے کھڑا ہو گیا تھا لیکن عمران نے پھرتی سے اسکی ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لیں۔

ایک لمحے کی دیر ہوتی تو مجرم کی جانب سے چلائی جانے والی گولی فیاض کو چاٹ جاتی دوسرا فائر ہوا اور گولی ان کے عقب میں دیوار پر آ کر لگی اور اچٹ کر کسی سمت چلی گئی۔

"اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ زیادہ زخمی نہیں ہوا۔" فیاض بڑبڑایا اور کروٹ بدل کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"ایسا ہی لگ رہا ہے۔" عمران نے ایک اونچے پودے کی آڑ سے دوسری طرف جھانکتے ہوئے کہا۔

اسکی نگاہیں مجرم پر تھیں جو گھسٹتا ہوا چہار دیواری کی جانب بڑھ رہا تھا انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ زیادہ زخمی ہے۔

شاید چہار دیواری تک پہونچ کر نکل بھاگنے کی اُمید میں وہ گھسٹ رہا تھا اچانک وہ رکا اور اسنے پلٹ کر فائر کر دیا۔ عمران نے اسکے ہاتھ میں وہ ریوالور دیکھا تھا جس میں چھ بیں راؤنڈ ہوتے ہیں۔

"اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ابھی آنکی پیشقدمی روک سکتا تھا" عمران نے فیاض کو ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس کی طرف جا رہا ہوں تم ادھر رہو"

"مگر کیسے۔؟ فیاض نے کہا۔ وہ مسلح ہے"

"دیکھتے رہو" عمران نے کہا اور پودے چیر کر دوسری جانب نکلا اور زمین پر لیٹ کر سینے کے بل آگے بڑھنے لگا۔

اسکی رفتار کسی ایسے سانپ کی طرح سے تھی جو بل سے نکل کر شکار کی طرف جھپٹ رہا ہو۔ ادھر مجرم چہار دیواری کے پاس پہونچ چکا تھا پھر وہ دیوار کا سہارا لے کر آہستہ آہستہ کھڑا ہو گیا۔

اسکے کپڑے خون سے تر ہو رہے تھے خاص طور پر کمر والا حصہ ایسا لگ رہا تھا کہ گولی اسکی کمر میں لگی ہے اور دل یا پھیپھڑوں کو نقصان پہونچائے بغیر دوسری جانب سے نکل گئی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اب تک زندہ نہ رہتا ٹھنڈا ہو چکا ہوتا۔

کھڑے ہو کر اسنے پلٹ کر دیکھا اور عمران پر نگاہ پڑتے ہی اسنے ریوالور والے ہاتھ کو گھمایا اور عمران پر فائر جھونک مارا۔ مگر عمران پہلے ہی جست لگا چکا تھا گولی زمین میں دھنس گئی۔

دوسرے فائر سے پہلے ہی پھر فائر ہوا تھا مگر یہ فائر فیاض نے کیا تھا۔ وہ لڑکھڑایا پھر گرنے لگا۔ گرتے گرتے بھی اس نے بازوں کا پنجرہ چہار دیواری سے باہر کی جانب اچھال دیا تھا۔

جیسے ہی وہ گرا عمران اٹھ کر گیٹ کی جانب دوڑا تھا جب تک وہ گیٹ کھول کر باہر سڑک تک پہونچا پنجرہ چرانے والا اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا کیونکہ باہر اس کا دوسرا ساتھی موجود تھا اور وہ پنجرہ اٹھا کر ایک کار میں سوار ہو رہا تھا۔

عمران کو افسوس ہوا کہ اسکے پاس ریوالور نہیں تھا دیکھتے ہی دیکھتے، گاڑی اسٹارٹ ہوئی اور آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس پر نمبر پلیٹ بھی نہیں تھی عمران واپس اندر آیا تھا اس وقت تک فیاض اس کے پاس پہونچ گیا تھا جس نے پنجرہ باہر پھینکا تھا۔

"اسکے دو گولیاں لگی ہیں" فیاض نے عمران کو بتایا وہ اسکے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔

"مر گیا۔" عمران نے پوچھا کیونکہ وہ اوندھے منہ گرا پڑا تھا۔

"شاید" فیاض نے کہا۔ دونوں گولیاں خطرناک جگہ لگی ہیں"

"سیدھا کرو" عمران نے کہا۔

"فائدہ۔" فیاض نے پوچھا۔

"ہونہہ" عمران ہنکارہ بھرتے ہوئے جھکا اور اسے سیدھا کر دیا ساتھ ہی اسکے منہ سے اطمینان کا سانس نکلا تھا۔

کیونکہ اس میں زندگی کی رمق ابھی باقی تھی اتنی دیر میں گھر کے ملازم اور دیگر لوگ وہاں جمع ہو چکے تھے۔

"کون ہے یہ۔؟" شفیق کی بیوہ نے پوچھا تھا۔

"آپ ہی بتا سکتی ہیں کہ یہ کون ہے" عمران نے فیاض کے بولنے سے پہلے کہا۔ وہ بغور ان کو گھور رہا تھا۔

"آج سے پہلے میں نے اسکی شکل بھی نہیں دیکھی" شفیق کی بیوہ نے کہا۔ نہ ہی اس کا تعلق گھر کے کسی ملازم سے ہے"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا ہی تھا کہ چونک پڑا۔

"یہ ہوش میں آ رہا ہے" فیاض کہہ رہا تھا۔

"آپ لوگ الگ ہٹ جائیے" عمران نے گھر والوں سے کہا اور زخمی پر جھک گیا جس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"کون ہو تم۔؟" فیاض نے اس سے پوچھا تھا۔

"میں..." وہ ایک ہی لفظ کہہ سکا تھا۔

"ہاں تم" عمران نے کہا۔ اور وہ کون تھا جو خنجر ہ لے بھاگا ہے؟

"ہم... میرا ساتھی" وہ کراہ کر بمشکل بول سکا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"نام پوچھنے سے کیا فائدہ" وہ کراہا۔ میں زندہ نہیں بچونگا جو تم مجھے سزا دے سکو گے"

"تم زندہ رہو گے" عمران نے دلاسا دیا۔ اور سزا بھی نہیں ہوگی"

"بہلا رہے ہو۔؟ وہ پھیکی سی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے بولا۔

"نہیں" عمران نے کہا۔ "سچ سچ بتا دو کہ تمہارا تعلق کس سے ہے تو نہ صرف یہ کہ تمہیں بچا لیا جائے گا بلکہ سزا بھی نہیں ہونے پائے گی"

"میرا تعلق۔؟ وہ کراہا۔

"ہاں... بولو... بولو" فیاض نے جلدی سے کہا۔

"تم سنو گے تو چونک پڑو گے" اس نے کراہ کر کہا اور آنکھیں بند کر لیں اس کے زخموں سے پھر خون رسنے لگا تھا۔

"نام بتاؤ" فیاض نے کہا۔

"وہ... وہ ڈی ایم ہے... ڈی... ایم..." وہ خلا میں کسی انجانی شے کو دیکھتا ہوا بولا۔

"ڈی ایم سے کیا نام بنتا ہے۔؟

"ڈینجر مین" اس نے نام بتایا۔

"کیا۔؟ فیاض بری طرح سے چونکا تھا" ڈینجر مین۔؟

"ہاں وہ میرا باس ہے"

"وہ کہاں ملے گا۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"پتہ نہیں" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم نیچرہ لے کر کہاں جاتے۔؟

"لیڈ اسٹار کے کمپاؤنڈ میں"

"وہاں نیچرہ کسی کو دینا تھا۔؟ فیاض نے پوچھا۔

"ہاں" اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

"شلما کو۔؟" عمران نے پوچھا اور اس کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک ابھر کر معدوم ہوتی چلی گئی۔

"ہاں" اسنے سر ہلایا۔ "پیکٹ شلما کی گاڑی میں رکھ دینا تھا"

"شلما کا ڈی ایم سے کیا تعلق ہے۔؟"

"وہ اسکی ساتھی ہے"

"شلما کو ڈی ایم کا پتہ ہے۔؟"

"ہاں" اسنے اثبات میں سر ہلایا۔

"بازوں کو کیوں چرایا گیا ہے۔؟"

"وہ... باس... کا... حکم... تھا" اسنے اٹک اٹک کر کہا اور خاموش ہو گیا عمران نے اسکی نبض پر ہاتھ رکھا۔ نبض چل رہی تھی مگر بہت مدھم ایسے جیسے ڈوب رہی ہو۔

"اسے فوراً ہسپتال لے جانے کا بندوبست کرو" عمران نے فیاض سے کہا۔ شاید اسے بچایا جاسکے کیونکہ سینے کے زخم زیادہ کاری نظر نہیں آرہے صرف خون زیادہ بہا ہے"

"ابھی لو" فیاض نے کہا اور کھڑا ہو کر اندر کی جانب بڑھا ہی تھا کہ عمران نے اسے روک لیا۔

"اپنی جیپ میں لے جاؤ" عمران نے کہا۔ ورنہ جتنی دیر میں ایمبولنس آئے گی یہ مر چکا ہوگا"

"ہونہہ" فیاض نے سر ہلایا اور پھر دونوں نے مل کر اسے اٹھایا اور جیپ کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا چند لمحے بعد وہ ہسپتال کی جانب اڑے چلے جا رہے تھے لیکن ان کی بھاگ دوڑ بے سود رہی جب وہ ہسپتال پہونچے تو وہ مر چکا تھا فیاض نے ٹھنڈا سانس بھرا اور عمران سے بولا۔

"اب کیا کیا جائے۔؟"

"اسے پہلے آفس لے چلو" عمران نے کہا۔

"کیوں" فیاض نے پوچھا۔

"تاکہ اسکی دونوں طرح سے تصویریں بنا سکو"

"دونوں طرح۔؟ فیاض نے حیرت سے کہا۔ کیا یہ میک اپ میں ہے۔؟

"ہاں" عمران نے کہا۔ اتنے قریب سے دیکھنے کے باوجود تم میک اپ کا اندازہ نہیں لگا سکے۔؟

"چہرہ خون آلود ہے اس لئے میں توجہ نہیں دے سکا"

"ہونہہ" عمران نے ہنکارہ بھرا پھر بولا۔ ساتھ ہی شلما کی گرفتاری کا بندوبست کرو"

"اسے پکڑنا آسان نہیں ہوگا"

"کیوں۔؟ عمران نے پوچھا۔

"ہمارے پاس اسکے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی مرنے والے کے بیان کو بطور ثبوت پیش کر سکتے ہیں"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا فیاض ٹھیک کہہ رہا تھا اگر مرنے والے

کا بیان ٹیپ کر لیا جاتا تو وہ شلما کے خلاف ثبوت بن سکتا تھا مگر موجودہ صورت میں وہ اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔

"ہم شوکی کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے" فیاض نے کہا۔ کیونکہ باز بھی ہمارے پاس نہیں ہے جسے ثبوت بنا سکیں"

"اگر ہوتا تو کیا کر لیتے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"شفیق کی موت اور باز میں یقیناً کوئی تعلق ہے" فیاض نے کہا۔ ورنہ ان پرندوں کو حاصل کرنے کے لئے لوگ جانیں نہ دیتے"

"کیا مطلب۔؟" عمران نے پوچھا۔ کوئی اور واقعہ بھی ایسا ہی پیش آ چکا ہے کیا۔؟

"ہاں" فیاض نے کہا۔ جعفری کی رہائش گاہ سے طوطا چوری کرتے ہوئے دو آدمی گارڈ کی بندوق کا نشانہ بن چکے ہیں"

"اوہ" عمران نے بظاہر حیرت ظاہر کی حالانکہ وہ اس بات سے واقف تھا کہ طوطا چرانے کی کوشش میں دو افراد جان دے چکے ہیں جبکہ تیسرا طوطا لے جانے میں کامیاب رہا تھا۔

"اور اظہر اقبال کی رہائش گاہ سے وزارت خارجہ کا ایک چپراسی روفی جان پر کھیل کر چڑیا کا پنجرہ لے جانے میں کامیاب رہا ہے"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلا دیا۔

"ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ پرندوں کا۔ ان اموات سے گہرا تعلق ہے" فیاض نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اب تک کتنی اموات ہو چکی ہیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"آٹھ" فیاض نے جیپ ہوڑ سے گھماتے ہوئے کہا۔ جن میں سے ایک بھی عام آدمی نہیں ہے"

"کیا ہر ایک کے ہاں پرندے پہونچائے گئے تھے۔؟"

"ہاں البتہ اظہر اقبال جعفری اور شفیق کے ہاں سے پرندے لے جانے کی کوشش سامنے آئی ہے" فیاض نے کہا۔ جبکہ دوسری جگہوں پر سے پرندے اس طرح لے جائے گئے ہیں کہ خود گھر والے اس سے لاعلم رہے"

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا۔ اس لاش کی میک اپ اور میک اپ اتار کر تصویریں بنوا لینا کام آئیں گی۔"

"یہی کروں گا" فیاض نے کہا۔

"یہ یقیناً غیر ملکی ہوگا اور امیگریشن سے اسکے بارے میں تفصیلات معلوم ہو جائیں گی۔" عمران نے کہا۔ ویسے میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو یہ شلما کے ساتھ ہی ٹھہرا ہوا ہوگا"

"وہ میں معلوم کر لوں گا" فیاض نے کہا۔

"ٹھیک ہے" عمران نے سر ہلا دیا وہ فیاض کے آفس پہونچ چکے تھے فیاض لاش اٹھوانے اور تصویریں بنانے کے لئے اپنے ماتحتوں کو ہدایتیں دینے لگا۔

جبکہ عمران جیپ سے اتر کر قریب ہی کھڑی اپنی ٹو سیٹر کی جانب بڑھ گیا تھا پھر فیاض اس وقت اسکی جانب متوجہ ہوا تھا کہ جب

ٹوسیٹر اسکے برابر سے گذری تھی اسنے آواز دیکر عمران کو روکنا چاہا تھا مگر پھر ماتحتوں کی موجودگی کی وجہ سے خاموش رہ گیا اور عمران کی ٹوسیٹر آفس کی حدود سے نکلی چلی گئی۔

/

عمران دانش منزل پہونچا تو ایک بری خبر اسکی منتظر تھی خبر یہ تھی کہ نعمانی کا کہیں پتہ نہیں چل رہا بلیک زیرو نے ہر طرح سے کوشش کر لی تھی مگر نعمانی سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا نجانے اس پر کیا گذری تھی۔

"اسے تو ریڈ اسٹار والے غیر ملکیوں کی نگرانی پر لگایا گیا تھا نا۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں" بلیک زیرو نے کہا۔ میں نے چوہان کو وہاں بھیجا تھا ریڈ اسٹار کے ایکسو تیس نمبر روم میں دونوں غیر ملکی موجود ہیں مگر وہاں کہیں بھی نعمانی کا پتہ نہیں لگ سکا"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا۔

"اب چوہان انکی نگرانی کر رہا ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"اس بنگلے کو ٹریس کیا جو راجہ ریاض کے نام پر کرائے پر لیا گیا ہے اور جہاں شلما تینوں غیر ملکیوں کے ساتھ گئی تھی"

"جی ہاں مگر وہ بنگلہ اب خالی پڑا ہے" بلیک زیرو نے بتایا۔ "اور اس پر ٹو لیٹ کی تختی لگی ہوئی ہے"

"ہونہہ" عمران سوچ میں ڈوب گیا۔

"آپ کیا کر آئے۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں" عمران نے کہا اور فیاض سے ہونے والی ساری گفتگو دہراتا چلا گیا پرندوں کے تذکرے پر بلیک زیرو چونکا تھا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ پرندے ان وارداتوں میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ "اب مجھے کچھ کچھ یاد آ رہا ہے"

"وہ کیا۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"پہلے کسی کو جعفری اور اظہر اقبال کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ لینے کے لئے بھیجو تاکہ جو خیال میرے ذہن میں ابھرا ہے اسکی تردید یا تصدیق ہو سکے" عمران نے کہا۔

"بہتر ہے" بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کہاں چلے۔" عمران نے کہا۔ "فون استعمال کر لو"

"میں چائے بھی لیتا آؤں گا" بلیک زیرو نے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر کمرے سے نکلا چلا گیا اسکے جاتے ہی ٹرانسیمٹر پر کسی کال کی آمد کا اشارہ موصول ہوا تھا۔

"ایکسٹو" عمران نے رسٹ واچ ٹرانسیمٹر آن کر کے ایکسٹو کے مخصوص

بھراتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"اٹ از صفدر سعید چیف" دوسری جانب سے آواز آئی۔

"رپورٹ" عمران نے کہا۔

"میں نے بنگلے کی دوبارہ تلاشی لی تھی اور تہہ خانے تلاش کئے تھے جناب"

"پھر کیا رہا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"بڑے ہال کمرے سے تہہ خانے کا راستہ ہے اور وہاں ایک اچھی خاصی لیبورٹیری قائم ہے جناب عالی" صفدر کی آواز آئی۔

"اور کچھ۔؟" عمران نے کہا۔

"جی ہاں یہاں ایک کمرے میں مجھے نعمانی بیہوشی کی حالت میں ملا ہے۔" صفدر نے بتایا۔ "مگر میں نے اسے آزاد نہیں کرایا"

"بہت اچھا کیا" عمران نے کہا۔ "نعمانی کو اگر تم نکال لاتے تو وہ لوگ نہ صرف چوکنے ہو جاتے بلکہ رہائش گاہ بھی بدل دیتے"

"جی ہاں اسی لئے میں نے کسی چیز کو بھی نہیں چھیڑا" صفدر نے کہا۔ "اور نہ ہی نعمانی کو ہوش میں لایا"

"گڈ" عمران نے کہا۔

"ایک بات پر مجھے حیرت ہے چیف" صفدر نے کہا۔ "اور وہ یہ کہ یہاں پرسوائے اس لنگڑے ملازم کے جو راجہ ریاض والے بنگلے سے فرار ہو کر یہاں پہونچا تھا اور کوئی نہیں ہے"

"تلاشی لیتے ہوئے اس سے مڈھ بھیڑ ہوئی تھی۔؟"

"جی نہیں۔" صفدر نے کہا۔ "میں اس وقت بنگلے میں داخل ہوا تھا جب وہ چڑیوں کا ایک پنجرہ لے کر کہیں چلا گیا تھا۔"

"چڑیوں کا پنجرہ۔" عمران نے دوہرایا۔ "کتنی چڑیاں تھیں۔؟"

"صرف دو بڑی چڑیاں۔" صفدر نے کہا۔

"اس لنگڑے ملازم کے علاوہ اور کوئی ادھر نہیں آیا گیا۔؟"

"شلما گزشتہ رات آئی تھی۔" صفدر نے کہا۔ "اس کے علاوہ جن دو افراد نے کانسٹیبل بن کر مجھے روکا تھا وہ بھی آئے تھے مگر نصف گھنٹے بعد وہ تینوں ہی واپس چلے گئے تھے۔"

"کیا وہاں کوئی ٹرانسمیٹر بھی ملا تھا تلاشی میں۔؟"

"جی نہیں۔" صفدر نے کہا۔ "البتہ ایک ہال کمرے سے ملحقہ کمرے میں لاؤڈ اسپیکر اور ایمپلی فائر اور مائیک وغیرہ ملے ہیں۔"

"اوہ۔" عمران کے منہ سے نکلا۔

"لاؤڈ اسپیکر ہال کمرے میں لگے ہوئے تھے اور ملحقہ کمرے میں ایمپلی فائر اور مائیک وغیرہ تھے۔"

"ہونہہ۔" عمران نے ہنکارہ بھرا پھر وہ بولا۔ "نگرانی کرتے رہو اور کوئی خاص بات ہو تو مطلع کر دو۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"دیٹس آل۔" صفدر کا جواب سن کر عمران نے رابطہ منقطع کر دیا تھا پھر وہ رسٹ واچ کلائی پر باندھنے کے بعد صوفے سے ٹیک لگا کر

بیٹھا ہی تھا کہ بلیک زیرو کمرے میں داخل ہوا اسکے ہاتھوں میں چائے کی ٹرے تھی ٹرے اس نے میز پر رکھی اور صوفے پر بیٹھ کر چائے بنانے لگا۔ عمران اسے صفدر کی کال کے بارے میں بتانے لگا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا جناب کہ وہ لنگڑا ملازم کچھ نہ کچھ اہمیت ضرور رکھتا ہے" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں میں بھی اسی کے بارے میں سوچ رہا ہوں" عمران نے کہا "تم ایسا کرو کہ ایکسچینج سے ایک فون نمبر کے بارے میں معلوم کرو"

"بتلایئے" بلیک زیرو نے کہا۔ اور چائے کا ایک کپ عمران کے آگے رکھا پھر دوسرا اپنے سامنے رکھکر فون اپنی جانب کھسکا لیا۔

"نمبر نوٹ کرو" عمران نے کہا پھر شلما کا بتلایا ہوا نمبر بلیک زیرو کو بتایا اور چائے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

بلیک زیرو فون پر نمبر کے بارے میں معلومات کرنے لگا تھا پھر اسنے فون رکھا اور عمران کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"یہ نمبر اسی بنگلے کے ہیں جس کی صفدر نگرانی کر رہا ہے"

"گڈ" عمران کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔ ٹھیک اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر کسی کال کی آمد کا اشارہ ملا اور بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا دوسری جانب صدیقی تھا وہ کہہ رہا تھا۔

"دونوں کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ایک جیسی ہے جناب عالی۔ دونوں کے جسموں میں کافی تعداد میں خطرناک قسم کے وائرس پائے گئے ہیں اور

ان وائرسوں نے انکے دماغ کی رگوں کو گلا سڑا دیا تھا جسکی وجہ سے ناک منہ سے خون بہہ نکلا تھا اور انہی وائرس نے دل کو بھی متورم کر دیا تھا جسکی وجہ سے دل کی کارکردگی ختم ہو گئی تھی اور ان کی موت واقع ہو گئی۔"

"ہونہہ۔" بلیک زیرو نے ہنکارہ بھرا پھر پوچھا۔ "وائرس ان لوگوں کے جسموں میں کس طرح سے پہونچے انجکشن کے ذریعے سے یا......"

"بیرونی ذرائع سے جناب۔" بلیک زیرو کے خاموش ہوتے ہی مدیقی کی آواز آئی۔ "ڈاکٹروں کا خیال یہ ہے کہ منہ اور ناک کے ذریعے وائرس جسم میں داخل ہوتے ہیں اسی لئے دماغ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے واپس آجاؤ۔" عمران نے بلیک زیرو کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"وائرس سے موت۔" بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"زیادہ مت سوچو۔" عمران نے کہا۔ "ایسے وائرس کی وارداتیں سب سے پہلے ایک افریقی ملک میں ہوئی تھیں۔"

"یاد آگیا۔" بلیک زیرو نے کہا۔ "پھر ہمارے دشمن پڑوسی ملک میں یہ وائرس نمودار ہوا تھا۔"

"ہاں اور اس کا ذمے دار ایک امریکی سائنسدان تھا جو جراثیمی ہتھیار تیار کرنے کے لئے جراثیموں پر تجربات کر رہا تھا اور یہ وائرس جسے اسٹنی گن کا نام دیا تھا اسی کی ایجاد ہے جو اس نے کئی جرثوموں کے ملاپ سے تیار کیا تھا اور دونوں ملکوں میں انکے بارے میں تجربات کر رہا تھا جنکی

وجہ سے دونوں ملکوں سے اسے ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر نکال دیا گیا تھا اور وہ واپس امریکہ چلا گیا تھا۔"

"تو کیا" بلیک زیرو نے پوچھا۔ وہ سائنسدان یہاں آگیا ہے کیا۔؟"

"نہیں" عمران نے کہا۔ میری اطلاع کے مطابق اس سائنسدان پر امریکہ سے باہر جانے پر پابندی لگا دی گئی ہے کیونکہ اسکی وجہ سے امریکہ کی خاصی بدنامی ہوتی تھی اور اس پر جراثیمی ہتھیار بنانے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔"

"تو پھر اب یہ وائرس یہاں کون لایا ہے۔؟"

"ڈینجرمین" عمران نے کہا۔ اور شفیق کی رہائش گاہ سے بازوں کا پنجرہ لے بھاگنے کی کوشش میں مارے جانے والے فرد کا بیان دوہراتا چلا گیا پھر بولا۔ اب ہمیں ڈینجرمین کو تلاش کرنا ہے۔"

"میرے خیال سے وہ اس بنگلے میں ضرور آتا ہوگا" بلیک زیرو نے کہا۔ جس کی نگرانی صفدر کر رہا ہے۔"

"یقیناً" عمران نے کہا۔ اور وہ شاید اپنے ساتھیوں سے براہ راست گفتگو بھی نہیں کرتا۔"

"ہال کمرے میں لاؤڈ اسپیکر اور ملحقہ کمرے میں مائیک اور ایمپلی فائر کی موجودگی یہی ظاہر کرتی ہے جناب۔"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا۔ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ اپنے ماتحتوں کو گرین کالونی والے بنگلے کے گرد پھیلا دو مگر بے حد ہوشیاری سے کسی کو انکی موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔"

"بہت بہتر جناب عالی" بلیک زیرو نے کہا۔ مگر اس سے فائدہ۔؟

"اگر میرا خیال صحیح ہے تو ہم آج ہی ڈیتھ برین کو پکڑ لیں گے۔"

"اوہ" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا تھا۔

/

گیارہ بجے گرین کالونی کے بنگلے کی نگرانی کرنے والے ایکسٹو کے ماتحتوں میں سے جولیا کی کال عمران نے وصول کی تھی۔

"جی ہاں" جولیا بتا رہی تھی۔ شلبا اور دونوں غیر ملکی بنگلے میں داخل ہوئے ہیں ان سے پہلے وہ دونوں افراد بھی پہونچے ہیں جنہوں نے کانسٹیبل بن کر صفدر کو روکا تھا اسکے علاوہ شارق بھی یہاں موجود ہے جناب۔"

"اوہ" عمران کے منہ سے نکلا۔ اور کوئی۔؟

"انکے علاوہ صرف لنگرا لو کر بنگلے میں شام سے موجود ہے جناب"

"ممکن ہے کوئی عقبی حصے سے اندر داخل ہوا ہو۔؟

"جی نہیں" جولیا نے کہا۔ ہم لوگوں نے جس طرح بنگلے کو گھیرے میں لے لیا ہے اس کی وجہ سے ایک چڑیا بھی نگاہوں میں آئے بغیر بنگلے میں نہ داخل ہو سکتی ہے اور نہ ہی باہر آ سکتی ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے" عمران نے ایکسٹو کی حیثیت سے کہا۔ میں عمران کو بھیج

رہا ہوں جو وہ کہے اس پر عمل کرنا ۔"

"بہت بہتر جناب ۔" جولیا نے کہا اور عمران نے رابطہ منقطع کر دیا ۔

"آپ وہاں جائیں گے ۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا ۔

"ہاں اور میرا خیال ہے کہ یہ کیس ابھی نمٹ جائے گا ۔"

"اوہ ۔" بلیک زیرو کے منہ سے نکلا ۔ لیکن جناب ڈینجر مین تو بنگلے میں موجود نہیں ہے اب اگر آپ نے وہاں چھاپہ مارا تو وہ ہوشیار ہو جائے گا اور ہاتھ نہیں آئے گا ۔"

"ڈینجر مین ۔" عمران نے کہا ۔ وہ شاید بنگلے ہی میں موجود ہے ۔"

"کون ہے وہ ۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا ۔

"بتاؤں گا ۔" عمران نے کہا اور کھڑا ہو گیا پھر چند لمحے بعد اسکی کار گرین کالونی کی جانب اڑی جا رہی تھی ۔ گرین کالونی کے بنگلے جے چالیس سے دو بلاک پہلے اسنے کار روک دی اور اتر کر پیدل ہی آگے بڑھنے لگا مطلوبہ بنگلے کے قریب ۔ سب سے پہلے جولیا ٹکرائی تھی ۔

"ادھر آجاؤ ۔" جولیا نے مطلوبہ بنگلے کے برابر والے بنگلے کی دیوار سے ملحقہ بنی ہوئی سبیل کی آڑ سے کہا ۔

"کیا رپورٹ ہے ۔؟" عمران نے اسکے قریب جا کر پوچھا ۔

"وہی ۔" جولیا نے کہا ۔ جو ایکسٹو کو دی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اب تم بتاؤ کیا کرنا ہے ۔"

"تم صفدر خاور اور چوہان میرے ساتھ بنگلے میں چلیں گے ۔" عمران نے

کہا۔ اور تنویر سامنے کی اور صدیقی عقبی حصے کی نگرانی کرے گا۔"

"ٹھیک ہے" جولیا نے کہا اور پھر اس نے رسٹ واچ ٹرانسمیٹر پر ان سب کو عمران کا حکم پہونچا دیا تھا۔

پھر تنویر کو اگلے اور صدیقی کو پچھلے حصے میں چھوڑ کر وہ بنگلے میں داخل ہو گئے تھے۔ یہاں انھیں کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا اور وہ دبے قدموں چلتے ہوئے اس ہال تک جا پہونچے تھے جہاں صفدر نے لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے دیکھے تھے۔

انہوں نے دروازے میں جھری بنا کر اندر جھانکا۔ ہال میں اس وقت شلما دونوں غیر ملکیوں دو مقامی افراد کے علاوہ محکمہ خارجہ کا ریکارڈ کیپر شارق موجود تھے وہ سب کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہاں ایک باریک آواز گونج رہی تھی۔

"اس طرح ہم مزید کامیابی حاصل کر لینگے اور اس کے ساتھ ہی تم سب کو مقررہ حصہ ادا کر دیا جائے گا۔"

"کیا اسکے بعد بھی ہمیں آپ کے ساتھ کام کرنا ہوگا باس۔؟ دونوں مقامی افراد میں سے ایک نے پوچھا۔

"اس کی اطلاع تمہیں بعد میں دی جائے گی۔" باریک آواز نے کہا۔ البتہ شارق سے مطلوبہ کاغذات حاصل کرنے کے بعد کوئی کام نہیں لیا جائے گا اور دس لاکھ روپے ادا کر دیئے جائیں گے۔"

"اور" شارق نے پوچھا میری وڈیو کیسٹ اور تصویریں

کیا وہ بھی مجھے واپس مل جائیں گی مسٹر ڈینجرمین۔؟

"ہاں" باریک آواز نے کہا۔ "میں وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔"

"تھینک یو مسٹر ڈینجرمین" شارق نے کہا۔ اس معاملے سے نمٹ کر میں اللہ کا شکر ادا کروں گا اور پھر کبھی عورت کے قریب میں نہیں آؤں گا۔"

"عورت کے قریب میں" باریک آواز نے قہقہہ لگایا تھا۔

"چلو" عمران نے کہا پھر وہ دروازہ کھول کر اندر گھستے چلے گئے تھے ساتھ ہی جولیا اور صفدر کی آواز وہاں گونجی تھی۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو گولی ماردی جائے گی۔"

ان کی آواز سنتے ہی باریک آواز خاموش ہو گئی تھی اور شلما وغیرہ کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔

"تم ان کو سنبھالو" عمران نے جولیا سے کہا پھر صفدر سے بولا۔ ملحقہ کمرے کی طرف رہنمائی کرو۔"

"آئیے" صفدر نے کہا اور وہ تیزی سے دائیں سمت بڑھنے لگے اس طرف کمرہ اس طرح کھانچے سے بنا ہوا تھا کہ اندر کا حصہ نظر نہیں آرہا تھا وہ جیسے ہی اس طرف پہونچے ایک دروازے کے پٹ بڑی تیزی سے بند ہوتے تھے پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی جو لحہ بہ لحہ دور ہوتی جارہی تھی۔

"یہ اوپر جانے والے زینوں کا دروازہ ہے" صفدر نے بند ہونے والے دروازے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ شاید کمرے سے

نکل بھاگا ہے جناب"۔

"تم اسکا کمرہ دیکھو"۔ عمران نے کہا اور خود بند ہونے والے دروازے کی جانب جھپٹا۔ دروازے کے دوسری جانب سیڑھیاں تھیں۔ عمران تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا چھت پر پہونچنے سے پہلے ہی اسے رکنا پڑا تھا کیونکہ وہ سامنے موجود تھا۔

اور چھت کے بند دروازے کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس لٹکا ہوا تھا۔

"یہی ہے"۔ عقب سے صفدر کی آواز آئی۔ لنگڑا ملازم یہی ہے عمران صاحب مگر....."

صفدر کا جملہ مکمل نہ ہو سکا تھا کیونکہ عمران کی آمد محسوس کرتے ہی لنگڑے ملازم نے پلٹ کر فائر کیا تھا وہ دونوں بڑی تیزی سے دیوار سے چپک کر خود کو بچا سکے تھے۔

اتنی دیر میں لنگڑا چھت پر پہونچ چکا تھا۔ عمران نے دو تین جستیں لگائیں اور چھت پر پہونچ گیا لیکن چھت پر پہونچتے ہی اسکے منہ پر گھونسہ لگا تھا۔

وہ دروازے سے لگ کر کھڑا تھا اور عمران کے اوپر آتے ہی اس نے گھونسہ دے مارا تھا عمران لڑکھڑا گیا لیکن پھر اگر پھرتی سے وہ دائیں نہ ہٹ گیا ہوتا تو لنگڑے کی فلائنگ کک عمران کے منہ ہی پر پڑی ہوتی لنگڑا چھت پر گرا تھا۔

عمران بڑی تیزی سے اس پر جھپٹا تھا پھر اسنے لنگڑے کو دبوچ لیا تھا۔ مگر اچانک نجانے لنگڑے نے کیا کیا کہ نہ صرف عمران کی گرفت اس پر سے ختم ہو گئی بلکہ وہ اڑتا ہوا سا صفدر سے جا ٹکرایا تھا پھر وہ بڑی تیزی سے اٹھا تھا۔

اتنی دیر میں لنگڑا جواب دونوں پیروں سے تیزی سے دوڑ رہا تھا چھت کے اس سرے کی طرف جا رہا تھا جہاں ایک کاپٹر چھت سے کچھ ہی بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ عمران نے دائیں بائیں دیکھا پھر قریب پڑا لوہے کا راڈ اٹھایا اور ڈیتھ رین کی طرف پھینک مارا۔

راڈ ڈیتھ رین کے اس ہاتھ پر لگا تھا جس میں اسنے بریف کیس تھام رکھا تھا ضرب لگتے ہی بریف کیس اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا پھر وہ اسے اٹھانے کے لئے ٹھٹھکا تھا مگر عمران اور صفدر کو اپنی جانب دوڑتے دیکھکر وہ اچھل کر کاپٹر پر سوار ہو گیا۔

جب تک وہ چھت کے سرے پر پہنچے کاپٹر ان سے بہت دور جا چکا تھا عمران بے بسی سے اسے جاتا دیکھتا رہ گیا۔

بریف کیس لے کر وہ نیچے آئے تھے۔ یہاں ان سب کے ہتھکڑیاں لگا دی گئی تھیں اور نعمانی کو برآمد کر لیا گیا تھا۔ قیدیوں کو عمران نے ملٹری پولیس کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر ڈاکٹر داور کو فون کر کے بلایا تھا اور تہخانے والی لیبوریٹری ان کے حوالے کر دی تھی کیونکہ وہ خطرناک وائرس ٹی گن کافی تعداد میں وہاں موجود تھے۔

ڈینجر مین کے ہاتھ سے گرنے والے بریف کیس میں سے وزارت خارجہ سے اڑائے ہوئے کاغذات اور اظہر اقبال کے ذریعے بنائے ہوئے کاغذات کی فوٹو اسٹیٹ برآمد ہو گئی تھیں اسکے علاوہ کروڑوں روپے کی ھنڈی بھی اس میں سے نکلی تھی۔

ایک ڈائری بھی برآمد ہوئی تھی جس سے پتہ لگا تھا کہ ڈینجر مین نے امریکی ڈاکٹر کی لیبارٹری سے ٹی گن وائرس چوری کئے تھے اور ان کو پرندوں کے ذریعے اپنے شکار تک پہونچاتا تھا۔ اسکا شکار جب اپنے پسندیدہ پرندے کو پیار کرتا تھا تو وائرس اسکے منہ اور ناک کے ذریعے اس کے جسم میں داخل ہو کر اسے موت سے ہمکنار کر دیتے تھے۔

اس طرح وہ سرکاری ملازموں سے کاغذات حاصل کر کے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا اور جو دولت مند اپنے کسی حریف کو قتل کرانا چاہتا تھا تو اسے بھی ڈینجر مین اسی طریقے سے ایک معقول رقم کے عوض قتل کر دیتا تھا پھر بعد میں قتل کرانے والے کو بلیک میل کرتا رہتا تھا۔

شکار پھانسنے کے لئے شلما اور نیشا کو استعمال کرتا تھا نیشا اور اس کے چھ ساتھی ہوٹل ریڈ اسٹار ہی سے پکڑ لئے گئے تھے مگر ان سب کو یہ نہیں معلوم تھا کہ بظاہر لنگڑا کر چلنے والا ان کا ملازم ہی ڈینجر مین ہے۔ کیس ختم ہو گیا تھا مگر عمران کو ڈینجر مین کے نکل جانے کا افسوس تھا۔

"ختم شد"



ڈاکٹر حامد حسن، ممتاز علی کیانی، عقیل قریشی

محمد سجاد بھٹی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین

محمد نعمان، ساگر زمان، ناصر محمود بلوچ

